جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

له الحمد والمنه وله الشكر والنعمه که رساله شریفه وکراسه جمیله در رد منکرین الهام وبیعه نقض کلام فرقه محدثه

مسمی به

اثبات الالهام والبيعة بادلة الكتاب والسنة

الملقبة بتضحيك الانام على تحقيق الكلام

در زمان محمود وآوان مسعود بتوفیق الهی وتائید صمدی حسب الایماء شاه منشی عبد الحق صاحب لاهوری و منشی الهی بخش صاحب

مطبع ریاض هند امرتسر مین باهتمام شیخ نور احمد مهتمم کے چهپا

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل البیعۃ موجب الرضوان والسلام وخص بعض عبادہ بالمحادیث والالہام والصلوۃ والسلام علی من بیعتہ بیعۃ الرحمن بحکم القرآن وبیعۃ خلفائہ بیعتہ کما بیعتہ بیعۃ الدیان وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الذین فیہم من فازوا بتکلیم الغیب الاعلام ونالوا منا الخطاب من اللہ الملک العلام

بعد حمد وصلوۃ کے برادران دینی کو واضح ہو جو سنہ بارہ سو اٹھانوین ہجری مین ایک رسالہ مولفہ مولوی غلام علی قصوری راقم الحروف کی نظر سے گزرا راقم نے بنظر انصاف وتحقیق اول سے آخر تک بغور وفکر تمام اسکا مطالعہ کیا - اغلاط لفظی اور اختلال معانی اور مخالفت اور نقص کلام کے سوا یہ بڑا نقص نظر آیا کہ اُسکی تعلیمات سراسر طریقہ اہل حق کے برخلاف ہین اور مصنف کو اہل اللہ سے عداوت قلبی اور عناد ہے پھر خیال آیا کہ مبادا یہہ خود اپنی فہم کا قصور ہو - احتیاطاً پانچ نسخے رسالہ مذکورہ کے خرید کر نامی گرامی علماکی خدمت مین روانہ کئے چنانچہ ایک رسالہ بخدمت مولنا سید محمد نذیر حسین صاحب مدظلہ دوسرا بخدمت سید نواب صدیق حسنخان صاحب تیسرا بخدمت شریف مولوی محمد حسین صاحب لاہوری چوتھا بخدمت سامی مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی ا رسالہ اپنے مطالعہ کیواسطے رکھا تا کہ مکرر نظر کیجاوے چونکہ محض احقاق حق منظور تھی نظر انصاف سے دیکھا اور دیگر بزرگان سے جو اپنے وقت مین اساتذہ فن حدیث

ہیں استصواب کیا۔ الحمد للہ کہ سبکی رائے میری رائے سے موافق اور متفق ہوئی
یہہ ایک بڑے معتبر دوست کے خط سے معلوم ہوا کہ نواب صدیق حسنخان صاحب
سلمہ اللہ نے مولوی غلام علی کے رسالہ کو دیکھکر یہہ بہی کہا کہ ہم آجتک مولوی غلام علی
کو عالم جانتے تہے مگر اسکی اِس تصنیف سے معلوم ہوتا ہے کہ بالکل علم سے عاری ہے
اور محض جاہل ہے اور مولوی بدیع الزمان کو فرمایا کہ آپ جلدی اسکا رد لکھین اور
وہ رسالہ بہی انہین کو دیدیا۔

نقل خط مولوی محمد نذیر حسین صاحب

از عاجز محمد نذیر حسین بمطالعہ گرامی مولوی عبد الجبار سلمہ الغفار عن شر الاشرار
بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ واضح باد کہ نامہ نامی معہ رسالہ شخص معلوم رسیدہ
کاشف مدعا گردیدہ مشار الیہ از مذاق اہل شرح صدور یخرجہم من الظلمات الی النور و شرح بہای
آن رنجور است لہذا در رسالہ او اختلال مالا مال واقع شدہ نعم ما قیل۔ بے بصیرت
چہ شناسد سخن کامل را ۞ تلخ و شیرین بمذاق دل رنجور یکیست۔ لازم کہ آن صاحب از
متمسکات کتاب و سنت و کلام کبرائے امت از سلف و خلف محققین بعنوان احسن مجلای
لطیف در حیز تحریر آورده آویزه گوش ہر بیہوش سازند کہ حق حقیق از شائبہ باطل متمیز
بوده پیرایہ حلل اہل سلوک گردد

نقل خط مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی

محمد عبد الحی عفی اللہ عنہ بخدمت شریف مولوی عبد الجبار صاحب دام لطفہ
بعد ہدیہ مسنون الاسلام قبول باد بورود عنایت نامہ ممنون منت و مرہون مودت گشتم
ترجمہ والد مرحوم آن مکرم کہ سابقا ارسال فرمودہ بودند رسید انشاء اللہ تعالی آنرا درج تاریخ

خواہم کرد۔ رسالہ قصوری پُر از قصور و فتور ست ہدی اللہ مصنفہ سبیل الہدی لمعطاہ الشی تنفرے پیدا گشتہ جواب جاہلان باشد خموشی۔ معہذا انشاء اللہ بوقت فرصت توجہ کردہ خواہد شد۔ مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کے خط کا خلاصہ یہ ہے کہ آپکا رسالہ مرسلہ ہمارے پاس پہنچا اور مطالعہ میں آیا سوائے شرذمہ قلیلہ امرتسریہ کے کسیکے نزدیک پسندیدہ اور قابل اعتبار نہ ہوگا۔ راقم نے بوقت تحریر جواب اپنی شیخ کی وصیت کو مدنظر رکھا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم اور اقوال و آثار ائمہ دین کے سوا اور کسی چیز سے تمسک نہ کیا اور بحکم الدین النصیحۃ قصوری کی غلطیوں اور مغالطات کو حسبۃ للہ ظاہر کردیا۔ اور اغلاط لفظی سے سوائے چند مقامات کے تعرض نہین کیا۔ حق سبحانہ وتعالی فقیر کی سعی کو قبول فرماوے اور داخل زمرہ انصار دین کرے اور یہہ توفیق بخشے کہ معترضین علی السنت کے اعتراضات اور اہل غلو کی تحریفات اور اہل باطل کے توہمات اور جاہلونکی تاویلات کو دور کردون اور اس رسالہ کو تمام اہل اسلام کے لئے باعث ہدایت کرے اور عاجز کو خطا اور زلل سے بچاوے اور واضح رہے کہ عبارت تحقیق الکلام بعنوان لفظ مغالطہ نقل کیجاویگی اور جواب لفظ ہدایہ لکھا جائیگا۔ اب اصل مقصود کو شروع کرتا ہون اور خداوند کریم سے اعانت چاہتا ہون۔ **مغالطہ** اور یہہ چار مذہب حنفی شافعی مالکی حنبلی کیسے ہین اور کب سے بنے ہین الی قولہ خود بخود معلوم ہوگیا کہ یہہ سب بدعت اور مستحدث ہین **ہدایہ** مذاہب اربعہ حق ہین اور انکا آپس کا اختلاف ایسا ہے جیسا صحابہ کرام مین بعض مسائل کا اختلاف ہوا کہ تا تہا باوجود اختلاف کے ایک دوسرے سے بغض و عداوت نہین رکہتے اور باہم سب وشتم نہین کرتے مثل خوارج اور روافض کے صلحا اور ائمہ دین کی محبت جزو ایمان ہے اور عداوت اونکے طریقہ خوارج کا دریا مذہب کے واسطے تعصب کرنا شیعہ لوگونکی طرز ہے صراط مستقیم مابین افراط و تفریط کے ہے

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ المستقیم **مغالطہ** اور کہتے تھے کہ یہ نماز جو ہم پڑھتے ہین فقیر اہل اللہ کی صحبت مین رنگ اور ہی پیدا کر دیتی ہین یہہ سب اقوال اہل علمون کے ہین اور جہال کے خرافات اگر مین بیان کرون تو کئی دفتر بنجاتے ہین

ہدایہ بیشک اہل اللہ کی صحبت مین عبادت کی اور ہی لذت اور ہی کیفیت ہوتی ہے حضرت رسالت مآب صلعم کے اصحاب آپ کے حضور و صحبت کی برکت سے ایسی توجہ دل سے نماز پڑہتے کہ دشمنون کے تیر بدن مین گہس جاتے اور فرط حلاوت سے جبتک نماز سے فارغ نہ ہوتے اپنی حالت کیطرف توجہ نہ کرتے یہہ قصہ ابوداؤد مین ہے مصنف نے اس قسم کا خشوع و حضور و تبتل الی اللہ کبہی خواب مین بہی نہین دیکہا اسلیئے منکر ہو بیٹہا صوفیہ کرام کی ایسی حالات ہزارون نے دیکہی ہین اگر بعض مسائل مین ایسے بزرگون سے خطا بہی ہو جائے تو رتبہ صدیقیت و حب مولی جو اُن کے دل و جان کی روح ہے اُنکو نور و تجلی بخشتا ہے یکاد زیتها یضیئ ولو لم تمسسه نار نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء اللہ نور کی مثال بیان فرماتا ہی قریب ہے تیل اسکا خود ہی روشن ہو جاے اگرچہ نچہوئے اُسکو آگ نور ہے اوپر نور کے راہنمائی کرتا ہے اللہ واسطے اپنے نور کے جسکو چاہے صحبت کے برکات و فوائد احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہین فرمایا کہ صحبت صالح کی مانند صحبت مشک فروش کے ہے جو پاس بیٹھیگا بے نصیب نہ رہیگا۔ صحیحین مین ہے ذاکرین خدا ایسی قوم ہین جو اون کا ہمنشین محروم نہین رہتا۔ اگر مصنف کو اس کیفیت کی خبر ہوتی تو انکار نہ کرتا اہل غفلت اور اہل اللہ کی نماز کو باہم کچھ نسبت نہین اللہ جلشانہ فرماتا ہے فویل للمصلین الذین هم عن صلوتهم ساهون پس تباہی ہے واسطے اُن نمازیون کے جو اپنی نماز سے غافل ہین اور فرمایا قد افلح المومنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون۔ بیشک کامیاب ہوئے وہ ایمان والے جو اپنی نماز مین خشوع کرنیوالے ہین ان دونون

آیتون کو بنظر تدبیر دیکھو غافلون کی نماز سبب ویل اور خرابی کا فرمایا اور خشوع
کرنیوالون کی نماز موجب فلاح اور خلاصی کا اور حضرت رسالت فرماتے ہین ان العبد
لینصرف من صلوته ولم یکتب له منها الا نصفها الا ثلثها حتی قال الا عشرها
خدا کا بندہ نماز پڑھکر فارغ ہو بیٹھتا ہے (اور نامۂ اعمال مین) اسکے لئے نماز مین سے کبھی
نصف لکھا جاتا ہے کبھی تہائی یہانتک فرمایا کبھی دسوان حصہ رواہ اصحاب السنن
یہ کمی بیشی ثواب کا بہ سبب قلت اور زیادت خشوع اور حضور نماز کی کمی بیشی ورنہ
بحسب ظاہر توسب نمازی برابر ہین ان نصوص پر اگر مصنف غور کرتا تو بمشیت الٰہی
شاید حقیقت امر اوسپر منکشف ہو جاتی **مغالطہ** یہہ اشغال پیری مریدکچھ
شرع میں کچھہ اصل نہین رکہتے **ہدایہ** ایسا لکھنا محض غلط ہے بڑی زیادتی
کی بات ہے صوفیہ کرام کے اکثر اشغال اذکار قرآنیہ اور ادعیہ نبویہ ہین اور مراقبات
بحکم نصوص ثابت ہین جنسے دل کو حیوۃ اور نور حاصل ہوتا ہے اور رجوع الی اللہ اور
انابت اور انقطاع اور خشیت اور تذلل پیدا ہوتا ہے مراقبہ معیت اور قرب صفات
بہت آیات قرانی سے ثابت ہے جیسے وھو معکم اینما کنتم وہ تمہارے ساتھہ
ہے جہان کہین تم ہو اور آیہ ونحن اقرب الیه من حبل الورید ہم انسان کیطرف
اسکی رگ جان سے زیادہ قریب ہین اور آیہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ پس مصنف
کا اشغال و اذکار کو بے اصل کہنا بے علمی کا سبب ہے بیشک امر محدث اور بدعی خواہی
کسی قوم مین مروج ہو شرعًا کچھہ قدر نہین رکھتا اور عند اللہ ایک جو برابر نہین صوفیہ کا
ایجاد ہو یا کسی اور کا احداث اس طایفہ کی نسبت بڑی غنیمت ہے مقام انقطاع وتبتل
وخشیت وتذلل و قناعت توکل و انابت کا حاصل ہونا سواے التزام اشغال و اذکار
مروجہ طایفہ صوفیہ ثابتہ من سنت النبویہ کے بہت مشکل ہے اور ان کی برکت سے
ان صفات محمودہ کا حاصل ہونا بہ تجربہ ثابت ہے اور امر بدیہی الثبوت کا انکار خرط القتاد ہے

مغالطہ ۴ اتفاقاً مین رسالہ قول الجمیل الخ **ہدایہ** اسکا جواب بحث مسئلہ بعیت
مین انشاء اللہ بتفصیل لکھین گے اسجگہہ تحریر کرنیکی حاجت نہین **مغالطہ ۵**
پہر قاعدہ محدثین پر اطلاع پائی وہ قاعدہ یہہ ہے کہ جس امر کو رسول اللہ صلعم نے فرمایا
یا کیا اور اصحابون نے اسکو بالاجماع نکیا اور ترک کیا وہ قول اور عمل حکم منسوخ ہونیکا رکہتا ہے
ہدایہ جس امر کا ترک باجماع صحابہ بنقل صحیح ثابت ہو جاوے تو بموجب قاعدہ
محدثین کے اسکا متروک العمل ہونا دلیل نسخ ہے اور اگر کسیکو عمل صحابہ کی روایت نہ پہنچی
تو اُسکے عدم علم سے منسوخ ہونا لازم نہین آتا بے خبری کا نام جہالت ہے اور جہالت شرع
کی ناسخ نہین ہو سکتی اور مصنف کا یہی دعوی ہے کہ مجہے عملدرآمد صحابہ کی بعیت کے
معاملہ مین کوئی روایت نہین ملی اور اسی بے علمی کا نام جہل ہے مصنف یہہ نہین کہسکتا
کہ ترک بعیت صحابہ سے بالاجماع ثابت ہے فتدبر اور انشاء اللہ تعالی قریباً ضمن نمبر ۳ مین
ہم اس قاعدہ کو مفصلاً ذکر کرینگے **مغالطہ ۶** اسی طرح مسئلہ صفات
ایک بزرگ کے ذریعہ سے رسالہ حمویہ تصنیف شیخ الاسلام عبد السلام ابن تیمیہ کا کہ
مخشوش اور بہت غلط تہا مجہکو ملگیا اسکو بہی محنت تمام سے مطالعہ کیا اور اسکے مضامین
پر واقف ہوا اور عقاید متکلمین کے کہ مدت عمر سے مرکوز خاطر تہے اسکے فضل سے
بالکلیہ زایل ہو گئے **ہدایہ** یہہ بزرگ وہی شخص ہے جس کے طعن وعیب گیری
کے واسطے مصنف نے یہہ رسالہ بنایا ہے خود اقرار کرتا ہے کہ ایک بزرگ کے طفیل
رسالہ حمویہ ہاتہہ آیا جو مصنف کے درستی عقاید کا سبب ہوا اور بجاے شکرانہ نعمت
کے یہہ رسالہ جو مجموعہ طعن وتشنیع ہے لکہکر چہپوایا وما نقموا الا ان اغناهم اللہ
ورسوله من فضله فان يتوبوا يك خيرا لهم الاية آپکو علاوہ درجہ اجتہاد کے
متشقین اور علم تاریخ مین بہی بڑا دخل ہے لکہتے ہین (رسالہ حمویہ تصنیف شیخ الاسلام
عبد السلام بن تیمیہ کا) اور وہ اصل مین احمد بن عبد الحلیم کی تالیف ہے اسکی دعوی

مثل ہے ہے چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ۞ الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا

مغالطہ ۷ اور ہاتہہ سے ہاتہہ لیکر ملانا اس عہد کے علامات اور امارات ہین نفس بعیت مین داخل نہین **ھدایہ** بیعت کے وقت مین ہاتہہ پکڑنا عقد وعہد فعلی ہے جس سے تاکید وپختگی عہد لسانی کی مقصود ہوتی ہے اور عقد فعلی عقد لسانی کی علامت اور نشانی نہین بلکہ ایک مستقل عہد ہے عدۃ المومن کاخذ الکف مومن کا زبانی وعدہ (پختگی مین) مانند پکڑنے ہاتہہ کی ہے (جیسے اقرار کے وقت ہاتھ پر ہاتہہ مارتے ہین اور اسکو پکا وعدہ سمجہتے ہین) مومن کا زبانی وعدہ ایسا ہے عقد لسانی جسکو عقد فعلی سے قوت دیجاوے محض عقد لسانی سے ضرور زیادہ معتبر اور مضبوط ہوگا یَدُ اللہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ جنہون نے پیغمبر خدا صلعم سے بیعت کی انکے حق مین فرمایا انکے ہاتہہ پر اللہ کا ہاتہہ ہے اس آیت سے عہد فعلی کی کس قدر عظمت اور بزرگی ثابت ہوتی ہے اگر ہاتہہ مین ہاتہہ لینا محض علامت عہد لسانی ہوتا تو اس قدر فضیلت نہ ہوتی مگر بات سمجھنے کیواسطے عقل درکار ہے طرفہ یہہ ہے کہ یہان ہاتہہ مین ہاتہہ لینا علامہ ٹھرایا ہے اور صفحہ ۲۹ مین زائد بات بتلایا ہے اور صفحہ ۳۰ مین مسنون بلکہ صفحہ ۶ مین طریقہ حسنہ نبوۃ لکہدیا ہے ان عبارتون کو راقم نے نمبر (۱) اور نمبر (۹۰) اور نمبر (۹۴) مین بعینہا نقل کئی ہین **مغالطہ ۸** - اور بیعت مروجہ یعنے پیری و مریدی کے علامات غیر منحصر ہین بعضون نے اس عہد کے علامات چار ابرو کی صفائی ٹھہرائی ہے اور بعضون نے سر کے تہوڑے سے بال کتر لینا اور بعضون نے داغ کندھے پر دینا اور کوئی بنگ کا پیالہ پلا دیتا ہے اور کوئی کنٹھہ اور قلابہ ہاتہہ مین ڈال لیتا ہے جب یہہ نوبت علماء تک پہنچی اور علماؤن نے دیکہا کہ اس کسب کا بڑا عروج ہے تو اونہون نے ان سب واہیات کو چہوڑ کر پہلے پیری مریدی کے علامت خرقہ دینا شروع کیا انتہی مختصرا **ھدایہ** کس کتاب مین لکہا ہے اور کون کہتا ہے کہ رواج خرقہ سے پہلے علامت بیعت یہ منکرات

تہی اگر دعوی ہے توکسی کتاب کا حوالہ دو ہم کہتے ہین کہ یہہ قول سراسر جہوٹ ہے اگر
تمہارا کہنا ٹہیک ہو توپہر اُن منکرات واہیات کوملحق بالسنة اورحسنات کہنا چاہئیے
کیونکہ اتباع تبع تابعین مین خرقہ کا عام طور پر رواج ہوگیا تہا اگرچہ جلال الدین رحمہ اللہ نے
اتحاف الفرقہ بو صل الخرقہ مین اور مولوی عبد العزیز ملتانی نے (کوثر النبی مین
علی مرتضی سے اعطاء خرقہ کے تصحیح کی ہے اور بعض محدثین نے سند خرقہ کمیل بن عباس
تک جو حضرت مرتضی کے اصحاب سے تہے اور اویس قرنی تک جو اصحاب عمر فاروق رضہ سے
تہے بصحت پُہنچایا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے موضوعات کبیر مین سخاوی سے اسبات
کو نقل کیا ہے اور شیخ قسطلانی نے حافظ ابن حجر سے مگر محدثین کو ان روایات کی تصحیح
مین گفتگو ہے قول صحیح وراجح یہہ ہے کہ رواج خرقہ شیخ جنید رح اور انکے ہمعصرون سے تہا جیسا
کو شیخ شہاب الدین سہروردی اور صاحب انتباہ نے بعد بحث کثیر کے اور نواب صدیق حسنخان
صاحب نے اِس قول کو صحیح اور راجح کہا ہے اور ولادت و وفات شیخ جنید ماءہ ثالثہ مین
ہے یافعی وغیرہ اہل تواریخ نے اسکے ساتھ تصریح کی ہے ہمعصر امام احمد اور بخاری کے
ہین اور وہ اتباع تبع تابعین مین سے ہین جبکہ خرقہ اتباع تبع تابعین سے ثابت ہے
تو دیگر واہیات معاذ اللہ بقول مصنف افعال صحابہ وتابعین ٹہرے اور پہر انکو
واہیات کہنا خبط اور جنون ہے۔ **مغالطہ ۹** اسکے بعد جب اونہون نے اِس
امر مین خسارہ دیکہا کیونکہ ایک دن مین سیکڑون مرید بنجاتے ہین اور روپیہ بہت
خرچ ہوتا ہے **ھدایہ** یہہ تمہاری بدظنی ہے خوب عادت پکڑی ہے اپنے
نفس کا تزکیہ کرنا اور ایمہ دین کو عیب لگانا۔ مقام غور ہے کہ اِس طریقہ کے پیشوا مانند
شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ وحضرت جنید بغدادی وحضرت بایزید بسطامی
وامثال انکے پیری مریدی واسطے عروج اور عزت دنیا کے کرتے تہے جیسا مصنف
کہتا ہے اور یہہ کہنا کہ بخل کے باعث خرقہ پہنانا چہوڑ دیا اس پر یہہ مثال صادق آتی ہے

کل اناء یترشح بما فیہ ایسے کام علماء ظاہر پرست کے ہوتے ہین جو سنیا کا حق بھی کہا جاتے ہین اوروں کو کیا دیوینگے ـ صوفیہ کرام بتوفیق ملک علام درہم و دینار کو ٹھیکری برابر نہین سمجھتے ـ ہر طرف سے مال بشیار آتا ہے اور خلق اللہ پر فی سبیل اللہ نثار کر دیتے ہین اگر پچھلے منقولات کا اعتبار نہ ہو تو بقیۃ الاولیاء فخر الاصفیا مولوی عبد اللہ غزنوی رضی اللہ عنہ کا حال اپنے دل اور دیگر ہمعصرون سے دریافت کرو ـ

مغالطہ ۱۰ اسواسطے سوچ کرکے بیعت کو کہ ایک طریقہ حسنہ تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول تہا شروع کیا **ہدایہ** بیعت مسنونہ کو خود ہی طریقہ حسنہ رسول اللہ صلعم کہنا اور پہر بدعات مین شمار کرنا اس قسم کی فریب دہی ہے جیسے ملحد کہا کرتے ہین جو کوئی فرقہ شرک اور عبادت غیر اللہ سے خالی نہین تمام مذہبون مین عبادت غیر اللہ کا رواج ہو گیا ہے کوئی ستارہ پوجتا ہے کوئی بتون کو بعضے قبور اولیاء کو پوجتے ہین اور بعضے فرشتگان خدا کو کوئی انبیاء کو معبود پکڑتا ہے کوئی کعبہ اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کو مسجود ٹھہراتا ہے ایک گنگا جاتا ہے اور ایک زیارت قبور انبیاء و اولیاء و بیت اللہ کو کسی نے مندر مکان کو ٹھکو مانا اور کسینے بیت اللہ اور مساجد کو واجب التعظیم جانا غرض ایسے تلبیسات و شبہات سے لوگون کے دلون مین شک ڈالتے ہین اور حق و باطل کو خلط کر کے طرف الحاد کی لیجاتے ہین جو سنت حضرت رسالت سے بتواتر لفظی و معنوی ثابت ہوا اسکو بدعات مستحدثہ صوفیہ مین شمار کرنا اہل الحاد کا کام ہے خدا عزوجل ہم سبکو اور مصنف کو اس سے بچاوے **مغالطہ ۱۱** بیعت کرنے مین ہر فریق نے اپنا اپنا طریق علحدہ علحدہ مقرر کیا کسینے ہاتہہ مین ہاتہہ لیکر مرید سے کلمہ شہادت پڑہانا اور تجدید ایمان کرانا شروع کیا اسمین اشارہ یہہ ہے کہ سوائے پیری و مریدی کے انسان کافر ہوتا ہے اور قبل از بیعت بے ایمان تہا **ہدایہ** کلمہ شہادت جو نماز اور خطبہ اور اذان و دیگر مقامات مین پڑہا جاتا ہے بیشک اوس سے تجدید ایمان کیجاتی ہے

اب تُم کھو کیا ان مقامات مین کلمہ ٹپرھنے سے پہلے آدمی کافر ہوتا ہے اور یا ایمان والے کے حق مین کلمہ ٹپرہنا لغو ہے ۔ مصنف بیچارہ کو ظاہر آیات کلام اللہ سے بہی خبر نہین ایسی لاف زنی کی کیا ضرورت تہی (کہ قرآن وحدیث کی مارست سے قوت استنباط پیدا ہوئی) آپ کی تصنیف ہی آپ کے دعوی کو جھٹلاتی ہے ۔ تصنیف گواہ اوست کہ قولش درست نیست شاید پارہ اول بہی نہین ٹپرہا اِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ جبوقت کہا اُسکو اسکے ربنے تابعدار ہو تو وہ بولا تابعدار ہوا مین رب العالمین کا کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو بحکم آلہی تجدید اسلام کرے تو بقاعدہ مصنف لازم ہوگا کہ اِس سے پہلے معاذاللہ حضرت ابراہیم ع کافر تہے اور یا پروردگار کا کہنا اور حضرت ابراہیم کا ماننا لغو تہا اعاذنا اللہ من الوساوس جب غریب کو پہلے پارہ کی خبر نہین تو سورہ نمل کا قصہ کہان سے جانتا ملکہ سبانے کہا اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مین اسلام لائی ساتھ سلیمان کے واسطے اللہ رب العالمین کے اور اس آیۃ کریمہ سے پہلے ہے وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِیْنَ اور ہم اس سے پہلے جان چکے تہے اور مسلمان ہو چکے تہے اِن دونون آیتون سے صاف ظاہر ہے کہ جب حضرت سلیمان کے روبرو اسلمت مع سلیمان کہا اس سے پہلے بہی مشرف باسلام تہی تجدید ایمان پر طعن کرنا دلیل ہے اوپر بے خبری مصنف کے مسائل قرآنیہ سے قرآن مجید مین حکم ہے ساتھ تجدید ایمان کے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اے ایمان والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر یعنی اے ایمان والو تجدید ایمان کرو اللہ کے سچے بندے ہر وقت تجدید ایمان کرتے رہتے ہین حافظ ابن القیم نے مدارج مین لکھا ہے وکان شیخ الاسلام ابن تیمیة اذا اثنی علیه فی وجهه یقول واللّٰه انی الی الآن اجدد اسلامی کل وقت وما اسلمت بعد اسلاما جیدا

یہہ تو بتلائیے کہ نماز کی دعائین ماثورہ بہی یاد ہین یا نہین آپ کے اختصار نماز سے
تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید نجانتے ہو حضرت رسالت رکوع وسجود مین فرمایا کرتے
بك امنت ولك اسلمت اور حکم دیتے کہ سوتے وقت کہو امنت
بکتابك الذي انزلت و نبيك الذى ارسلت
مین ایمان لایا تیری اُس کتاب پر جو تونے نازل کی اور تیرے نبی پر جو تونے بہیجا کیا
اس تجدید ایمان سے زمانہ سابق کا کفر لازم آویگا یا کلام لغو ہوگی آنحضرت فرماتے ہین
افضل الذكر لا اله الا الله رواہ الترمذی وابن ماجہ افضل ذکر ہے
لا الہ الا اللہ پڑہنا اور موسی علیہ السلام نے دعا کی لیے پروردگار تو مجہے سکہلا کوئی دعا
جسکے ساتہہ مین تجہہ کو پکارون پس حکم ہوا قل لا اله الا الله تو کہہ لا الہ الا اللہ
رواہ البغوی فی شرح السنۃ ان احادیث سے فضیلت کلمہ توحید کی ثابت ہے
یہہ ایسا ورد ہے کہ رب العالمین نے اپنے رسول کو اسکی مداومت کا حکم دیا اور رسول خدا
نے امت کو سکہلایا اسکا انکار فیضان غیبی سے حرمان کی علامت ہے۔ کیا آپ ورد کلمہ شہادت
کو تحصیل حاصل سمجہتے ہین یا بخوف لزوم اقرار کفر بزمان سابقہ کلمہ پڑہنے سے منکر ہین۔

مغالطہ ۱۲ - اور کوئی اسطرح پر کہ ہاتہہ مین ہاتہہ لیکر خود الحمد للہ پڑہتا ہے
اور بعض اذکار دیگر مرید سے کہتا ہے کہہ توبہ کی مین گناہون سے اور کہتا ہے اے بیٹا
نماز پڑہنا روزہ رکہنا انتہی مختصراً **هدایه** مصنف کی عبارت مین کسیقدر
تقدیم تاخیر سہواً واقع ہوا ہے مگر کچہہ مضر مطلب نہین مقصود حاصل ہے مصنف کی خوبی
دیکہو جو تعلیم فاتحہ اور تاکید نماز وروزہ اور توبہ اور ذکر الٰہی کو بدعات وکفریات مستحدثہ
مین داخل کرتا ہے ان تعلیمات اور اشغال پر طعن کرنا شایان مومن نہین حضرت رسالت
اپنے اصحاب کو فاتحہ تعلیم کرتے صحیح بخاری مین ہے کہ آنحضرت نے ابوسعید رضی اللہ عنہ
کو فرمایا الا اعلمك اعظم سورة في القران الحمد لله رب العلمين

ھی السبع المثانی والقرآن العظیم کیا مین نہ سکہلاؤن تجہے سب سے بڑی
درجہ والی سورت قرآن مین وہ الحمد للہ رب العلمین اسیکا نام ہے سبع مثانی اور یہی ہے
قرآن عظیم ترمذی مین ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ارشاد کیا والذی نفسی
بیدہ ما انزلت فی التوریۃ ولا فی الانجیل ولا فی الزبور
ولا فی القرآن مثلہا قسم ہے اُس ذات کی جو میری جان اُسکے قبضہ مین ہے
سورۃ فاتحہ جیسی کوئی سورت توریت اور انجیل اور زبور اور قرآن مجید مین نہین نازل
کی گئی اور دارمی اور بیہقی نے روایت کیا ہے فی فاتحۃ الکتاب شفاء
من کل داء سورہ الحمد مین ہر بیماری سے شفا ہے اس تعلیم اور بیان فضیلت سے
یہی مقصود تہا کہ اسکا التزام کرین اور وظیفہ پکڑین **مغالطہ** نمبر ۱۴ اور بعضون نے
بیعت کا یہہ طریق نکالا ہے کہ ایک برتن مین پانی ڈالکر اسکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین داخل کرکے
یا کپڑا ایک طرف سے آپ پکڑکر اور دوسری طرف سے عورت کو پکڑانا [illegible] جیسے
مذکور ہوئے اُسکو ٹہانے الی قولہ اور صحیح ثابت ہے کہ رسول خدا صلعم نے عورتون سے
قولی بیعت کی یہہ فعال مستحدثہ نہین کئے **ہدایہ** تم جو کہتے ہو کہ صوفی لوگ
عورت کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین پکڑتے ہین یہہ محض افترا اور بہتان علی زمرۃ الاصفیاء
ہے کسینے کبہی ایسا نہین کیا ہان اتنی بات بعض مشایخ سے منقول ہے کہ وقت
عہد لسانی کے ایک بڑے برتن مین پانی ڈالکر اسکی ایک طرف مین پیر ہاتہہ رکہتا ہے
اور دوسری طرف عورت بیعت کرنیوالی اور کبہی بوقت بیعت کپڑے کا ایک کنارہ
آپ پکڑتے ہین اور دوسرا کنارہ اُسکو پکڑنے کا حکم دیتے ہین فی الجملہ اس عمل کو اصل سے
کچہہ تو سنت سے سند ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بایع النساء دعا بقدح ماء فغمس یدہ فیہ
ثم یغمسن ایدیہن فیہ روایت ہے عمرو بن شعیب سے وہ نقل کرتے ہین اپنے باپ

وہ اوسکے دادا سے کہا اوس نے تہے رسول اللہ صلعم جسوقت بیعت کرتے عورتون
سے منگاتے ایک پیالہ پانی کا پہر ڈبلتے ہاتہہ اپنا اُسمین پہر ڈباتین عورتین اپنی ہاتہہ
اُسمین روایت کیا ہے اسکو ابن سعد اور ابن مردویہ نے اور ابن اسحاق نے مغازی
مین وعن الشعبی قال کان رسول اللہ صلعم یبایع النساء ووضع علی یدہٖ
ثوبا اخرجہ سعید بن منصور وابن سعد وابو داؤد فی المراسیل وعبد الرزاق ایضا اور روایت
ہے امام شعبی سے کہا اوس نے تہے رسول اللہ صلعم بیعت کرتے عورتون سے اور رکہہ
لیتے کپڑا اپنے ہاتہہ پر اس روایت کو بیان کیا ہے ابو داؤد اور عبد الرزاق اور سعید بن
منصور اور ابن سعد نے اگرچہ یہہ روایت مرسل ہے مگر بہت محدثین کے نزدیک
حدیث مرسل حجت ہوتی ہے آیندہ ہم اس مسئلہ کو انشاء اللہ تعالی ہدایت نمبر ۹ مین بتفصیل
لکہین گے۔ مصنف صاحب بلوغ المرام اپکا مبلغ علم ہے اگر کوئی مسئلہ بلوغ المرام
مین نظر نہ آیا تو حکم لگا دیا کہ اس مسئلہ کا کہین وجود نہین اور لوگون کے تکفیر کیواسطے
قول صاحب تتمۃ الفتاوی کو کافی جانتا ہے صوفیہ جن کے افعال واقوال کے لئے فی الجملہ
کتاب وسنت سے استناد ہے اُن پر طعن کرنا اور خود ایک کٹ ملا کے کہنے سے مشایخ
کبار کو کافر بتلانا عجب طرح کا اجتہاد ہے خود را فضیحت دیگران را نصیحت **مغالطہ**
۱۴۔ پس یہہ عاجز انشاء اللہ تعالی ان سب امور مفصلہ بالا کا علحدہ علحدہ بدلایل قرآنیہ
واحادیث صحیحہ یا حسنہ جواب دیتا ہے انشاء اللہ کوئی ضعیف حدیث اسمین داخل نکرونگا
ھدایہ مصنف نے ایفاء وعدہ نہین کیا دلایل قرآنیہ واحادیث صحیحہ تو درکنار
کسی محل جواب مین حدیث ضعیف بلکہ موضوع یا کسی عالم کا قول تک نہین لایا جس قدر ہے
اپنی طرف سے خیال بندی ہے جو سراسر پوچ ہے **مغالطہ ۱۵** رسول اللہ صلعم
تارک مستحبات کو بہی ملامت کرتے تہے جیسا کہ ایک انصاری اونچی ماڑی بنانیوالے
سے اعراض کیا اور اس سے روگردانی فرمائی حالانکہ اونچا گہر بنانا حاجت کیواسطے مباح ہے

ھدایہ سوا پہر کے افاقہ مین بہی مصنف کے حواس درست نہین ہوتے دیکہو مستحب امر کی مثال بیان کرتا ہے اور آگے چلکر اوسیکو مباح کہتا ہے انصاری کے قصہ مین ترک مستحب و فعل مباح کا ذکر نہین ۔ انصاری کا بالاخانہ زاید از حاجت تہا اور حضرت رسالت عمارت فضول کو منع اور حرام فرمایا کرتے دیکہو اسی حدیث مین ہے اما ان کل بناء وبال علی صاحبہ الا ما لا یعنی الا ما لا بد منہ ہر عمارت بنانیوالے پر وبال ہے مگر جسکے بنائے سوا چارہ نہ ہو روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اگر انصاری کا بالاخانہ بنا بر حاجت ہوتا تو کچہہ محل ملامت نہ تہا اِس پوری حدیث کو پڑہکر سمجہہ مین آجاویگا کہ انصاری نے فضول عمارت بنا کر ارتکاب امر ممنوع کیا تہا اسواسطے حضرت نے اعراض فرمایا نہ ترک استحباب پر **مغالطہ ۱۶** موچہون کے بال بڑہانے والون پر اور بالون کے نہ دہونے والون پر کپڑے میلے رکہنے والے پر اور ایک پانون ننگا اور ایک پانون مین جوتہ پہنکر چلنے والے پر اور تخاصر کرنیوالے پر وغیرذلک پر سخت ملامت کرتے تہے **ھدایہ** یہہ سب منہیات شرعی ہین مصنف صاحب کو امر مباح و منہی عنہ کی تمیز نہین اور دعوی اجتہاد ہے انکی نہی اور منع کے دلایل ہمسے سنیئے ترمذی اور نسائی اور احمد بن حنبل روایت کرتے ہین کہ حضرت رسالت نے فرمایا من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا جو شخص اپنے موچہین نہین کترتے وہ ہمارا نہین اور احمد و نسائی نے روایت کیا من کان لہ شعر فلیکرمہ جو شخص بال رکہتا ہو پس چاہئے عزت سے رکہے اسکو اسمین اکرام کا امر ہے اور امر وجوب کو چاہتا ہے اور یہہ بہی احمد و نسائی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت نے ایک شخص کا لباس میلا دیکہکر فرمایا اما یجد ھذا ما یغسل بہ ثوبہ کیا اسے کچہہ میسر نہین آتا جس سے دہووے اپنے کپڑے ۔ میلے کپڑون سے دوسرون کو بدبو آتی ہے اور بو سے پاس والے مسلمانون اور ملایکہ کو ایذا پہنچتی ہے ایذا رسانی ممنوع اور مذموم ہے تو میلان

بھی ضرور ممنوع ہونا چاہئے اور بروایت متفق علیہ ثابت ہے لایمش احدکم فی نعل واحد کوئی شخص ایک ہی جوتہ پہنکر نہ چلے یہہ سب کام اسواسطے ممنوع ہین کہ انمین مشابہت بزمرہ مقہوران خدا ہے اعاذنا اللہ من غضبہ سو چہون کے بڑہانے مین تشبہ بالمجوس ہے اور بال بکہرے اور میلے کپڑے رکہنے کو عادت شیطان فرمایا اور ایک جوتہ پہنکر چلنا یہہ بہی فعل ابلیس بتایا اور تخاصر کو فرمایا کہ اسطرح اہل دوزخ آرام کیا کرینگے اور تشبہ بالیہود ہے چونکہ انکی مشابہت اختیار کرنے معصیت تہی تو مرتکب معصیت پر ملامت فرمائی **مغالطہ ۱۷** اسلئے فرمایا فمن رغب عن سنتی فلیس منی **ھدایہ** رغبت عن الشئے کے معنی ہین ایک چیز سے بیزار رہونا اور نفرت کرنا یہہ نہین کہ ترک کرنیکو رغبت عن الشئے کہین تارک بیعت کو مصداق اس حدیث کا نکہا جاویگا بلکہ جو مصنف کیطرح منکر ہے وہی مصداق ٹہریگا تارک مستحب کو اس وعید کا مورد ٹہرانا بعید کا کام ہے صحیح حدیث مین ہے ان اللہ یحب ان یؤتی رخصہ کما یحب ان یؤتی عزائمہ بیشک اللہ جلشانہ پسند کرتا ہے اس بات کو جو اسکی رخصتون پر عمل کیا جاوے جیسا پسند کرتا ہے عزیمتون پر عمل کرنیکو عزائم کے معنی ہین مستحبات بحکم اس حدیث کہ جیسا کہ عمل مستحبات پسندیدہ حضرت الٰہی ہے ویسا ہی انکا ترک بھی مرضی خداوندی ہے جب پروردگار کسی امر کی اجازت دے تو حضرت رسالت کیونکر منع اور وعید فرماوینگے **مغالطہ ۱۸** اور عبداللہ بن عمر کو ترک تہجد پر ملامت کی **ھدایہ** آنحضرت صلعم نے ابن عمر کو ترک تہجد پر ملامت نہین فرمائی اگر آپ اُس حدیث کو نقل کر دیتے تو ہمین بہی یقین آجاتا۔ البتہ اس مضمون کی حدیث تو ہے کہ عبداللہ مرد صالح ہے کاش تہجد گذار ہوتا لفظ کاش لفظ تمنے ہے کلمہ ملامت نہین۔ **مغالطہ ۱۹**۔ اور یہہ بیعت جو ابتداسے تا فتح مکہ رسول اللہ صلعم کرتے رہے سنت موکدہ سے بڑہکر واجب کے حد کو پہنچتی ہے اور معلوم ہے بالبداہت کہ کسی صحابی نے روبرو

رسول صلعم کے یہ عمل آپسمین نہین کیا مثل السلام علیکم جو آپسمین کرتے تہے اگر یہ
سنّت سُنّت مستفیضہ ہوتی تو رسول کریم نے صحابہ کرام کو آپس ہین بعیت کرنیکا کیون حکم
نکیا ہوتا **ھدایہ** اِس کلام سے مصنف کی یہہ غرض ہے کہ رسول صلعم تو تارک مستحب
بلکہ فعل مباح کے اقدام کرنیوالے کو ملامت کیا کرتے تہے تارکان بعیت کو ملامت کیون
نکرتے مگر اول دعوی ثابت کرنا چاہئیے تہا دعوی ثابت نہین ہوا اور مسئلہ بعیت کی تفریع
اسپر کردی کہ اگر بعیت سُنّت مستفیضہ ہوتی تو ضرور رسول صلعم صحابہ کرام کو حکم دیتے کہ آپس
مین بعیت کیا کرو بناء فاسد علی الفاسد کرکے سنت فعلی اور تقریری کا مصنف نے انکار
کردیا شاید تمہارے نزدیک سُنّت قولی کے سوا دوسری قسم کی کوئی سنت نہین اتنا
بہی نہین جانتے کہ مسئلہ بعیت ان مسایل مین سے ہے جو خصوصیت رکہتے ہین ساتہہ افضل
اور بہتر کے جیسے خلافت امارت قضا امامت اِن کامون کے واسطے ایک ہی شخص مقرر
ہوتا ہے یہ نہین ہوسکتا کہ ہرایک امام یا خلیفہ یا قاضی بنجائے مصنف خوش فہم یہان
لکہتے ہین (یہہ بعیت جو ابتداء سے تا فتح مکہ رسول اللہ صلعم کرتے رہے) اور صفحہ ۲۳ مین لکہتے
ہین (کہ بعیت توبہ واستغفار کے اول امر مین تہی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک
ہوئی) حافظہ اور لیاقت ہو تو ایسی ہو ایک صفحہ مین کچھہ لکہتے ہین دوسرے مین کچھہ اِن
دونون باتون کی غلطی ہم ہدایہ (نمبر ۲۷) مین واضح بیان کرچکے ہین۔ **ھدایہ**
یہہ تمہارا قاعدہ تمام اہل اسلام سے برخلاف ہے اگر اس قاعدہ کو تسلیم کرین تو تمام فعلی
اور تقریری سنتون سے انکار کرنا پڑیگا۔ ہزارون امور شرعی حضرت رسالت صلعم
کے فعل سے یا کسیکو کوئی کام کرتا دیکہکر سکوت فرمانے سے ثابت ہین ان سے اگر انکار کیا
جاوے تو دو ثلث شریعت سے انکار لازم آتا ہے بہت مسایل شرعی ہین کہ وہ افعال شارع
نے کئے اور اسپر ترغیب و تاکید نہین فرمائی مگر مصنف و جملہ اہلحدیث کے نزدیک مستحبات و
مندوبات سے ہین مثلاً رفعیدین اخفاے بسملہ مصائب و حوادث کے وقت قنوت کا پڑہنا

جملہ محققین اُسکو سنت جانتے ہین اور مصنف کا ان پر عمل بہی ہے مصنف نے واہی جوان مسایل
مین سے ایک مسئلہ پر ترغیب و تاکید ثابت کرے ایسی مثالین بہت ہین مگر بخوف طوالت
اسی پر اکتفا کیا گیا **مغالطہ ۲۱** اور جب امر کو پیچہے جانا ہی کہ تیکی مرضی تہی اور اپنے
خاصہ کی نفی کرنی تہی اپنے روبرو کسی اور سے کرادیا **ہدایہ** یہہ قاعدہ پہلے قاعدہ
سے بہی زیادہ غلط ہے وہان سُنت فعلی اور تقریری سے انکار تہا اور یہان سنت قولی
سے بہی انکار کردیا گویا یہی قسم سُنت ہوگا جسکا حکم حضرت دیکر اپنے روبرو عمل کراوین
بیعت الخلافت جسکو تم سنت مانتے ہو اس قاعدہ کے موافق سنت نہوگی کیونکہ حضرت
پیغمبر خدا صلعم نے کسیکو حکم نہین کیا کہ ہمارے روبرو ابوبکر یا عمر یا عثمان یا علی کے ہاتھہ پر بیعت کرو
بہت دعائین حضرت نماز مین اور صبح و شام وغیرہ اوقات مین پڑہتے اور کسیکو حکم فرماتے
کہ تو ہمارے سامنے پڑہ حالانکہ تمام علما امت کا ان کی سنت مستفیضہ ہونے پر اتفاق ہے
یہہ سب قواعد مصنف کے خانہ ساز ہین مسلمانون مین سے کوئی قائل نہین ہے **مغالطہ ۲۲**
جیسا جماعت عبدالرحمن اور ابوبکر سے کرادی **ہدایہ** یہہ مثالین مفید مدعا نہین
کیونکہ حضرت پیغمبر خدا نے عبدالرحمن کو امامت کا حکم نکیا تہا بلکہ وہ بلا اجازت خود بخود مقتدیون
کے امام ہوگئے تہے یہہ واقعہ اس طور پر ہوا کہ حضرت سفر مین تہے حضرت عبدالرحمن اور چند
اصحاب آگے نکل گئے آنحضرت پہنچے نہ تہے کہ نماز فجر کا وقت ہوگیا عبدالرحمن نماز پڑہانے
لگے ایک ہی رکعت ہوئی تہی کہ اتنے مین آنحضرت تشریف لائے اور دوسری رکعت مین داخل
جماعت ہوئے اور آنحضرت بسبب غلبہ مرض کے مسجد تک نہ چل سکے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت
کا ارشاد فرمایا جب جماعت ہورہی تہی تو کسیقدر آنحضرت نے مرض مین تخفیف دیکہی اور مسجد
مین تشریف لیگئے اور ابوبکر صدیق پیچہے ہٹ گئے اور آنحضرت نے امامت کرائی پس یہہ قول مصنف
کا (اپنے روبرو کسی اور سے کرائی جیسا کہ جماعت عبدالرحمن اور ابوبکر سے کرادی) سراسر غلط
ہے جسکو شوق تحقیق ہے صحیح بخاری و صحیح مسلم کو ملاحظہ کرے دیکہیے سو مصنف صاحب:

کی درایت روایت ظاہر ہو جائیگی - اگر ہمیں تنزل ہم ان واقعات کو جیسا مصنف نے
بیان کیا ہے اوسی طرح مان لین تو بھی مفید مطلب نہین کیونکہ کثیر علماء کے نزدیک جماعت
واجب ہی چنانچہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ مین وجوب کو ثابت کیا ہے
اور امر مسنون کو امر واجب پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے مگر مصنف قصور علم کے
سبب تمیز نہین کر سکتا ۔ **مغالطہ ۲۳** جب بیعت کی کسیکو ترغیب دی نہ کسی سے
کرائی تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ امر مستحب نہ تھا ۔ **ہدایہ** جب ہی اس دعوی کا
ہم اچھی طرح سے ہدایہ (نمبر ۲) مین باطل کر چکے ہین پس بناء اسپر آپ ہی باطل ہو چکی چنانچہ
کہ بیعت کی ترغیب آیات و احادیث سے ہم ہدایہ نمبر (۲۷) اور نمبر (۸۰) مین بخوبی
ثابت کر چکے ہین ۔ **مغالطہ ۲۴** وجہ دوم یہ کہ اگر رسول اللہ صلعم کا بیعت کرنا اسپر
دال ہوتا کہ بعد آپ کے بھی یہ امر جاری ہے تو ضرور صحابہ کرام بعد وفات رسول اللہ صلعم
کسیکو اس کام پر مقرر کرتے جب انہون نے کسیکو اس کام پر مقرر نہین کیا تو معلوم
ہوا کہ انہون نے خاص سمجھا ہے ۔ **ہدایہ** یہ دعوی غلط ہے صحابہ کرام نے اول
ابوبکر صدیق اور انکے بعد عمر فاروق اور ان کے بعد حضرت عثمان انکے بعد علی مرتضی رضی اللہ عنہم
کے ہاتھ پر بیعت کی کیا مصنف کو خلفائے راشدین کی خلافت اور بیعت سے بھی انکار ہے
دیکھو سورۂ نور اس آیۃ کو فمن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون
پس جو شخص کہ انکار کرتا ہے وہ فاسق ہی ہین یہی منکران خلافت خلفاء اربعہ کے
حق مین وعید ہیلائے ہین اب مصنف یہ کہیگا کہ یہ بیعت قبول خلافت کی تھی یعنی ہم
اس بات کو کہ ہم ثابت کرینگے اسکے جواب مین ہم روایات کتب حدیث پیش کرتے ہین
اہل انصاف کو معلوم ہو جائیگا کہ حق بجانب کس کے ہے صحیح بخاری مین ہے کہ عبد الرحمن
رضی اللہ عنہ نے بوقت خلافت خلیفہ سوم بمشورت صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کو خلیفہ مقرر کیا اور بیعت کے وقت یہ کہا ابایعک علی سنۃ اللہ و سنۃ رسولہ

والخلیفتاین من بعدہ یعنی مین تیری بیعت کرتا ہون کتاب خدا و سنت رسول وطریقہ شیخین پہ اور امام احمد کے روایت مین ہے ابایعك علی كتاب الله وسنة رسوله وسابقة ابي بكر و عمر مین تیری بیعت کرتا ہون اوپر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طریقہ ابوبکر اور عمر کے جس بیعت کا ان روایتون مین ذکر ہے بیعت تقوی ہے خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب اسمین داخل ہین۔ اور عبداللہ بن حنظلہ امیر مدینہ نے وقعۃ الحرہ مین لوگون سے ساتھہ مرنے کے بیعت لی یہہ قصہ بخاری مین موجود ہے اور یہ بیعت بیعت خلافت کے سوا اور ہی بیعت تہی — ومن لم یجعل الله له نورا فماله من نور **مغالطہ ۲۵** اور نیز اگر یہہ سنت مستفیضہ ہوتی اور خاصہ نہ ہوتا تو رسول اللہ صلعم صحابہ کو اس سے محروم نہ رکہتے بلکہ کل سے کرتے **ہدایہ** اسکو دلیل خصوص ٹھہرانا کمال جرئت ہی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو احکام شرعیہ مین دست اندازی کرنے پر بڑی دلیری ہے حکم شرعی کی تخصیص سوائے حکم شارع کے کسیکے رای سے نہین ہوسکتی ایسے موقع پر کوئی آیت یا حدیث پیش کرنا ضروری ہے کچھہ نہ ہو تو استشہاد کیواسطے قول سلف صالحین یا متاخرین نقل کرنا چاہیئے تہا جب انکو سند کیواسطے کوئی بات نہ ملی تو گھر سے قاعدہ بنانے شروع کئے اور اوسی سے سنت مستفیضہ کو خاص کر دیا۔ یہ یاد رہے کہ ایسی جرئت خلاف شان دیانت ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مصنف صاحب اس قول پہ (صحابہ کو اس سے محروم نہ رکہتے بلکہ کل سے کرتے) بہی کوئی سند نہین لائے اگر یہ بات صحیح ہے تو نام بنام بتلائین کہ فلان فلان صحابی سے آنحضرت نے بیعت نہین لی البتہ آنحضرت کا کل اصحاب سے بیعت کرنا بسند صحیح ثابت ہے صحیح بخاری مین ہے کہ بروز غزوہ خندق آنحضرت نے سب مہاجرین وانصار کے واسطے دعائی مغفرت کی تو سب نے یہہ عرض کیا نحن الذین بایعوا محمدا علی الاسلام ما بقینا ابدا ہم وہ لوگ ہین جنہون نے بیعت کی محمد صلعم سے اسلام پر جب تک ہم زندہ رہین گے اور اس عمر مین

تمام مہاجرین وانصار حاضر تھے جنہوں نے بیعت کا اقرار کیا ہمارا یہہ اعتقاد ہے کہ جو اونہوں نے فرمایا سب سچ ہے اگر مصنف نانے تو اوسکا اختیار ہے۔ اور جنگ حدیبیہ مین ڈیڑہ ہزار یار جان نثار حاضر تھے سب نے آنحضرت سے بیعت کی صحیح بخاری مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انوا خمس عشرۃ مائۃ الذین بایعوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ ہم پندرہ سو آدمی تھے جنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیبیہ کے دن بیعت کی تہی۔ ایک روایت مین ہے ولم یتخلف احد من المسلمین حضرھا الا جد بن قیس اخی بنی سلمۃ اور کوئی شخص مسلمانون مین سے اوس مجلس سے الگ نہین رہا مگر جد بیٹا قیس کا جو بنی سلمہ مین سے تہا۔ علماء لکھتے ہین کہ یہہ شخص منافق تہا اسواسطے حاضر بیعت نہ ہوا اور بخاری مین سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے قال بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عدلت الی ظل شجرۃ فلما خف الناس قال یا ابن الاکوع الا تبایع قال قلت قد بایعت قال وایضا قال فبایعتہ الثانیۃ سلمہ کہتی ہین مینے بیعت کی نبی صلعم سے پہر مین درخت کے سایہ مین جا بیٹہا پس جب مجلس شریف مین آدمی کم ہوگئے فرمایا اے بیٹے اکوع کے تو ہم سے بیعت نہین کرتا سلمہ کہتی ہین مینے عرض کیا مین بیعت کرچکا ہون فرمایا دوبارہ بہی سلمہ کہتی ہین پس مینے بیعت کری دوبارہ۔ آنحضرت کو ایک شخص پر ترک بیعت کا گمان ہوا تو اسکو بہی رغبت دلائی ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ چار سو ستاون عورتون نے بروز فتح مکہ آنحضرت سے بیعت کی اور بیہقی اور طبرانی ابو یعلی ابوداؤد ابن مردویہ ابن سعد عبد بن حمید ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ ام عطیہ نے فرمایا کہ جسوقت آنحضرت مدینہ منورہ مین تشریف لیگئے آپنے انصار کی عورتون کو حکم دیا کہ ایک جگہہ جمع ہوجاوین اور عمر فاروق کو وہان بہیجا حضرت عمر نے اوس مکان کے دروازہ پہ کہڑے ہوکر کہا کہ مین حسب الحکم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہارے پاس آیا ہون کیا تم بیعت کرتی ہو اس بات پر جو کبہی

شرک اور چوری اور زنا نہ کرو گے ہمنے کہا ہان پس عمر فاروق نے باہر کہڑے دروازہ
کے اندر ہاتہہ بڑہایا اور ہمنے بہی انکی طرف ہاتہہ پہیلائے - اِن روایتون سے ثابت ہے
کہ آنحضرت نے تمام مردون اور عورتون سے بیعت لی مصنف کو لازم ہے کہ اپنے دعوی پہ حدیث سے
سند لاوے اور نہین تو کسی عالم کا قول ہی نقل کرے اٹکل پہ چلنا درست نہین اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِی مِنَ الْحَقِّ
شیئًا **مغالطہ** ۲۶ - اور پہر کل کو باہم بیعت کرنے کی تاکید کرتے **ہدایہ**
یہہ وہی پہلی بات ہے جسکا جواب بہی ہم نمبر (۱۹) مین دیکہ چکے ہین مصنف ثبوت
دعوی کے واسطے ایک ہی بات کو ایہہ پہیر کر بار بار لاتا ہے اور سمجہتا ہے تو دہمہارے کہ
بہت سے دلائل لائے ہین - بہلا جو شخص اپنے موہنہ کی کہی بات کو نہ سمجہے اُسکو ایسے
بڑے بڑے دعوے کرنے کب لائق ہین مصنف صاحب اصحاب نبی نے تو بیعت کو
کبہی ترک نہین کیا آنحضرت کے بعد سب نے ابوبکر صدیق کے ہاتہہ پہ بیعت کی اور اُن کے
بعد وقتًا فوقتًا خلفا کے ہاتہہ پہ بیعت کرتے رہے صحابہ کے طور طریق سے معلوم ہوتا
ہے کہ ہر ایک شخص بیعت کے لائق نہین ہوتا یہہ منصب عالی صالح لوگون کے ساتہہ
خصوصیت رکہتا ہے **مغالطہ** ۲۷ پس رسول اللہ صلعم کو اسکی تمیز اور علامات
بیان کرنے واجب تہے **ہدایہ** یہہ آپنے عجیب بات کہی (بیعت سنت ہے اور
اسکی علامات کا بیان کرنا واجب) خلافت امارت قضا جو اہم کام ہین انکے واسطے شارع
نے کونسی علامتین بتلائی ہین کہ ایسے صفات والے شخص کو خلیفہ یا امیر یا قاضی مقرر
کرنا مناسب ہے اگر صاحب بیعت کی علامتین نہ بتلائین تو کیا حرج ہے بالفرض اگر یہی قاعدہ
تسلیم کیا جاوے تو خلافت و قضا سے بہی انکو انکار کرنا پڑیگا بہ سبیل تنزل اگر ہم اس شرط
کو مان لین تو دیکہو آنحضرت و خلفاء و تمام اصحاب کے تعامل سے ثابت ہوتا ہے
کہ بیعت ایسے شخص کی ہاتہہ پہ چاہیئے جو اپنے وقت مین تقوی و دیانت و صلاحیت
کی وجہ سے اپنے معاصرین مین فضیلت رکہتا ہو رسول اللہ صلعم کی حیات

حیات میں آپ افضل بہتر تھے آپکے بعد ابو بکر ان کے بعد عمر اون سے پیچھے عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اور یہ سب فضیلت آن کی کے دو سبکے ساتھ یہ بیعت نہیں ہوئی تھی الا نیابتہ اور تفاضل آنکا بغیر لحاظ بیان علامات اور تمیز کے ہے **مغالطہ ۲۸** اور ایسے شخص کیسے ترجیح کے کوئی وجہ شارع سے مروی نہیں ہے تو جسکو ہم مقرر کرینگے ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی **ہدایہ** دیانت علم تقوی صبر ان صفتون کو پروردگار نے ترجیح کا سبب مقرر فرمایا ہے جنمین یہ صفتین ہوتی ہین اونہین کو غیب الغیب سے یہ مرتبہ عنایت ہوتا ہے آپ اگر ان صفتون کو اسباب ترجیح سے نہ کہو آپکے کہنے سے کیا ہوتا ہے خدا تعالی کریم فرماتا ہے **وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بایاتنا یوقنون** اور کیا ہمنے آنکو امام ہدایت کرتے تھے ساتھ حکم ہمارے کے جبکہ تکلیفون کو سہارا اونہون نے اور تھے ہماری آیتون پر یقین کرتے **واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما** اور جس وقت آزمایا ابراہیم کو اوسکے رب نے تہوڑی سی باتون مین پس ابراہیم نے پوری کرکے دکہلائین فرمایا ہم تمہین لوگون کا پیشوا بنائینگے۔ آنحضرت کا حکم ہے کہ تم اس شخص کو نماز مین امام کرو جو عمدہ پڑہنے والا اور زیادہ علم والا اور اچہی سمجہ والا اور بڑی عمر کا ہو منصف کو اس بات کا کچہہ لحاظ نہین اپنے صغیر سن لڑکے کو جمعہ اور عیدین امام کرتے ہین بڑے بڑے صاحب علم و عمل و عمر اسکی اقتدا کرتے ہین۔ دراصل یہہ ڈہنگ کہیں نہیں کا ہے خودغرضی کے سبب ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح بھی جائیز ہوگئی انصاف درکار ہے والانصاف خیر الاوصاف **مغالطہ ۲۹** اور واجب تہا کہ تمام جہان اور ہر عصر مین بیعت کرنیوالا ایک ہی ہوتا اور یہ خلاف واقعہ کے اور محال ہے **ہدایہ** ایک چیز کو واجب کہین اور محال کبھی نہین عقلمندون کے نزدیک محال ہے یہ نتا کہ واجب ہوسکا سبب کیا ہے اور اس پر دلیل کیا۔ خلافت کا عالم

ایسا ہے کہ اگرچند خلیفہ ہوجائین توکشت وخون کی نوبت پہنچتی ہے بیعت مین کچھہ
خرابی نہین ایک ہی شہر مین کئی شخص صاحب بیعت ہوتے ہین ایک دوسرے سے کچھہ
سروکار نہین رکھتے۔ اگر یہ کھو کہ آنحضرت کے وقت مین سوائے ذات بابرکات آنحضرت
کے کوئی صاحب بیعت نہ تہا اب ایک ہی وقت مین بہت سے آدمی لوگون سے بیعت
لیتے ہین یہ کس طرح جایز ہوگا۔ تو ہم پہلے کہہ چکے ہین کہ بیعت کیواسطے برگزیدہ شخص کو
تلاش کرنا چاہئے جب آنحضرت تہے تو سب کو آپ کی افضلیت پر اتفاق تہا اس زمانہ
مین تمام لوگ ایک ہی بزرگ کے قایل نہین ہوتے کوئی کسی کو اچھا جانتا ہے کوئی
کسی کو جیسا کسی کی سمجھہ مین آتا ہے ویسا کرتا ہے اور تکلیف شرعی ہمارے ذمہ اسیقدر ہے
فاتقوا اللہ ما استطعتم **مغالطہ ۲۳** حصر خلافت اگرایک شخص مین ہوجاوے
تو اسمین محال لازم نہین آتا کیونکہ اسمین نیابت ثابت ہے بخلاف بیعت کے اسمین نیابت
ثابت نہین **ہدایہ** اسکا جواب یہہ ہے کہ دراصل کارخانہ بیعت کی بنا نیابت
پر ہے آنحضرت رب العالمین کیطرف سے نائب ہوکر بیعت لیتے تہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے
ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ تحقیق جو لوگ تجھہ سے بیعت کرتے ہین
بیشک وہ بیعت کرتے ہین اللہ سے جب بندہ کو خدا نے اپنا نائب مقرر کیا تو ایک کی دوسرے
سے نیابت بطریق اولی درست ہونی چاہئے مصنف بسبب بے علمی اور بے خبری کے
کتاب و سنت سے اپنی عدم ثبوت نیابت سے۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے جسکو بیہقی
اور طبرانی اور ابو یعلی اور ابن مردویہ اور ابن سعد اور ابو داؤد اور عبد بن حمید نے
روایت کیا ہے اور ہم لضمن ہدایہ (۲۵) اسکو نقل کر چکے ہین بخوبی ثابت ہی کہ آنحضرت نے
عمر فاروق کو واسطے بیعت کے اپنا نائب مقرر فرمایا اور ابن ابی حاتم مقاتل سے روایت
کرتے ہین کہ یہ آیت (یعنی آیت بیعت نساء) بروز فتح مکہ نازل ہوئی اسوقت آنحضرت نے
کوہ صفا پر مردون سے خود بیعت لی اور عمر فاروق کو عورتون سے بیعت لینے کا حکم دیا

ایسے کامل الثبوت مسئلہ سے انکار کرنا لوگون مین اپنی بے علمی کا اشتہار دینا ہے۔

مغالطہ ۱۳۱- استدلال دویم بدعت کے خاصہ ہونے پر کلام اللہ مین خطاب بعیت کرنیکا خاص رسول اللہ صلعم کیطرف ہے اور مشروط بشرط **ھدایہ** قرآن مجید مین ایسی بہت آیتین ہین جنہین خاص آنحضرت کو خطاب فرمایا ہے اور احکام کو شرطون کے ساتھہ مشروط کیا ہے مثلاً واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم اور جبوقت پڑہے تو قرآن پس پناہ مانگ اللہ کے شیطان مردو سے۔ فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب پس جبوقت تو فارغ ہووے پس محنت کر اور طرف رب اپنی کے پس رغبت کر اذا جاء نصر اللہ والفتح الی قولہ فسبح بحمد ربك واستغفرہ انہ کان توابا جب آوے مدد خدا کی اور فتح مکہ پس پاکی بیان کر ساتھہ تعریف پروردگار اپنی کے اور بخشش مانگ اُس سے تحقیق وہ معاف کرنیوالا ہے واذا جاءك الذین یؤمنون بآیاتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ اور جبوقت آوین تیرے پاس وہ لوگ جو ایمان رکہتے ہین ہماری آیتون پر پس کہہ تو سلامتی ہے تمپر پروردگار تمہارے لئے رحمت اپنے ذمہ مقرر کر چکا ہے مصنف کے قاعدہ کے موافق تلاوت کے وقت اعوذ باللہ کا پڑہنا اور بعد فراغت کاروبار سے اللہ کیطرف راغب ہونا اور عبادت کے لئے کمربستہ رہنا اور بعد حصول فتح اور نصرت کے تسبیح وحمد کا پکارنا اور مغفرت چاہنا اور مومنون کو سلامتی اور رحمت کا مژدہ دینا رسول اللہ صلعم کا خاصہ ہے اورون کے حقمین یہہ سب کام بدعت ہین مصنف اسی رسالہ کے صفحہ ۵ مین لکہتا ہے کہانا آگے رکہتے وقت بسم اللہ کہنا کفر ہے غالباً یہہ بہی کہدیگا جو اعوذ باللہ پڑہنا اور تسبیح اور استغفار سب بدعت ہین بہت آیتون مین خاص پیغمبر خدا کو خطاب ہے مثلاً واصبر نفسك مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا اور صبر دلا تو

اپنے نفس کو ساتھہ اُن لوگون کے جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام اور نہ کہا مان
اُس شخص کا جس کے دل کو ہمنے غافل کیا ہے اپنی یاد سے ولا تطع کل حلاف مہین
اور نہ مان تو بات ہر ایک بہت قسم کہانے والے بیقدر کی خذ العفو وامر بالعرف
واعرض عن الجاھلین تو اختیار کر عفو اور حکم کر نیکی کا اور منہہ پہیر جاہلون سے فاما
الیتیم فلا تقھر واما السایل فلا تنھر پس تو یتیمون پر قہر مت کر اور سوالی
کو مت جہڑک - اور صدہا آیتین اسی قسم کی ہین بخوف طوالت ہم ذکر نہین کرتے گویا
یہ تمام احکام آنحضرت سے خاص ہین اور امت کو بالکل آزادی - جن لوگون نے خلیفہ اول
کے عہد مین اداے زکوۃ سے انکار کیا تہا اونکا اور مصنف کا ایک مذہب ہے - اسی قاعدہ
کی آڑ سے وہ منکر ہو کر قتل ہوئے اگر مصنف اُس زمانہ مین ہوتا تو صحابہ کرام کے ہاتہہ
سے پاداش عمل دیکہتا اُنکا عذر یہ تہا کہ آیہ کریمہ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم
وتزکیھم بھا) مین خاص آنحضرت کو خطاب ہے کہ اے پیغمبر تم زکوۃ وصول کرو
تاکہ آپکے سبب وہ گناہون سے پاک ہو جاوین اُنکے لئے دعاے رحمت کرو آپکی دعا سے
اونکو تسکین ہوگی بعد رحلت آنحضرت کے نہ وہ لینے والا رہا جسکو خاص خطاب تہا اور نہ
وہ علت موجود ہے - آپ کے زکوۃ لینے کے سبب وہ گناہون سے پاک ہوتے تھے اور
آپکی دعا سے اونکو تسلی ہوتی تھی بعد آپکے دوسرے کے لینے اور دعا کرنے سے یہہ فایدہ
حاصل نہین اگر مصنف یہ کہے کہ اصحاب کبار نے بعد آنحضرت کے خلفاء کو زکوۃ دی اُن کے
عملدرامد سے عموم حکم معلوم ہو گیا ہم کہین گے دوسری طرف بہی اصحاب تہے اور فہم
صحابی ایک دوسرے پر حجت نہین ہوتا اور مصنف کا قاعدہ (کاف خطاب سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے) جسکو وہ دلیل قطعی سمجھتا ہے
مانعین زکوۃ کو سچی تبلاتا ہے - آپ کے قاعدہ کے موافق اصحاب کبار وخلیفہ اول
ناحق پر تہے اور منکران زکوۃ حق پر اعاذنا اللہ منہ **مغالطہ ۳۲** اور

فعل آنحضرت بعض صحابہ سے وہ بہی خاص ہے **ہدایہ** یہہ بات کہانسے کہنے ہو کہ
آنحضرت نے بعض اصحاب سے بعیت کی تہی ہم صحیح حدیثوں کے حوالہ سے مغالطہ نمبر (۲۵) مین ثابت
کر چکے ہین کہ آنحضرت نے کل اصحاب سے بیعت لی - یاد رکہو تمہاری رائے کسیکے نزدیک
سند نہین ہو سکتی حدیث یا اثر پیش کروگے تب البتہ اہل علم قبول کرین گے دیباچہ مین کس
زور و شور سے دعوی کیا تہا کہ بین ہر مسئلہ پہ آیت یا حدیث صحیح یا حسن سے دلیل لاونگا
اور موقع پر حدیث موضوع بلکہ کسی عالم کا قول بہی نہین لاتا خوف ہے کہ اس آیت کا مصداق
نہو جاوے ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من
العذاب **مغالطہ ۳۳** جیسا کہ صلوۃ خوف مین حکم ہے اذا کنت فیھم
فاقمت لھم الصلوۃ الخ اس خطاب کا کوئی عام کنندہ نہین ہے اسیواسطے
بعض علماء نے خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکہا ہے **ہدایہ** صلوۃ الخوف
مین بیشک خاصکر آنحضرت کو خطاب ہے مگر قرون ثلاثہ جو مشہود لہم بالخیر ہین اور امیہ دین کے
بیان سے ثابت ہے کہ یہہ حکم عام ہے اگر مصنف کی طرح کسی اور نے بہی اسکو خاص سمجہا ہے
تو اسکی غلطی اور خطا ہے - اگر ابو یوسف یا کسی دوسرے امام کا قول خیر القرون کے لوگون
کے برخلاف ہوگا تو ہرگز قبول نکیا جاویگا **مغالطہ ۳۴** اور نیز ممبر پر نماز پڑہنی
اور جنازہ غائب پر اور لڑکے کو گود مین لیکر نماز پڑہنی یہہ سب اس قسم کے ہین
لیکن علماء نے تصریح کی ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین وغیرہ علماء
نے کہ جس مسئلہ مین تابعین یا تبع تابعین یا فقہا مجتہدین مین گفتگو اور خلاف واقع ہو تو وہ
اختلاف متفرع اختلاف صحابہ پر ہوتا ہے جب ان امور مذکورہ پر اون عصرون مین گفتگو
ہوئی الی قولہ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب معمول بہ صحابہ تہے **ہدایہ** مصنف نے
صلوۃ الخوف اور جنازہ غائب اور نماز منبر پر پڑہنی کو ذکر کرکے اسمین اماموں کا اختلاف
بتلایا ہے اور پہر اس اختلاف کو مبنی بر اختلاف صحابہ کبار قرار دیکر ان مسائل کو آنحضرت کے

خاصہ ہونیسے نکالا ہے۔ اور وہ قاعدے جنکو مصنف پہلے لکھہ چکا ہے (اول) جس امر کو پیچھے جاری کرنے کے مرضی تھی اور اپنے خاصہ کی نفی کرنی تھی اپنے روبرو اسکو کسی اور سے کرا دیا (دوم) اگر صحابہ کا کسی سنت پر عمل کرنا ہمین معلوم نہ ہو تو وہ منسوخ سمجھی جائیگی (سوم) جس کام پر آنحضرت تاکید و ترغیب نہ فرماوین تو وہ خاصہ ہے اِن مسایل کو خاصہ آنحضرت بتلاتے ہین جنہون نے عام سمجھا اُنکا قول بے سند ٹھہرا گویا مصنف کے نزدیک خاصہ سمجھنے والے حق بجانب ہین اور جمہور امت خطا پر اور لطف یہ ہے کہ مصنف اُنکو خاصہ نہین سمجھتا امت کو بھی عمل کی اجازت دیتا ہے قصور فہم کے سبب قواعد باطلہ بناتا ہے اور اُن سے اپنی تکذیب آپ ہی کرتا ہے اور حافظہ کی قوت سے اپنی مصنوعی قواعد کو بھی بھول جاتا ہے غرض یہ سب قواعد نوایجاد مصنف کے ہین ائمہ دین تو کیا اہل اسلام مین سے کوئی اسکا قایل نہین البتہ مصنف کے بعض قواعد سے مانعین زکوۃ فی ابوبکر صدیق کی خلافت مین سند پکڑا تھا مگر اصحاب آنحضرت نے بالاتفاق اُنکو قتل کر دیا اور ان کے قواعد کو رد کر چکے۔ چونکہ ہم بضمن ہدایہ نمبر (۲۴) باہم بعیت کرنا صحابہ کا اور بضمن ہدایہ نمبر (۲۵) بعیت کرانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روبرو سے اپنے عمر رضی اللہ عنہ سے اور بضمن ہدایہ نمبر (۳۷) اور نمبر (۸۰) تاکید اور ترغیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعیت کرنے مین بخوبی ثابت کر چکے ہین مصنف کے نزدیک بھی بعیت آنحضرت کا خاصہ ٹھہری گی۔ اگر نظر انصاف سے دیکھو اور بصر تعصب کو بند رکھو **مغالطہ** اور بعیت کا کسی علما یا صحابہ یا تابعین مین گفتگو نہین ہوئی **ہدایہ** بیشک قرون ثلاثہ سے لیکر اسوقت تک سوائے مصنف کے کسی نے سنیت بعیت سے انکار نہین کیا قال اللہ تعالی ویتبع غیر سبیل المومنین الایۃ **مغالطہ ۳۶** اور نہ کسی نے باب باندھا ہے حالانکہ ادنی ادنی باتون کے باب باندھے ہین مثل بول و براز و جماع وغیر ذلک **ہدایہ** ہمارے ہادی مصنف نے ناواقفی کے سہارے اور بیعلمی کے بھروسہ

عجیب دعوی کیا ہے کہتے ہین (کسی نے باب نہین باندہا) خدا کے لئے اگر صحیح بخاری مسلم
کی سمجہنے کا مادہ نہین تو ترجمۃ الباب ایکدفعہ نظر کرلو اس عبور سے اتنا فایدہ ضرور ہوگا کہ پہر
ایسا دعوی نکروگے مین کہتا ہون کہ بخاری اور مسلم اور تمام صحاح مین ابواب بیعت موجود ہین
اگر سوا پہر کے افاقہ مین ہو سکے تو ضرور ہی تراجم ابواب کا مطالعہ کرو اور بالفعل بہت سے
ہم کچہہ بتلادیتے ہین صحیح بخاری صفحہ ۷ باب البیعۃ علی اقام الصلوۃ ص۱۸۸ باب البیعۃ
علی ایتاء الزکوۃ ص۲۱۲ باب البیعۃ فی الحرب علی ان لا یفروا ص۱۰۶۹ باب کیف یبایع
الامام الناس اس باب مین بہت سی حدیثین ہین اور اقسام بیعت کا اہمین
ذکر ہے مثلا سچ بولنا اور دینی معاملات مین کسیکی ملامت سے نہ ڈرنا اور خلیفہ کے ساتہہ
جہاد کو حاضر ہونا اور حکم سُننا اور ماننا اور مسلمان بہائیون کے خیرخواہ رہنا اور جنگ مین
ساتہہ مرنا اور مطابق کلام اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرۃ خلفاء کے عمل کرنا- اِس باب
سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ امام بخاری کے نزدیک ایسے امور مین امام کے ساتہہ بیعت کرنی
سُنّت ہے اور صفحہ ۱۰۷۰ مین ہے باب من بایع مرتین باب بیعۃ الاعراب
باب بیعۃ الصغار صحیح بخاری مین اور یہی ابواب ہین امام نووی رحمۃ اللہ علیہ
(جنہون نے صحیح مسلم کے باب وضع کئے ہین) صحیح مسلم جلد ثانی ص۱۲۹ مین لکہتے ہین باب
استحباب مبایعۃ الامام الجیش عند ارادۃ القتال دیکہو باب صاف صاف
دلالت کرتا ہے اِس امر پر کہ جیسا امام کے ہاتہہ پر بیعت خلافت کیجاتی ہے ویسے ہی اور
معاملات کی بیعتین اور یہ ابواب بہی صحیح مسلم مین ہین ص۱۳۰ جلد ثانی باب المبایعۃ
بعد فتح مکۃ علی الاسلام والجہاد والخیر ص۱۳۱ جلد ثانی باب کیف بیعۃ
النساء اور باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ جلد ثانی سُنن ابوداؤد مین سے
ص۲۰۵ باب ماجاء فی البیعۃ اور ص۲۰۶ باب نکث البیعۃ اور باب ماجاء
فی بیعۃ العبد اور باب ماجاء فی بیعۃ النساء اور موطا مین ہے ص۱۸۶ جلد ثانی

مصنف کا باب البیعۃ علی ارکان الاسلام وترک الکبائر وغیر ذلک من احکام الشرع اور اس باب میں تلقی
بیعت کا بھی ذکر ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ مسوی شرح موطا کی اسی باب میں لکھتے ہیں فیہ دلیل علی ان البیعۃ
غیر مقصورۃ علی قبول الخلافۃ والذی یتعاھد مشائخ الصوفیۃ فیہ لہ وجہ
یعنی پایا جاتا ہے کہ بیعت صرف خلافت پر موقوف نہیں اور جو صوفیوں میں رواج بیعت
ہے اسکے لئے شریعت میں اصل ہے اور نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں کتاب البیعۃ
لکھکر اسمیں اٹھارہ باب باندھے ہیں مگر بخوف ملالت ناظرین ہم تفصیل نہیں کرتے
اور ابن ماجہ میں ہے صلا۲۱ باب البیعۃ اور باب الوفاء بالبیعۃ اور صلا۲۱۲ باب
بیعۃ النساء ناظرین حق پسند ہماری اس فہرست کو دیکھکر (جسمیں ہمنے باب باب
کو بالاستیعاب ذکر نہیں کیا) انصاف کریں اور دیکھیں کہ یہ قول مصنف کا (کہ کسی نے
باب باندہا ہے) دلیل بیعلمی ہے یا نہیں بہت ہی آیات قرآنی سے مسئلہ بیعت مستفاد
ہوتا ہے اور احادیث اس بارہ میں کثرت سے ہیں مگر آجتک کسی مفسر اور شارح نے
یہہ نہیں لکھا کہ بیعت خاصہ آنحضرت تھی مصنف نے بارہ سال محنت کرکے یہہ رسالہ
بنایا مگر خوبی قسمت سے آیت وحدیث توکیا کسی عالم کا قول بھی سند نہیں لایا ناحق خفقانیوں
جیسی بات کہکر اپنے علم کو بٹہ لگایا **مغالطہ** ۲۳ تیسرا استدلال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنی ادنے امور پر بڑی ترغیب دی ہے الی قولہ اور یہہ بیعت
کبھی رسول اللہ صلعم نے ایکدفعہ بھی تاکید اسکی نہیں کی اسلئے خاصہ معلوم ہوتا ہے —
ھدایہ جناب کو حالت خفقان میں وہی پہلی بات یاد آگئی جھٹ قلم اٹھاکر
لکھدے سبحان اللہ دلایل بڑہانیکا خوب طریق نکالا ہے مگر آخر خفقانی آدمی تھا کہبرا گیا
اگر ہزار بار لکھدیتا تو مفت میں ہزار دلیل بنجاتی بیعت کی ترغیب وتاکید آیات وحدیث
سے ثابت ہے پروردگار فرماتا ہے **ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ
اجرًا عظیما** اور جس نے پورا کیا کام جس پر اس نے عہد کیا تہا اللہ سے پس قریب ہے کہ دیگا

اُسکو بڑا ثواب لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم
ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم تحقیق راضی ہو چکا اللہ مومنون سے
جسوقت بیعت کرتے تھے وہ تجھہ سے درخت کے نیچے پس جان لیا جو کچھ اُن کے دلون
مین ہے پس نازل کی تسلی اُن پران آیتون مین ذکر ہے کہ بیعت سے سکینہ نازل ہوتا ہے
اور اسی سے نہے رضامندی اللہ کی اور اس عہد کی وفا موجب اجر عظیم ہے آنحضرت نے
فرمایا بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئاً الحدیث تم مجھہ سے بیعت کرو جو آیندہ
خدا کا شریک نکرینگے کسی چیز کو غور کرو اس حدیث مین صاف تاکید ہے میان مصنف
تو خود ہی ایمان سے کہو کہ یہہ انکار تمہارا لطریق تجاہل ہے یا جہالت سے **مغالطہ**
چوتہا استدلال قاعدہ اجماعیہ محدثین کا یہہ ہے کہ جس فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو صحابہ باجماع ترک کرین وہ منسوخ ہوتا ہے **ھدایہ** مجتہد العصر ایک نیا نیا گل
کھلاتے ہین اور اپنی بےعلمی کا بزبان خود اقرار کرتے ہین - نسخ کا قاعدہ ذکر کرکے بیعت
کے خاصہ ہونے پر اوس سے استدلال کرنا اور نسخ سے خصوصیت کا نتیجہ نکالنا مصنف
جیسے اہل علم کا کام ہے - جو وصف ایک ہی شے مین پایا جائے اور دوسری چیز مین اُسکا
وجود نپایا جاوے وہ خاصہ شی کا کہلاتا ہے اور شریعت مین ایک حکم اول جاری ہو
پھر اُسکے بعد دوسرا حکم ایسا جاری کیا جاوے کہ پہلے کو اُٹھا وے اسکو نسخ کہتے ہین -
پس ایک کو دوسرے کی ولیل سمجھنا محض غلط فہمی ہے - دراصل محدثین نے یہ قاعدہ
مقرر کیا ہے کہ ایک امر کی نسبت بسند صحیح ثابت ہو جاوے کہ صحابہ کبار نے بالاجماع
اسکو ترک کر دیا تھا تو وہ امر متروک بلیشک منسوخ تصور کیا جاویگا مگر یہ شرط ہے کہ یہہ
اجماع بسند صحیح صحابہ و تابعین سے ثابت ہو جاوے اور ترک کا ثبوت فعل کے ثبوت
سے کم نہو اور یہ نہین فرمایا کہ ایک مسئلہ کو تلاش کرین جب قصور علم و فہم کے سبب
پتہ نہ لگے تو کہدین یہہ حدیث بالاجماع منسوخ ہے - جہالت اور ناواقفی کو اجماع سلف

قرار دینا اور اس قاعدہ کو محدثین کیطرف نسبت کرنا غلط ہی امام احمد بن حنبل نور اللہ مضجعہ نے اس شخص کو جو دعوی اس قسم اجماع کا کرے جھوٹا بتلایا ہے چنانچہ حافظ ابن القیم نے اعلام میں امام سے نقل کیا ہے اور شیخ صالح بن محمد عمری نے ایقاظ میں اس عبارت کو پورا پورا نقل فرمایا ہے ولم یکن احمد یقدم علی الحدیث الصحیح عملا ولا رایا ولا قیاسا ولا قول صاحب ولا عدم علمه بالمخالف الذی یسمیه کثیر من الناس اجماعا و یقدمونه علی الحدیث الصحیح وقد کذب احمد من ادعی الاجماع ولم یمتنع تقدیمه علی الحدیث الثابت و کذلك الشافعی ایضا نص فی رسالته الجدیدة علی ان ما لا یعلم فیه الخلاف لا یقال له اجماع ولفظه ما لا یعلم فیه الخلاف فلیس اجماعا ونصوص رسول الله صلعم عند الامام احمد وسایر ایمة الحدیث اجل من ان تقدم علیها توهم اجماع مضمونه عدم العلم بالمخالف لو ساغ تعطلت النصوص وساغ لکل من لم یعلم مخالفا فی حکم مسئلة ان یقدم جهله بالمخالف علی النصوص فهذا هو الذی انکره الامام احمد والشافعی من دعوی الاجماع لا ما یظنه بعض الناس انه استبعاد لوجوده انتهی ترجمہ یعنی امام احمد رحہ کسیکے عمل اور رائے اور قیاس ور قول اور عدم علم کو (یعنی جو کہے مجھے کسیکا عمل اس حدیث پر ثابت نہیں ہوتا) (اور اسی کو بہت لوگ اجماع کہتے ہیں) حدیث صحیح پر مقدم نہ کرتے تھے اور جو بعلمی سے دعوی اجماع کرتا اسکو جھٹلاتے اور فرضی اجماع کو حدیث پر مقدم کرنے کو جائز نہ سمجھتے اور امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی آخری تصنیف رسالہ میں لکھا ہے کہ جس مسئلہ میں کسیکا اختلاف معلوم نہ ہو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس پر اجماع امت ہے امام احمد بن حنبل اور تمام ائمہ حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ حکم پیغمبر خدا صلعم کا رتبہ اس سے بڑھکر ہے جو وہمی

اجماع کو (جسکی اصلیت یہہ ہے کہ ہمین اسمین کسیکا خلاف ثابت نہین ہوا) اسپر مقدم رکہین اور اگر یہہ قاعدہ جاری کیا جاوے تو تمام احکام شرعی بیکار ہو جاوین اور محل اختلاف مین یہہ کہکر جو ہماری بات کا کوئی مخالف نہین گویا اجماع ہو چکا۔ مخالف کی نصوص کو رد کرنیکے گنجایش ہو جائے۔ اور اسی قسم کے اجماع کا امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہما اللہ نے انکار کیا۔ اور یہہ بات نہین کہ امام احمد صاحب وجود اجماع کو ناممکن سمجھتے ہین فقط اس وہمی اجماع کو بہت سا رد کرکے پھر شیخ صالح بن محمد نا فلاعن الاعلام یون فرماتے ہین وحین نشاءت هذه الطريقة تولدت عنها معارضة النصوص بالاجماع المجهول وفتح باب دعواه وصار من لم يعرف الخلاف من المقلدين اذا احتج عليه بالقران والسنة قال هذا خلاف الاجماع وهذا هو الذی انكره ايمة الاسلام وعابوا من كل ناحية على من ارتكبه وكذبوا من ادعاه ترجمہ یعنی جب یہ طریقہ جاری ہوا تو اس امر نے رواج پکڑا کہ وہمی اور مجہول اجماع سے آیات واحادیث کا لوگ مقابلہ کرنے لگے گویا اجماع کا دروازہ کہلگیا خصوصًا مقلدین نے یہہ شیوہ اختیار کیا کہ جب مخالف نے آیت وحدیث سے اُن پہ حجت پکڑی تو کہدیا یہہ حکم خلاف اجماع ہے ایمہ دین نے اس اجماع کا انکار کیا ہے اور اس دعوی باطلہ کے مرتکبون پہ ہر طرف سے عیب دھرا ہے اور اُنکو جہوٹا بتلایا ہے اہل نظر غور کرین قاعدہ کیا تہا اور مصنف نے کس طرح بگاڑکر بیان کیا ہے اگر مصنف کے نزدیک بعیت باجماع امت متروک تہی تو اوسکو لازم تہا کہ محدثین وفقہا کی کتابون سے اس اجماع کو نقل کرتا۔ محض اپنے معلومات پہ اعتماد کرکے ایک امر مسنون کو منسوخ ٹہرانا بعید از دیانت ہے۔ ہم اون لوگون سے جنہون نے مصنف کی اور ہماری جوابات کو ملاحظہ کیا ہے درخواست کرتے ہین کہ ایسے کم علم آدمی کے کہنے سے سنت صحیحہ ثابتہ کا انکار نکرین اور اُسکی

تتبع اور تلاش سے فریفتہ نہ ہوجاوین - مصنف کی اِس تتبع اور تلاش پر (کہ
بیعت مین کسی عالم نے نہ باب باندھا ہے اور نہ شارع کیطرف سے تاکید و ترغیب
آئی ہے) اُسکی اور تتبع و تلاش قیاس کرین بالفرض اگر متقدمین یا متاخرین مین
سے مصنف کیطرح کسینے اجماع کا دعوی کیا ہو تو وہ بھی تسلیم نہ کیا جاویگا - کیونکہ
ہم بضمن ہدایہ نمبر (۲۴) تعامل صحابہ ثابت کرچکے ہین **مغالطہ ۳۹**
بلکہ ترمذی نے اخیر کتاب مین لکھدیا ہے کہ جو حدیث مینے بیان کی ہے سب معمول
ہین مگر دو حدیثین ایک حدیث شارب خمر کی جو پانچوین دفعہ شراب پیوے قتل کیا
جاوے اور ایک حدیث جمع بین الصلوتین بلا عذر غیر معمول بہ ہین **ہدایہ**
ترمذی رحمہ اللہ نے اول اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ جو پانچوین دفعہ شراب پیوے
قتل کیا جاوے اسکے بعد یہہ حدیث لایا ہے ثم اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
برجل قد شرب فی الرابعۃ فضربہ ولم یقتلہ یعنی آنحضرت کے سامنے ایک
مجرم پکڑا آیا جس نے چوتھی دفعہ شراب پی تھی تو آپ نے اسکو حد لگائی اور قتل نہ کیا
گویا آنحضرت کے آخری فعل نے پہلے حکم کو منسوخ کردیا - اور اسی طرح جواز جمع بین الصلوتین
کی حدیث بیان کرکے اُسکے پیچھے ابن عباس رض سے یہہ روایت نقل کی ہے من جمع
بین الصلوتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر یعنی
جس نے دو نمازون کو جمع کیا بلا عُذر وہ کبیرہ گناہون مین داخل ہوا - ترمذی نے
جمع کو منسوخ نہین کہا بلکہ ابن عباس رض کے روایت سے اسکو معلل کردیا ہے اگرچہ روایت
ابن عباس مین ضعف ہی مگر چونکہ یہہ حدیث نزدیک ترمذی کے معمول بہ امت ہی
موافق قاعدہ محدثین کے (جو حدیث ضعیف معمول بہ امت کا ہو اسکے لئے کوئی اصل
صحیح سمجھا جاویگا) یہہ حدیث معنیً صحیح ہے - مصنف صاحب ہماری اس تحریر کو دیکھکر
غالبًا مطلب سمجھہ جاوینگے اور دل مین نادم ہوکر کہین گے ان روایتون سے ہمین

ایسی ثابت اور صحیح مسئلہ کے واسطے شواہد لکھد ئے تو کیا گناہ کیا۔ سب محدث
اصل مسئلہ پر شواہد اور توابع لاتے ہین چونکہ اس مسئلہ کی تحقیق مقصود نہین لہذا
ہم اس بحث کو ختم کر کے مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین **مغالطہ ۴۸** شوکانی
نے اپنے رسالہ مین توسل اولیاء اللہ سے جائز کر دیا اور ابن حزم پر طعن کیا —
ہدایہ شوکانی نے عزالدین ابن عبدالسلام پر اعتراض کیا ہے اور
آپ لکھتے ہین (ابن حزم پر طعن کیا ہے) ممارست کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ
کا دعوی کر کے جو جو اجتہاد کئے ہین انکی خوبیان اظہر من الشمس ہین یہہ مطالعہ اور
مزاولت دیگر کتب کا جلوہ دکہلایا ہے مثل مشہور ہے نقل را چہ عقل مصنف صاحب
اسمین بہی غبی کہاتے ہین پہر اس فہم پر اجتہاد کا دعوی بہی کرتے ہین معالط
مغالطہ ۴۹ - اور ابن قیم نے اغاثۃ اللہفان مین راگ کی حرمت بیان
کی اور صحیح سند ایک بہی نہین لایا بلکہ صحاح کا خلاف کیا **ہدایہ** بہان تال
سر کے ساتہہ راگ گایا جاتا ہے وہان باجے بہی ہوتے ہین ابن قیم حرمت معازف
کی سند بخاری سے لائے ہین صحیح بخاری وہ کتاب ہے جسکی صحت پر علماء اہلسنت
کا اتفاق ہے مصنف صاحب خود کچہہ نہین جانتے بہ تقلید ابن حزم اس حدیث پر جرح
کرتے ہین ابن حزم نے اس حدیث کو معلق بتلا کر جرح کیا ہے مگر امام نووی اور حافظ
ابن حجر فرماتے ہین کہ یہہ حدیث متصل الاسناد ہے اور ہشام بن عمار بخاری کے
استاد ہین اور جنہون نے تعلیق کا جرح کیا ہے اونہون نے غلطی کہائی ہے
مصنف ایک شخص کا مقلد ہو کر اجماع امت کا خلاف کرتا ہے اور ناواقفون
کو ورطہ تحیر مین ڈالتا ہے **مغالطہ ۵۰** شیخ ولی اللہ نے قول الجمیل مین
تصریح کی ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین جمیع اقسام بیعت الابعیت
خلافت متروک تہی **ہدایہ** مصنف صاحب صفحہ (۲۱) مین لکھتے ہین

کہ قول الجمیل کے نسبت طرف شاہ ولی اللہ کی غلط معلوم ہوتی ہے اور یہان اُنہی
کتاب سے سند لاتے ہین اور خوبی قسمت سی کیسے معتقد ہوئے ہین جو اسی مجہول
المصنف کتاب پر اعتماد کرکے آیات قطعیہ اور احادیث صحیحہ کو رد کرتے ہین واہ
تحقیق ہو تو ایسی ہو۔ ہمنے فرض کیا قول الجمیل شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے
اور یہ قول اونہین کا ہے مگر ہم ہدایہ (نمبر ۲۴) مین روایات صحیحہ سے ثابت
کرچکے ہین کہ صحابہ کبار سوائے بعیت خلافت کے اور اقسام کی بعیت کرتے تہے
پس برخلاف اُن رواتیون کے یہہ قول ہرگز تسلیم نکیا جاویگا اور یہ کہین گے کہ
شاہ صاحب نے غلطی کہائی ہے آخر وہ بہی بشر تہے سوائے انبیاء علیہم السلام کے
کوئی خطا سے معصوم نہین **مغالطہ** ۵۱- امام مالک نے صیام ستہ شوال
کو بعد تفحص واستقراء حتی الوسع کے عدم وجدان روایت کو اصل ٹھہراکر بدعت قرار دیا
ہدایہ مصنف نے اِس مثال کے سوا اور بہت سی مثالین لکہی ہین
مگر اصل بحث سی کسیکو تعلق اور مناسبت نہین ناحق اپنے اوقات کا خون کیا ہے
اور بہت سا لکہہ لکہا کر لوگون کو دہوکا دیا ہے۔ بحث اس بات مین ہے کہ ایک
امر کا سنت ہونا قرآن مجید اور احادیث سی ثابت ہوچکا مگر کسی شخص کو بزعم خود
صحابہ اور تابعین کا عمل کرنا اُسپر معلوم نہین ہوا کیا وہ شخص اس سنت کو منسوخ
کہسکتا ہے یا نہین۔ اور اس بات مین اختلاف نہین کہ ایک امر کو قرآن وحدیث
مین تلاش کرین جب اسکا ثبوت کتاب وسنت سے نہ پایا جاوے تو اس پر حکم بدعت
یا حرمت کا لگاوین یا نہ اس بارہ مین تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جو مسئلہ دونون اصلون
سے ثابت نہ ہو وہ بدعت اور اُس پر عمل کرنا حرام ہے۔ ناظرین رسالہ ہماری اِس
تحریر کو دیکہکر اگر انصاف کرینگے تو سمجہہ جاوینگے کہ خارج از مبحث مثالین ذکر کرکے
مصنف نے کس قدر البلہ فریبی کی ہے مصنف کو لازم تہا کوئی ایسی مثال لکہتا

کہ فلان امر کتاب وسنت سے ثابت ہی مگر صحابہ کا تعامل اوس پر معلوم نہ ہونے کے سبب امام مالک یا کسی اور امام نے ایمہ حدیث سے اسکو منسوخ کہا ہے تتبع اور تلاش اور اجتہاد پر اوس جگہہ اعتبار کیا جاتا ہے جہان حکم شرعی دستیاب نہ ہو مصنف ایسی بہکے جو سنت ثابتہ کو بہی رد کرنے لگے - تتبع اور استقراء وہان کیا کرتے ہین جہان کتاب وسنت سے حکم معلوم نہ ہو اور نص کے مقابلہ مین اسکا ذکر کرنا اور حکم شارع کو اوس سے منسوخ کرنا ظلم ہے - آگے چلکر آپ اور ڈہو کہ کہاتے ہین چند سطرون کے بعد لکہتے ہین (سب اہل علم کے یہی عادت تہی کہ مدار حکم تتبع اور استقراء پر رکہتے تہے جب پیچہے انکی روایت صحیح سے ثابت ہوا کہ صیام ستہ شوال سنت ہی تو علماء متاخرین نے جاری کر دیا) جس مونہہ سے دعوی کیا تہا کہ جب تلاش کے بعد تعامل صحابہ و تابعین کا حدیث پر نہ ملے تو حکم منسوخ لگایا جاویگا اوسی مونہہ سے یہہ بہی اقرار ہے کہ علماء کو جب روایت صحیح ملی تو تفحص اور تلاش امام مالک وغیرہ اہل علمون پیچہے کو اعتبار نہین دیا بلکہ حدیث صحیح پر عمل جاری کر دیا - پہر بہولا پن سے لکہتے ہین ہمارا دعوی ثابت ہے اتنا نہین سوچتے ہین کہ اس قول سے تو ہمارا دعوی بالکل باطل اور رد ہوا اوس ردی مثال کے یہہ فقرے کہکر مسرت کرتے ہین کہ مثالون پر کچہہ جہگڑا نہین چلو فراغت شد دعوی بہی ثابت ہو گیا اور مثال بہی مطابق آگئی -

مغالطہ ۵۲ اگر کوئی کہے اس بیعت کے انکار کا کاتب الحروف ہی منفرد ہے اور کوئی اسکے شامل نہین اسلئے کاتب الحروف کہتا ہے کہ مین اسمین منفرد نہین ہون بلکہ اکثر ائمہ دین میرے ساتہہ ہین **ھدایہ** مصنف کا دعوی ہے کہ اکثر ایمہ میرے ساتہہ ہین مین کہتا ہون آپ اکثر اور کثیر کو جانے دیجیے اگر سچ کہتے ہو تو ایک کا نام بتلائیے فی الواقع کوی تمہارے ساتہہ نہین فقط رسالہ قول الجمیل مین اتنا فقرہ دیکہکر (فظن قوم انہا مقصورۃ علی قبول الخلافۃ) اس زور و شور سے

دعوا کیا ہے کہ اکثر ائمہ دین کو اپنے ساتھ متفق بتلایا ہے اگر ایک شخص کے نام کا
پتہ لگجاتا پھر کیا تھا صاف کہتے کہ تمام جہان میرے ساتھ ہے سلف و خلف کا
اجماع ہے **قول الجمیل** وہی کتاب ہے جسکو آپ اس لایق نہیں سمجھتے کہ شاہ
صاحب کیطرف نسبت کیجاوے - علاوہ بریں اس قول کا یہ مطلب ہی نہیں
جو آپ سمجھے ہم انشاء اللہ عنقریب اسکا بیان کرینگے **مغالطہ ۳۰** کیونکہ
قوم علماء مجتہدین جنکے انکار کی شیخ نے نقل کی ہے انکا دعوی یہ ہے کہ بیعت بجمیع
اقسامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باجماع متروک ہوئی الا بیعت قبول
خلافت اور شیخ کا جواب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بیعت کرتے تھے
اقامت ارکان اسلام کی اور کبھی تمسک بالسنہ کی اور کبھی عدم سوال پر الی آخرہ
جواب لغو ہے **ہدایہ** شاہ صاحب نے لفظ قوم بولا ہے اور مصنف صاحب
بمقتضاے دیانت اوسپر حاشیہ کرتے ہیں (قوم علماء مجتہدین) اگر منکروں میں کوئی
مشہور عالم یا مجتہد ہوتا تو ضرور مفسرین یا شارحان حدیث کسی آیت یا حدیث کے نیچے
اس اختلاف کا ذکر کرتے اور مخالف کا نام لیتے دراصل یہ ایسے لوگوں کا قول ہے
جنکو فن حدیث سے کچھہ واقفیت نہیں اور مصنف کیطرح بالکل علم سے کورے ہیں - اس قوم بے علم
مجہول الاسم نے تو سواے بیعت خلافت کے تمام اقسام بیعت کے وجود سے
انکار کیا ہے اور آپ دہینگا دہینگی انکے قول کی یوں تاویل کرتے ہیں (انکا دعوی
یہ ہے کہ بیعت بجمیع اقسامہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باجماع متروک ہوے
الا بیعت قبول خلافت اور شیخ کا جواب لغو ہے کیونکہ خلاف دعوی کے ہے)
مصنف نے نکوئی منکروں کی تحریر دیکھی ہے نہ انکا دعوی سنا ہے شاہ ولی اللہ
صاحب نے کسکی زبان سے ایسا باطل دعوی سنا اور فقط قوم کہکر نقل کیا اور بخوبی
رد کردیا - خود بدولت نے نہیں انکا قول دیکھا ہے اور نہ اُن لوگوں کو مگر بعلم الغیب

سے یونہین مطلب سمجھکر شاہ ولی اللہ صاحب سے لڑائی باندہی ہے شاہ صاحب کی ظاہر عبارت سے یہی مستفاد ہوتا ہے کہ اس طایفہ کو وجود جملہ اقسام بعیت سے انکار ہے اور اسیکا رد کیا ہے واللہ اعلم قصوری صاحب کیا سمجھکر شیخ کے جواب کو خلاف دعوی بتلاتے ہین اور جناب شیخ کیطرف لفظ لغو نسبت کرتے ہین مثل مشہور ہے چہوٹا موںہہ بڑی بات کہان قصوری اور کہان ولی اللہ دہلوی این الثری من الثریا ہان اگر کہین سے قوم کے عبارت نقل کر سکتے ہو تو لاؤ اہل علم دیکہین گے اور انصاف کرینگے۔ **مغالطہ ۵۴** اور پہر کہا ہے کہ غیر خلفاء راشدین کے وقت مین متروک تہی اسکا جواب یہ دیا کہ اکثر خلیفون سے ظالم اور فاسق تہے اسواسطے آن سے بعیت نہ کی گئی اس پر یہہ اعتراض ہے کہ کل خلیفہ فاسق نہ تہے عمر بن عبد العزیز نے کیون نہ جاری کی **ہدایہ** اصل جواب یہ ہے کہ خلفاء کے وقت مین بعیت متروک نہ تہی اور اس بات کو ہمنے بضمن ہدایت نمبر (۲۴) ثابت کر دکہلایا ہے اگر صاحب قول الجمیل کے طرز اختیار کرین تو یہہ جواب ہے کہ بیشک خلفاء راشدین کے بعد اکثر خلفاء فاسق گذرے ہین اور جو پرہیز گار تہے سنتون مین آن سے بہی قصور ہوتا تہا چنانچہ بعض خلفاء رکوع و سجود کے وقت بعض تکبیرات نہ کہتے اور عمر بن عبد العزیز نماز اول وقت نہ پڑہتے جب صلحا بہی سنتون مین سستی کرتے تہے تو کیا تعجب ہے اس سنت مین بہی سستی کی ہو۔ بالفرض اگر خلفا کسی سنت کو ترک کر دین تو کیا وہ سنت سنت نہ رہیگی اور کیا حضرت رسالت کا قول و فعل عمر بن عبد العزیز کی تصحیح کا محتاج ہے استغفر ربك واطع نبیك **مغالطہ ۵۵** اور اگر خلیفہ فاسق تہے تو اور علماء مجتہدین تبع تابعین موجود تہے اونہون نے کیون نہ بعیت کی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کے زعم مین بعیت صرف خلیفہ پر منحصر ہے فتدبرع مرا خواندی و خود بدام آمدی

ھدایہ قول الجمیل والے نے اس اعتراض کو بخوبی رفع کر دیا ہے مگر مصنف کو قصور حافظہ کے سبب کچھہ یاد نہین رہتا شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ بعیت کی سبب فتنہ کا خوف تہا لوگ شاید بعیت خلافت کا گمان کرتے اور خلیفہ دشمن ہوجاتا احتیاطا علماء نے اسکو ترک کر دیا آیندہ اس جواب کو یاد رکہئے اور بجاے مراحوا نذی وخود بدام آمدی کے یہ بیت ورد کیجئے ۵ شد غلامی کہ آب جو آرد ✤ آب جو آمد وغلام بہ برد

مغالطہ ۵۵۔ پہر شیخ صاحب فرماتے ہین کہ بعیت تمسک بحبل التقوی بہی متروک تہی خلفاء راشدین کے وقت مین اسواسطے کہ وہ صحابہ تہے انکو حضرت کی صحبت کی برکت سے کسیکے ساتہہ بعیت کی حاجت نہ تہی راقم کہتا ہے اگر صحابہ کو حاجت نہ تہی تو اور لوگ جو روم وشام وغیرہ ملکون سے جو نئے مسلمان ہوتے تہے انکو بہی حاجت نہ تہی اقامت سنت کی کسکو حاجت نہین ہوتی پہر السلام علیک بہی ترک کرنا چاہیئے تہا **ھدایہ** پہلے تو صحابہ کرام کا ترک ناسخ حدیث تبلایا تہا۔ اب شام وروم کے نو مسلمون کا ترک بہی ناسخ ٹہرایا۔ روم وشام کے نومسلم کسی سنت کو اگر ترک کر دین تاہم وہ سنت رہیگی۔ اور یہ جو آپ لکہتے ہین کہ السلام علیک ترک کرنا چاہئے تہا واہ کیا خوب جس سے اداء تہجد مین غفلت ہو جاوے وہ اوقات پنجگانہ کی سنتین بہی چہوڑ دے یہ مثل مشہور ہے سارا جاتا دیکہئے آدہا دیجئے بانٹ مالا یدرک کلہ لایترک کلہ لعدکہین معتقدین کو یہ قاعدہ نہ تبلا دینا **مغالطہ ۵۶** برکت صحبت اقامت سنت کی دلیل ہے نہ ترک سنت کی **ھدایہ** بعیت ان سنتون مین سے نہین ہے جو روز مرہ کی جاوے بلکہ اگر عمر بہر ایک ہی دفعہ کرے بہی کفایت کرتی ہے صحابہ کبار کو برکت صحبت نصیب ہوئی تہی اور وہ آنحضرت کے ہاتہہ پہ بعیت کرکے فیضیاب ہو چکے تہے انصاف سے کہو کہ انکو دوسرے کے ہاتہہ پر بعیت کرنیکی کیا حاجت رہی۔ آفتاب کے سامنے مشعل کون جلاتا ہے۔

مغالطه ۵۷ بلکہ اتنا ہی کافی تہا کہ کل ہیعتین من اوله الی آخرہ اسی خوف سے (یعنی خوف تفرق وفتنہ وفساد) ترک ہوئین الا بیعت قبول خلافت

ہدایہ جزاک اللہ آپ نے سچ کہا ہم بہی مانتے ہین کہ خوف فتنہ سے صلحائے امت نے بیعت کو ترک کر دیا تہا اور یہی شاہ صاحب نے فرمایا ہے اب آپ کی ساری بحث لغو ٹہری آیندہ بیعت کوکبہی بدعت نہ کہنا۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است

مغالطہ ۵۸ صوفیون نے بیعت کی جگہہ خرقہ رکہا۔ اب فرمائے تغیر سنت کے کیا معنی یہی ہین نا ایک سنت کو ترک کر کے اسکی جگہہ ایک شئ مستحدثہ قایم کیجئے

ہدایہ بعض محدثین کہتے ہین خیر القرون مین خرقہ جاری ہوا ہے اور جس امر کا خیر القرون مین رواج ہو علمائے محققین کے نزدیک وہ داخل بدعت نہین ہوتا خاصکر جبکہ داخل فی الدین نہ سمجہا جاوے علامہ جلال الدین سیوطی نے اتحاف الفرقۃ بوصل الخرقۃ مین اور ملا علی قاری نے موضوعات کبیر مین ناقلا سخاوی سے اور قسطلانی نے حافظ ابن حجر سے اور عبد العزیز ملتانی نے اپنی کتاب کوثر النبی مین رواج خرقہ کو خیر القرون سے (جسکی خیر ہونیکی حضرت رسالت نے شہادت دی ہے) ثابت کیا ہے مصنف کو تاہ نظر ہے سوائے چند رسایل متداولہ کے اور کسی کتاب کی خبر نہین دلیری سے بن دیکہے رستہ چلتا ہے اور قدم قدم پہ ٹہوکرین کہاتا ہے۔ خیر القرون کو اہل بدعت ٹہرانا اور ان کے رواج کو بدعت کہنا خوارج کا کام ہے اگر مصنف کو خبر ہوتی تو غالبا طعن نکرتا بالفرض اگر خیر القرون کے طرف نظر نہ کرین اور روایات مذکورہ کو صحیح نہ سمجہین جیسا کہ بعض محدثین کا قول ہے تاہم طایفہ صوفیہ حدیث ام خالد اور معاذ سے استنباط کرتے ہین کہ آنحضرت نے ام خالد کو لوئی عنایت فرمائی اور معاذ کو جب یمن کیطرف رخصت کیا تو عمامہ پہنایا۔ اگرچہ ہمارے نزدیک بہی یہ استنباط صحیح ہے

مگر چونکہ یہہ ایک اجتہادی خطا ہے اسلئے انکو معذور سمجھکر صرف خطا پر مطلع کردینا چاہیئے
طعن اور عیب گیری بالکل بیجا ہے **مغالطہ ۵۹** پھر اگر خوف سے تنگ تہا
تو مداہنت اونہون نے کیون کی چاہیئے تہا کہ وہان سے ہجرت کرتے جہان سنت
قایم ہوتی وہان جاکر رہتے **ھدایہ** اوس وقت تمام دار الاسلام تو خلیفہ
کا قلمرو تہا اور جو مخالفون کے ملک تہے وہ دار الحرب تہے ایک سنت کیواسطے
دار الاسلام کو چہوڑکر دار الکفر مین جانا اور ہزار قباحت اور معصیت کے مرتکب
ہونا کوئی مسلمان پسند نہ کریگا۔ اگر مصنف صاحب ہوتے تو فتوی جاری کر دیتے
مغالطہ ۶۰ اگر ہجرت نہ ہو سکتی تو ہجرت کی استطاعت پانے تک تقیہ
کرتے چہپ چہپ کر ایسے طریق سے سنت ادا کرتے جس سے وہم بعیت خلافت کا
نہ پڑتا **ھدایہ** بہلا اگر کوئی کہے کہ وہ لوگ ضرور چہپکر بیعت کرتے تہے تو
کیا آپ کسطرح اسکو جہٹلا سکتے ہین۔ پردہ کی بات کو سوائے اللہ کے کون جانتا
ہے کسی کو غیب کا علم ہو تو اثبات یا انکار کا دعوی کرے۔ اسکا علم خدا کو سپرد
کرو اس معاملہ مین جان کا خوف تہا اسکو حتی الوسع لوگ چہپاتے تہے جب اوس وقت
کے حاکمون تک کو خبر نہ ہوتی تہی تو آج ہزار سال بعد ہمین کسطرح حال معلوم ہو کہ وہ
بیعت کرتے تہے یا نہین۔ اگر ہم فرض کرین کہ ان لوگون نے خوف حکام سے بیعت
کو ترک کر دیا تہا تو بہی شرعا کچہہ الزام اور مواخذہ نہ ہوگا بلکہ بلا عذر تارک السنت
پر الزام نہین اور یہ جو آپنے تقیہ کا ارشاد کیا ہے آپ پہلے یہہ ثابت کر دین (کہ بیعت
واجب تہی اور وہ لوگ در پردہ بہی نہ کرتے تہے) تو ہم آپکے ساتہہ متفق ہو کر
انکو ملامت کرینگے اور آپکو قائل بیعت سمجہکر بحث چہوڑ دینگے **مغالطہ ۶۱**
کیا یہہ بہی دوائے طبی ہے کہ ایک دوا نہ ملی تو دوسری دوا قائم مقام اوسکے ڈالدین۔
ھدایہ دین محمدی مین حکیم مطلق نے بہت سہولت رکہی ہے۔

مثلاً اگر پانی نہ ملے یا استعمال نہ کر سکے تو تیمم جایز ہے اور قرآن مجید یاد نہو تو صرف سبحان اللہ والحمد للہ کہنا نماز مین کافی ہے اور جو قیام نہ کر سکے وہ بیٹھ کر بیٹھ نسکے تو لیٹ کر نماز پڑہے اور ضعیف العمر روزہ نہ رکہہ سکے تو فدیہ ادا کرے نماز کے وقت مسجد پاس نہ ہو تو تمام زمین مسجد ہے یہ سب بدل ہین اور بہی شریعت مین ایسی بہت صورتین ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ طب روحانی مین طب یونانی کی نسبت زیادہ آسانی رکہی گئی ہے پروردگار فرماتا ہے **وماجعل علیکم فی الدین من حرج** اللہ نے دین مین تم پہ تنگی نہین کی جب طب جسمانی مین اصلاح بدنی کے واسطے اطبانے بدل تجویز کی ہین تو علاج روحانی کے لئے حکیم حقیقی واسطے رفع حرج کے کیون بدل مقرر نہ فرماویگا - ہان دوا کے تغیر و تبدل مین بیمار کو کچھہ اختیار نہین یہ حکیم کا کام ہے **مغالطہ ۶۲** - اور کسی تواریخ سے بہی ثابت نہین کہ خلفا نے کسی مشایخ کو جب کہ اونہون نے بعیت شروع کی منع کیا ہو **ھدایہ** جبتک رسم بعیت خلیفون مین جاری تہی اُن کے خوف سے دوسرے کے ہاتہہ پہ بعیت نہین ہوتی تہی جب خلیفون نے رسم بعیت کو ترک کر دیا اور بعیت اُنکی رسم نہ رہی تو لوگون کو اس کام سے کیون منع کرتے - پہر بہی جس کے ہاتہہ پہ بعیت اور جمعیت کثیر ہوتی تہی حکام اُن سے دشمنی رکہتے تہے - قصوری صاحب آپ تاریخ سے واقف نہین - ابہی ہندوستان مین یہ واقعہ گذرا ہے شیخ نظام الدین المعروف بسلطان الاولیاء کے ہاتہہ پہ جب لاکہون مسلمانون نے بعیت کی - تو بادشاہ وقت کو دل مین خدشہ ہوا اور شیخ کا دشمن ہوگیا **مغالطہ ۶۳** شیخ صاحب تو خود اور اُن کے والد ماجد اس بلا مین مبتلا تہے **ھدایہ** دیکہو قصوری کے فہم کا قصور اور عقل کا فتور یہان عامل سنت کو گرفتار بلا کہا ہے اور آگے چلکر اسی رسالہ مین فتوی دیا ہے (اگر کوئی کسیکے آگے کہانا رکہکر بطور اجازت کہ

کیجے بسم اللہ) جیسا کہ عام رواج ہے کہتے ہین بسم اللہ کیجیے یہ کہنے والا کافر ہوجائیگا
کوئی نسے پوچھے کہ بسم اللہ کہنے سے اور سنت پر عمل کرنے سے تو آدمی کافر اور بدعتی ہوجاتا
ہے اب ہدایت کس چیز مین باقی رہی ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

مغالطہ ۶۴ مین کہتا ہون شیخ صاحب نے جاری کے کیون فرمایا بلکہ لفظ
مستحدثات کہنا چاہئے تھا

ھدایہ ملا صاحب شیخ کی عبارت کو دیکھو وہ لکھتے
ہین (بعیت مسنونہ جاری کی) اگر لفظ مستحدثات لکھتے تو یون عبارت ہوجاتی بعیت مسنونہ
مستحدثات کی بھلا مسنون بھی کبھی بدعت ہوتا ہے کچھ تو آگے پیچھے دیکھا کرو اور بیعت مسنون
کوئی ایسی اجزا مرکب چیز بھی نہین کہ جسمین یہ تاویل کر کے (جو کچھ سنت ہی اور کچھ بدعت
مستحدثہ) آپ کی اصلاح کو صحیح بنایا جاوے ایک ہی چیز کو سنت اور بدعت کہنا عقلمندون
کا کام نہین

مغالطہ ۶۵ اور سنت متروکہ اور منسوخہ باجماع کو جاری کرنیوالے
کی مصداق ہوئی

ھدایہ مصنف نے صفحہ ۱۵ مین لکھا ہے (اکثر ایمہ میرے
ساتھ ہین) چنانچہ اسکا ردیہ نمبر (۵۲) مین ہم کرچکے ہین اور یہان لکھتا ہے (سنت منسوخہ
باجماع) مصنف مبالغہ کرنے مین استاد ہے اگر شاعر ہوتا خوب نام پاتا اصل بات تو اتنی
تھی فظن قوام آپنے اسکے معنے کہے (قوم علماء مجتہدین) پھر اس پر حاشیہ کیا (اکثر ایمہ
میرے ساتھ ہین) اور یہان پہنچکر جو طبیعت جولانی پر آئی لکھدیا (بعیت سنت منسوخہ
باجماع) ہی بے دلیل دعوی کرنا دروغگوئی کی علامت ہے اگر آپ کا دعوی صحیح ہے تو ایک
ہی معتبر عالم کا قول نقل کیجئے اجماع یا اکثر اماموں کا اتفاق ثابت کرنا تو امر محال ہے کم فہمی
سے مصنف نے اور بھی اعتراضات قول الجمیل پہ کئے ہین چونکہ ہماری بحث سے انکو علاقہ
نہین اسلئے ہم کچھ تعرض نہین کرتے مصنف نے یہان تک ظلم کر کے لکھا ہے کہ شاہ صاحب
نے قول الجمیل کو کفر و شرک سے بھر دیا ہے استغفر اللہ شاہ ولی اللہ وہ شخص ہے جس نے
اتباع سنت اور توحید کا سب سے پہلے ہندوستان مین بیج بویا ہے بلکہ اُن کے بعد بھی

آجتک اسلام مین کم ایسا شخص معلوم ہوتا ہے کہ جس نے رد شرک وبدعت اور احیاء
سنت مین ویسی کوشش کی ہو شاہ صاحب کا علم وفضل اور اتباع سنت اون کی
تصانیف کی دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے خاصکر حجۃ اللہ البالغہ عقد الجید انصاف تفہیمات
کے مطالعہ سے تو یقین ہوتا ہے کہ یہ شخص لاثانی تہا۔ متاخرین تو کیا متقدمین
مین بہی کوئی ایسا کم گذرا ہوگا۔ ان کتابون مین اتباع کتاب وسنت کے طرح طرح
سے تائید کر کے تقلید وبدعت کی خوب جڑ اوکہاڑی ہے اس زمانہ کے سب علماء
اوسی خاندان کے خوشہ چین ہین اونہین سے فیضیاب ہونا اور اونہین پر اعتراض
بیجا کرنا کفران نعمت کی علامت ہے۔ ہم سب مسلمانون کو چاہئے کہ ایسے پیشوائے
دین سے محبت رکہین آنحضرت دعا کیا کرتے تہے **اللّٰھم ارزقنی حبک و
حب من یحبک** اے پروردگار تو ہمین اپنی اور اپنے دوستون کے محبت نصیب

مغالطہ ۲۲ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کوئی سواء اللہ کے کسیکو دلمین نقش القاء
نہین کرسکتا **ھدایہ** جو آیت مصنف نے لکہی ہے اُسکا مضمون یہ ہے
(کہ جسکو اللہ گمراہ کرے اُسکا کوئی ہادی نہین) یہ بات بیشک حق ہے جسکی قسمت
مین گمراہی لکہی گئی وہ کبہی ہدایت نہین پاتا۔ مگر اس آیت کا یہ مطلب نہین کہ
انبیاء اور اصفیاء سے خلقت کو کچہ ہدایت حاصل نہین ہوتی پروردگار فرماتا ہے
وانک لتھدی الی صراط مستقیم ای نبی تو ہدایت کرتا ہے سیدہے راہ
کی طرف اور فرمایا **کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور**
یہ کتاب ہمنے تجہ پر نازل کی ہے تاکہ تو نکالی لوگون کو اندہیرون سے طرف روشنی کے
اور فرمایا **ولکل قوم ھاد** ہر گروہ کے واسطے ایک رہنما ہے اور فرمایا **وممن
خلقنا امۃ یھدون بالحق** ہماری مخلوقات مین سے ایسے ہین جو سچے راہ
تبلاتے ہین ان آیات سے صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت خاتم المرسلین ہمین سیدہی راہ

دکھلانے کوائے اور موافق ہدایت قرآن کے ظلمات سے طرف نور کی کھینچکر لاتے ہین
اور ہر اُمّت کی طرف رہنمائی کے واسطے رسول آتے رہے ہین اور ہر وقت بندگانِ خدا
سے ایسے لوگ موجود رہتے ہین جو گمراہون کو راہ حق بتلادین ہدایت اور ضلالت تقدیر
آلٰہی کے تابع ہے وہ چاہے تو ہدایت کرے نہ چاہے تو نہ کرے اسمین کسیکو انکار نہین
فاعل حقیقی وہی ہے مگر انبیا اور کتب آسمانی اور صلحا اور علما کو پروردگار نے اسباب
ہدایت مقرر فرمایا ہے۔ اگر انکو ہدایت خلق مین کچھ دخل نہ ہوتا تو پروردگار رسول نہ
بھیجتا اور کتابین نازل نہ فرماتا اور امر بالمعروف کی تاکید نکرتا اب جو فواید صحبت صلحا
اور علماء کا انکار کرے وہ معاذاللہ تمام اسباب ہدایت کو لغو ٹھہراتا ہے ملا صاحب نے لکھا ہے
کہ اللہ ہی مرشد ہے اور کسیکو مرشد کہنا قرآن شریف کے خلاف ہے اور قصیدہ علیا
مین جو اس رسالہ سے پیچھے بنایا ہے لکھتے ہین کہ میرا مرشد رسول اللہ ہے۔ معلوم ہوا
کہ اِس قول سے تائب ہو گئے ہین یا اپنے واسطے قرآن شریف کا خلاف جایز سمجھتے ہین
اورون کے لئے ناجایز **مغالطہ** ۶۷۔ اِس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی بندہ
کامل کو حکم نہین کہ کسیکو اپنا عبد یا مرید یا چیلہ کہے اور یہ حکم ہے کہ سب ربانی اور
اللہ والے ہو **ھدایہ** اِس آیت کی شان نزول مفسرین یون لکھتے ہین کہ
جب آنحضرت کو نبوت ملی اور آپنے تمام خلقت کو طرف توحید اور اقرار رسالت کے
بلایا تو یہودیون نے لوگون مین یہہ بات مشہور کی جو خدا کو ہم بھی مانتے ہین مگر یہ شخص
(مدعی نبوت) چاہتا ہے کہ مجھ پر ایمان لاؤ یعنے مجھکو اپنا معبود سمجھو۔ غرض اس تہمت سے
آنحضرت کو بدنام کرنا چاہا تا کہ کوئی شخص آپ کی بات نمانے اور آپ کا دین اختیار نہ کرے
اللہ جلشانہ نے یہہ آیت نازل فرما کر اُن کا فریب کہولدیا اور ارشاد کیا کہ نبی شرک نہین
بتلایا کرتے ہمارا رسول یہہ حکم کرتا ہے کہ تم خدا پرست بنو اسواسطے جو تم (اتنی اہلکتاب)
کتاب پڑہتے پڑہاتے رہے ہو۔ قصوری صاحب بھی احبار کی پیروی کرتے ہین اور

اہل اللہ پر تعلیم شرک و بدعت کی تہمتین لگا کر خلقت کو اون سے نفرت دلاتے ہین
عباد کے معنی اسجگہہ عبادت کرنیوالے ہین جیسا کہ مصنف نے بہی تصریح کی ہے پس
اس لفظ سے پیر و مرید کہنے کی ممانعت استنباط کرنا ظلم اور تحریف ہے پیر اور مرید مین تو شاگرد
اور اوستاد والی نسبت ہے جس سے کوئی فن یا علم یا خاصکر احکام اسلام سیکہے اوسکو اوستاد
اور شیخ کہتے ہین اور جو مرد کامل طریقہ حضور دائمی کا (جسکو اصطلاح شرع مین احسان
کہتے ہین) بتلاوے اوس کو مرشد اور پیر کہکر پکارتے ہین - احسان کا درجہ سب علمون
سے بڑہکر ہے اور جو اس عالی منصب پر ترقی ہوتی ہین وہی پیر اور پیشوا سمجھے جاتے
ہین اگر کہو یہ صوفیون کے ڈہکوسلے ہین اسلام کے سوا اور کچہہ نہین تو ہم آپ کو
پتہ بتلا دیتے ہین مشکوۃ کتاب الایمان فصل الاول کا مطالعہ کرو - درجہ احسان کا آئین
صاف صاف ذکر ہے - مین کہتا ہون قصوری سے زیادہ کسکی حالت قابل افسوس
ہوگی تعلیم مرتبہ احسان کو شرک اور بدعت کہتا ہے اور اون کاملین کے حقمین جو
اس طریقہ کے معلم ہین آیت کونوا عبادا لی من دون اللہ پڑہتا ہے اس محل آیت
لانے سے معلوم ہوا کہ تحریف جو عادت یہود ہے آپ مین یہ بھی موجود ہے بعض علماء
ہمعصر ہمارے کہتے ہین - کہ بعیت صالحون کے ہاتہہ پر بیشک سنت ہی مگر پیری مریدی
بدعت ہے مین کہتا ہون یہ انکی بڑی بہاری غلطی ہے جب بعیت صالحون کے ہاتہہ
پر سنت جانتے ہین پس پیری مریدی کہ عبارت ہے بعیت کرنی اور طریقہ احسان
بتلانے سے جو دونون کتاب و سنت سے ثابت ہین کیونکر بدعت ہوئی بلکہ اس
وقت مین پیری مریدی فقط بعیت لینی اور کرنی کا نام ہے جس شخص کے ہاتہہ پر بعیت
کیجاوے اگرچہ اور کچہہ نہ بتلاوے اُسکو پیر کہتے ہین اور بعیت کرنے والے کو مرید -
تعجب ہی جب بعیت سنت ہے تو عمل اوسکا کیون بدعت ہوا اور عامل اوسکا
کیون مبتدع ہوا اس تقریر سے جب وہ لاجواب ہوجاتے ہین تو کہتے ہین کہ ہمارا

مطلب یہ ہے کہ بیعت لینے والے پیر پیر کا نام رکھنا اور کرنیوالے کو مرید کہنا بدعت ہے اور یہ قول انکا بھی غلط ہے کیونکہ اسما امور عادیہ سے ہیں اور امور عادیہ مین بالاتفاق بدعت نہین ہوتی ورنہ مثلا غلام علی احمد اسد غلام اسد عطاء اللہ و امثال ذلک نام رکھنا اور استاد شاگرد کہنا بھی بدعت ہوجائیگی کیونکہ یہہ نام سلف سے منقول نہین ہان اگر کوئی فقط اس خالی نام کو ثواب اور عبادت سمجھے تو بیشک اوسکے حق مین بدعت ہوگی **مغالطہ ۶۸**۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن ہی کی تعلیم کرین اور اسی تعلیم سے راہ دین دکھائین نہ بذریعہ کسی اور طریقہ محدثہ کے **ھدایہ** کلمۃ حق وارادبہا باطلا مصنف نے بات تو ٹھیک کہی مگر اوس کی غرض باطل ہے دیکھو مغالطہ (۱۲) صلے بین تعلیم فاتحہ پر انکار کیا ہے اور یہان قرآن کی اجازت دیتا ہے کیا الحمد قرآن مجید مین سے نہین کاش مصنف اپنے ہی قول کے موافق عمل کرتا اور ضد مین آکر طریقہ مسنونہ پر جو قرآن وحدیث اور تعامل صد ہا یقین امت سے ثابت ہے اعتراض نہ کرتا ۔ مونہہ سے حق کہنا اور خود گھڑت قواعد سے اسکو روکر کے خلاف عمل کرنا اہل حق سے بعید ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے یاایہا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون اے ایمان والو ایسی بات کیون کہتے ہو جو تم نہین کرتے اللہ کے نزدیک بڑے غضب کا باعث ہے جو تم مونہہ سے کہو اور نہ کرو **مغالطہ ۶۹** اور شیخ صاحب اور اون کی اولاد امجاد اپنی کتابون مین صریح لکھتے ہین کہ یہ سب باتین شرک ہین شاید شیخ صاحب نے کسی مصلحت سے لکھا ہوگا **ھدایہ** مناسب تہا کہ آپ یون کہتے (شاید شیخ علیہ الرحمہ کی کلام میری سمجھ مین نہین آئی) ورنہ یہ کیا عذر ہے کہ شیخ نے کسی مصلحت سے لکھا ہوگا کوئی ایسی مصلحت بھی ہے جسکے سبب شرک اور بدعت کا رواج دینا چاہئے

ہوجائے غالباً آپ کے نزدیک مصلحتاً جھوٹ بولنا دینی مسایل مین درست ہوگا
جبھی آپکا رسالہ بہتان اور جھوٹ کا مجموعہ ہے **مغالطہ** ۷ اور ظاہر ہے
قوم سے مراد شیخ کے قول مین قوم مجتہدین کے ہے الی قولہ۔ اس بیان سے ثابت
ہوا کہ راقم اس بات مین منفرد نہین ہے بلکہ اور مجتہدین بھی میرے ساتھہ ہین
ھدایہ شاہ صاحب نے صرف اتنا لکھا ہے کہ ایک قوم نے بیعت کو خلافت
پر منحصر سمجھا ہے مگر ساتھہ ہی یہہ بھی فرمایا ہے **وھذا ظن فاسد منھم** یہہ اُن کا
گمان غلط ہے شاہ صاحب تو اس قول کو رد کر چکے ہین قصوری صاحب کے پاس اور
کوئی سند نہین یہی عبارت جسکا قایل بھی مصنف کے نزدیک مجہول ہے باربار
نقل فرماتے ہین اگر کوئی مجتہد یا امام یا معتبر عالم بیعت کو قبول خلافت پر منحصر سمجھتا
تو ضرور مفسرین و محدثین کسی کتاب مین اوسکا قول نقل کرتے اور نام بھی لکھتے
صدہا کتابین موجود ہین۔ کسی مین یہہ مسئلہ پایا نہین جاتا۔ پھر اس بنا رفاسد پر جو آپنے
دعوی کیا ہے اوسمین بڑا خلل اور اختلاف ہے ص۵۱ مین لکھتے ہین (باجماع امت بیعت منسوخ
ہے) اور ص۵۱ مین لکھا ہے (اکثر امیہ دین میرے ساتھہ ہین) اور یہان کہتے ہین راقم اس بات
مین منفرد نہین) مصنف نے اظہار خبط اور جنون مین کوئی کسر نہین رکھی اگر لوگ
اب بھی نہ سمجھین تو اون کا قصور ہے ہم قصوری صاحب سے رعایت کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ اجماع امت اور اتفاق اکثر امیہ کا ثبوت اون کو معاف صرف ایک مجتہد یا معتبر
عالم کا نام بتلادین تب ہم اون کو معذور سمجھینگے ہدایہ نمبر (۵۳) و نمبر (۵۲) مین اس مسئلہ
کو ہم پہلے بھی لکھہ چکے ہین ناظرین اگر توجہ کرینگے تو حق ظاہر ہو جائیگا **مغالطہ**
جیساکہ تحذیر ابن حبان کی اور ابن جوزی کے کتاب تلبیس ابلیس اور شیخ احمد موصوف
کے قواعدون سے اور عبد الحق صاحب کی شرح سے جو ان قواعد کی ہے بھی معلوم
ہوتا ہے کہ بہت علما نے متصوفہ کے طرق کا انکار کیا ہے **ھدایہ** علما نے

اس طایفہ کی بدعتوں کو بہت رد کیا ہے اور رد بدعات میں کتابیں تصنیف کی ہیں مگر کسی
نے آپ کی طرح بیعت توبہ اور بیعت اسلام اور بیعت اتباع سنت کو رد نہیں کیا۔
انکار حق خاص آپ کا حصہ ہے ابن جوزی رحمہ اللہ نے جیسی صوفیوں پر نکتہ چینی
کی ہے ویسی محدثین اور فقہا اور واعظین کے عیوب بھی ظاہر کئے ہیں ہمنے فرض
کیا اس طایفہ کے رواج سراسر بدعت ہیں ابن جوزی یا کسی اور سے بیعت کا انکار
ثابت کرو خارج از مطلب جھگڑا کرنے سے کچھ حاصل نہیں **مغالطہ ۲۷** راقم
کہتا ہے کہ نووی کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیعت توبہ واستغفار کی اول امر میں
تھی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک ہوئی **ھدایہ** نووی رحمہ اللہ
نے جو فرمایا درست فرمایا مگر آپ کا استنباط اس سے غلط اور بہتان ہے اونہوں نے
یہ نہیں فرمایا کہ بعد از ہجرت بیعت متروک ہوگئی تھی یہ قصوری صاحب کی
الحاق ہے واسطے تسلی ناظرین کے ہم ان روایتوں کو نقل کرتے ہیں بایعنا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا نشرک باللہ شیئا ولا نزنی ولا نسرق
ولا نقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق عبادہ بن صامت فرماتے ہیں ہمنے بیعت
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہم کبھی شرک اور زنا اور چوری اور خون ناحق
نہ کرینگے امام نووی بعد نقل روایت کے کہتے ہیں یہ معاملہ قبل از ہجرت ہوا تھا
لیکن یہ نہیں کہا کہ ہجرت کے بعد کبھی آنحضرت نے بیعت توبہ نہیں لی اور نہ امام موصوف
ایسا کہہ سکتے ہیں کیونکہ صحیحین کی روایت سے اسکا خلاف ثابت ہوتا ہے مصنف نے
کچھ نہیں سمجھا اور امام کے ذمہ لگا دیا صحیحین میں ہے ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال وحولہ عصابۃ من اصحابہ تعالوا بایعونی علی ان لا
تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا
ببہتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف

وفي رواية للبخاري والنسائي وقرئ على آية النساء فمن وفي منكم فاجره على الله ومن اصاب من ذلك شيئا فعوقب به فهو كفارة له ومن اصاب من ذلك فستره الله عليه فامره الى الله ان شاء عاقبه وان شاء عفا عنه قال فبايعناه على ذلك آنحضرت کے مجلس مین اصحاب کبار حاضر تہے آپنے ارشاد کیا تو مجہہ سے اس بات پر بیعت کرو جو ہم شرک اور چوری اور زنا نکرینگے اور اپنی اولاد کو نہ مارینگے اور کسی پر بہتان نہ کرینگے اور حکم ہی کا خلاف نکرینگے اور صحیح بخاری اور نسائی کے روایت مین ہے کہ آپنے یہ آیت بہی پڑہی اذا جاءك المومنات یبایعنك الخ پس فرمایا جو شخص اس وعدہ کو پورا کریگا اللہ اوسکو اجر دیگا اور جوان گناہون کا مرتکب ہوا اور سزا دیا گیا پس سزا اوس کیلئے کفارہ ہے اور جس گنہگار کے خداتعالی پردہ پوشی کرے اسکا معاملہ خدا کے سپرد ہے خواہ عذاب دیوے خواہ بخشے راوی کہتاہے پہر ہمنے اس بات پر آنحضرت سے بیعت کی - لفظ عوقب سے اور آیہ اذا جاءك المومنات پڑہنے سے صاف ثابت ہے کہ یہہ بیعت آنحضرت نے بعد از ہجرت کی تہی کیونکہ لفظ عقاب سے مراد حدود شرعی ہین اور حدود کا حکم بعد ہجرت نازل ہوا تہا اور ایسی ہی آیت مذکورہ بہی زمانہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی تہی گویا یہہ حدیث دو طرح سے ہمارے دعوی کے موافق شہادت دیتی ہے - مصنف نے الفاظ صریحہ کو چہوڑکر کج فہمی سے اولٹا دعوی کرکے اسکو نووی کیطرف ناحق منسوب کیا ہے مستر جو کہتاہے قصوری صاحب کی تحریرون کے مطالعہ سے ہمین از روے انصاف اس طرح کی تو تو مین مین لکہنے کا اور رائے دینے کا موقع ملاہے کہ اس رسالہ کے اکثر دعوی غلط - اور دلائل مغالطات اور روایات منقولہ محض افترا ہین **مغالطہ ۲۷** اس حدیث سے تصدیق ہوتی ہے قول مسلم کے جو اوس نے کہاہے کہ یہہ بیعت اول اسلام مین تہی -

ھدایہ قصوری صاحب سوچ سمجھکر موہنہ سے بات نکالو صحیح مسلم مین تو اسکا اشارہ بھی نہین ہان نووی نے اتنا کہاہے کہ یہہ بیعت لیلۃ العقبہ مین ہوئی تھی آپ نے اس پر یہ حاشیہ کیا (کہ بعد از ہجرت بیعت متروک ہوئی) اور آپنے حاشیہ کو امام موصوف کے ذمہ لگایا — اوس افترا کو ہم بخوبی رد کر چکے کیا آپ مسلم اور نووی کو ایک سمجھتے ہین یا افترا کی عادت ہو گئی ہے ام تامرھم احلامھم بھذا ام ھم قوم طاغون نووی اور مسلم اگر ایک ہین تو آپ کیون غیر ہو گئے —

مغالطہ ۴ – پھر آپ نے بیعت مردون سے بھی ترک کر دی **ھدایہ** حدیث متفق علیہ جسکو ہم ابھی لکھہ چکے ہین اس باطل دعوی کے ابطال کیواسطے کافی ہے **مغالطہ ۵** – بیعت توبہ و استغفار کے اول مین تھی یعنے قبل از ہجرت اور بعد از ہجرت متروک ہوئی اسی پر دال ہے یہہ آیت شریف یا ایھا النبی اذا جاءک المومنات وجہ استدلال کے یہہ ہے کہ اسکے پہلے رسول اللہ صلعم نے عورتون کے بیعت کبھی نہین کی مردون سے بیعت جہاد و اسلام کے کرتی تھے اور بیعت توبہ بھی پھر آپ نے بیعت مردون سے بھی ترک کردی **ھدایہ** مصنف کے قول (اسکے پہلے الخ) مین دو معنون کا احتمال ہے یا مصنف کی مراد اس کلام سے یہہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے عورتون سے بیعت نہین کرتے تھے بلکہ مردون سے بیعت اسلام جہاد توبہ کرتے اور یہہ محض غلط ہے کیونکہ ہجرت سے پہلے بیعت جہاد نہ تھی بلکہ حکم جہاد ہجرت سے پیچھے نازل ہوا ہے — اور یا مراد مصنف کی یہہ ہو کہ قبل از نزول اس آیت کے مردون سے بیعت اسلام جہاد توبہ کرتے تھے اور عورتون سے نہین کرتے تھے اس صورت مین بھی غلط ہے کیونکہ مصنف کا قول ہے (بیعت توبہ بعد از ہجرت متروک ہوئی) حالانکہ یہہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی اور صلح حدیبیہ ہجرت سے چھٹی سال مین ہوئی چنانچہ کتب سیر

ہین ہے پس بیعت بعد از صلح حدیبیہ متروک ہوئی نہ بعد از ہجرت - یہ مصنف
کی کلام مین تناقص اور اوس کی کند فہمی کا بیان ہے ورنہ درحقیقت بیعت
نہ بعد از ہجرت متروک ہوئی و نہ بعد از نزول آیت چنانچہ مفصل بیان ہدایہ نمبر
(۴۲) مین ہو گیا **مغالطہ ۷۶** - اور کہین ثابت نہین کہ بعد از ہجرت
یہ آیت پڑھکر کسی مرد سے بہی رسول اللہ صلعم نے بیعت کی ہو **ھدایہ**
مصنف بڑے دلیر بعلیم ہین بے دھڑک کہتے ہین (اور کہین ثابت نہین کہ بعد از
ہجرت یہ آیت پڑہکر کسی مرد سے بہی رسول اللہ صلعم نے بیعت کی ہوا اور حالانکہ ہجرت کے بعد ایسی واقعات
صحیح روایتون سے ثابت ہین - بخاری اور مسلم ترمذی اور نسائی مسند
عبد الرزاق اور مسند احمد سعید بن منصور اور ابن سعد عبد بن حمید اور ابن المنذر
اور ابن مردویہ یہ سب عبادہ بن صامت سے راوی ہین قال کنا عند النبی
صلی اللہ علیہ سلم فقال بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا
ولا تسرقوا ولا تزنوا وقرأ آیۃ النساء فبایعناہ علی ذلک عبادہ
کہتے ہین کہ ہم لوگ حاضر خدمت تھے تو آنحضرت نے فرمایا مجھسے بیعت کرو اسبات
پر کہ شرک اور چوری اور زنا نہ کرینگے اور آپ نے آیۃ النساء اذا جاءک
المؤمنات یعنی جو عورتون کے حق مین نازل ہوئی ہے پڑھی - پس ہمنے ان امور پر
آپ سے بیعت کی اس حدیث مین دو قرینہ شاہد ہین اور اسکی تفصیل ہدایت نمبر ۲۷
مین ہم کہہ چکے ہین ادنی توجہ کے ساتھہ آدمی ان مسایل کو کتب حدیث سے نکال سکتا ہے
مگر مصنف کو غرور اور خود پسندی نے مارا خود علم نہین دوسرے سے پوچھنے کو عیب
جانتا ہے انما شفاء العی السوال بیعلمی کا علاج ہے پوچھہ لینا جو شخص بیعلم ہو اور
عالمون سے دریافت نہ کرے وہ آخر جہل مرکب مین گرفتار ہو جاتا ہی قصور مجہ
صاحب کے اکثر دعوی ایسے ہین کہ جب کتب صحاح کو دیکھین تو سب روایتین اسکے

خلاف نکلتی ہین **مغالطہ ۲۷** اور یہ بہی معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے بعیت توبہ ترک کردی تو اوسکو عورتون پر جاری کرنے کے واسطے یہ آیت اوتری کما مر ورنہ اِس آیت کے نزول کی کیا حاجت تھی آگے تو بعیت مروج تہی **ھدایہ** قصوری کی عجب حالت ہے۔ یہ لے سیر کا غبی ہوکر پہر بھی اپنی راے پر چلتا ہے نقل سے خبر نہین اور درایت سے حصہ نہین مگر قرآن وحدیث پر راے لگانے کو تیار بیٹھے ہین حضرت رسالت فرماتے ہین من قال فی القراٰن برایہ فلیتبوا مقعدہ من النار یعنی جو قرآن مین اپنی راے لگاکر مطلب کچہہ سے کچہہ بناتا ہے وہ دوزخ مین اپنا ٹھکانا کرے اور یہ بہی ارشاد ہے ایک زمانہ آویگا لوگ اپنی راے پر خود پسندی کرینگے خدا کے بندہ اِس وعید کو دیکھہ اور نزول آیات کے سبب اپنے دل سے بنا بنا کر لوگون کو خرابی مین نہ ڈال بخاری نے مروان بن الحکم اور مسور بن مخرمہ سے حدیث نقل کی ہے جس سے سبب نزول صاف معلوم ہوتا ہے ناظرین اِس روایت کو پڑہکر قصوری کے علم اور دیانت کا اندازہ کرین روی البخاری عن مروان بن الحکم والمسور بن مخرمۃ انہما قالا کان فیما اشترط سہیل بن عمرو علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لایاتیک منا احد وانکان علی دینک الا رددتہ الینا فکاتبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک فرد یومئذ اباجندل ولم یاتہ احد من الرجال الا ردہ وانکان مسلما وجاءت المومنات مہاجرات وکانت ام کلثوم ممن خرج الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء اہلہا یسالون النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یرجعہا الیہم فلم یرجعہا الیہم لما انزل اللہ فیہن اذا جاءک المومنات مہاجرات فامتحنوہن وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمتحنہن بہذہ الایۃ یا ایہا الذین

امنوا اذا جاءك المومنات مهاجرات الی غفور الرحیم مروان اور مسور بیان
کرتے ہین کہ جو شرائط سہیل بن عمرو نے آنحضرت سے منظور کرائی تہین اون مین ایک
یہ بھی شرط تہی کہ جو ہمارا آدمی تمہارے پاس آوے خواہ وہ مسلمان ہوگیا ہو ہمارے حوالہ
کردینا آنحضرت نے یہ شرط منظور کرکے عہدنامہ لکھا دیا اور اوسی روز ابو جندل رضی اللہ عنہ
کو (جو حضرت کے ساتھہ ہجرت کرنیکو تیار رہتا) آنحضرت نے لوٹا دیا اور جو شخص حاضر خدمت
بابرکت ہوتا گو وہ مسلمان ہوکر آتا اوسکو بھی لوٹا دیتے - اور ایمان والی عورتین گہربار
چہوڑکر آپ کی جناب مین حاضر ہوئین بی بی ام کلثوم اونہین مین سے تہی اون کے
رشتہ دارون نے آکر درخواست کی جو ام کلثوم ہمارے حوالہ کیجاوے - پروردگار نے
یہ چند آیتین جو سورہ ممتحنہ کے اخیر مین ہین نازل فرمائین یاایہا الذین آمنوا اذا جاءك
المومنات مهاجرات فامتحنوهن اے ایمان والو جسوقت تمہارے پاس عورتین
ایمان والی اور گہربار چہوڑنیوالی آوین تم اون کا امتحان کرو - اور آنحضرت ان آیتون
سے اون کا امتحان کیا کرتے تہے - مقام حدیبیہ مین جو عہد و پیمان ہوا تہا اوس مین
یہ شرطین درج تہین اور اس شرط مین (کہ جو ہمارا آدمی تمہارے پاس جاوے اوسکو
واپس کردینا) عورتین بہی داخل تہین - پروردگار کو اون کا پہیرنا منظور نہ ہوا یہ آیتین
نازل فرماکر کافرون کا عہد توڑ دیا - دیکہو اس حدیث مین ان آیتون کے نازل ہونیکا
سبب کیسا واضح طور پر بیان کیا گیا ہے پس جو شخص ظاہر روایت کو چہوڑکر اپنی رای
سے توجیہین تراش کر اوس کا مقابلہ کرے اوس کو پرلے سرے کا متعصب یا
ناواقف محض سمجہنا چاہئے **مغالطہ ۷۸** اور نیز اس آیت سے معلوم ہوتا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے عورتون کو جانیے تہے جیسا کہ خطاب
آیت اذا جاءك دال اسی پر ہے - **هدایه** ہدایہ نمبر (۲۵) مطالعہ کرو وہان
انصاری عورتون کا حضرت عمر رض کے ہاتہہ پہ بیعت کرنا بخوبی دکہلایا گیا ہے اور نیز یہ

ہم یہہ بہی ثابت کرین گے جو قریشی عورتون نے مکہ معظمہ مین عمر فاروق سے بیعت کی

تہی تمہارے عقلی استنباط کے روکرنے کو یہ دو روایتین شاہد عدل ہین

مغالطہ ۷۔ مومنات کے لفظ سے مومن مرد نکلینگی **ہدایہ**

مرد اپنی خدا کا خوف کر بسم اللہ کہنے پر لوگون کو کافر بتلاتے ہو اور خود قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہو یہ کیا ایمانداری اور اتقا ہے صحیحین اور سنن اور مسانید کی روایت سے (جسکو ہم بضمن ہدایت نمبر (۲) ذکر کر چکے ہین) صاف ثابت ہے کہ آنحضرت نے مردون سے بیعت لی اور آیۃ النساء (جسکو قصوری نے عورتون کے ساتھہ خاص کیا ہے) پڑہی اور نسائی مین ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الا تبایعونی علی ما بایع علیہ النساء قلنا بلی یا رسول اللہ فبایعناہ علی ذلک آنحضرت نے اصحاب سے ارشاد کیا جو کیا تم مجھہ سے بیعت نہین کرتے اوس عہد پر جس پر عورتون نے بیعت کی ہے ہمنے عرض کیا ہان یا رسول اللہ پس ہمنے اوسی عہد پر بیعت کی ناظرین پہلے اس بات کو سمجھہ لین کہ اس آیت مین بیشک خاصکر عورتون کا ذکر ہے اور اونہین سے خطاب ہے مگر آنحضرت نے مردون کے حق مین یہہ آیت پڑہکر (باوجودیکہ آنجناب لفظ مومنین اور مومنات مین فرق کر سکتے تہے) زن اور مرد سب کو اس حکم مین شامل کر دیا اور پہر قصوری صاحب کو دیکہین جو بیان و توضیح نبوی کو چہوڑ کر کس طرح رائے پر چلتا ہے **مغالطہ ۸۔** اور شرط اذا جاءک سے یہہ نکلا کہ جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آوے اپنی خواہش سے تو اوس سے بیعت توبہ کی لین نہ بلا بلا کر تحریض کر کے بیعت کرین **ہدایہ**

اے پروردگار قصوری کو خوف و خشیت نصیب کر کم علمی و بے فہمی سے تیرے آیات و احکام کو خرافات باتون سے مقابلہ کرتا ہے اور بزعم خود اون کو اجتہادات اور استنباطات سمجہتا ہے مین حیران ہون لفظ بایعونی جو امر کا صیغہ ہے یعنی مجہہ سے

بعیت کرو صحیح روایت مین موجود ہے اور یہ سیف الدنا کہتا ہے کہ (حضرت تحریف نقل کرتے تہے) امام بخاری اور مسلم ابن عباس سے روایت کرتے ہین جو ابن عباس فرمایا مین نماز عید الفطر مین آنحضرت کے ساتھہ تہا پس جناب رسالت مآب عورتون کے پاس تشریف لیگئے اور آیہ اذا جاءك المؤمنات يبايعنك على ان لا يشركن بالله اخیر تک پڑہکر سنائی اور فرمایا کہ تم بہی اس عہد پر بعیت کرو گے ایک عورت نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ دیکہو اس سے زیادہ کیا ترغیب ہوگی کہ آنحضرت چلکر گئے اور بعیت کی درخواست کی۔ اور روایت ام عطیہ جسکو ہم بضمن ہدایہ نمبر ۲۵ نقل کر چکے ہین درخواست و طلب بعیت کے لئے کامل ثبوت ہے۔ مثلاً عورتون کو ایک جگہ پر جمع کرنا اور اپنی جگہ نائب بہیجکر بعیت لینا اہتمام کی علامت ہے اور سب سے بڑہکر نسائی کی روایت مین تصریح کہ آنحضرت نے مردون کو ارشاد کیا کیا تم مجہہ سے اس طرح کی بعیت نہین کرتے جیسے عورتون نے کی ہے۔

مغالطہ ۸۱ اور کاف خطاب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور حیات معلوم ہوتی ہے

ہدایہ قصوری صاحب اس بات سے مزہ لیتے ہین اور بار بار کہکر دل خوش کرتے ہین۔ لو ہم بہی آپ کی اقتدا کرکے واسطے یاد دہانی ناظرین کے ان احادیث کا اعادہ کرتے ہین جنکو ہم بضمن ہدایہ (۲۴) و (۲۵) تحریر کر چکے ہین صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے ہاتھہ پر بعیت کی اور بعیت کرتے وقت یہی کہا کہ ہم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر آپ سے بعیت کرتے ہین دیکہو صحیح بخاری اور مسند امام احمد بن حنبل مین قصۂ بعیت عثمان رضی اللہ عنہ اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ بروز فتح مکہ کوہ صفا پر آنحضرت مردون سے بعیت لیتے تہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ پہاڑ سے نیچے عورتون سے بعیت کرتے تہے اور ابو داؤد اور بیہقی اور طبرانی

اور ابو یعلی وغیرہم راوی ہین ام عطیہ سے کہ جب حضرت رسالت مدینہ مین
قدوم فرما ہوئے انصار کی عورتون کو ایک مکان مین جمع ہونیکا حکم دیا اور
عمر کو اپنی جگہہ بعیت لینے کے واسطے بہیجا - دیکہو اگر کاف خطاب سے خصوصیت
آنحضرت کی مراد ہوتی تو آنحضرت عمر فاروق کو ہرگز نائب نہ کرتے اور صحابہ کبار
خلفاء سے بعیت کرنیکو جایز نہ سمجہتے - ان روایتون سے صاف ثابت ہے کہ بعیت
توبہ اور بعیت خلافت کوئی بہی خاص آنحضرت نہین **مغالطہ ۸۲** باقی رہی
حدیث مجاشع بن مسعود سلمی قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابایعہ علی
الھجرۃ فقال ان البیعۃ قد مضت لاھلھا ولکن علی الاسلام والخیر
وفی روایۃ قلت فبای شیئ تبایعہ قال علی الاسلام والجھاد والخیر
اول تو یہ حدیث مختلف ہے **ھدایہ** مجاشع کی حدیث نے منکر کا کوئی عذر
باقی نہین چہوڑا - اگر کہے بعد ہجرت کے آنحضرت نے مردون سے بعیت نہین
کی تو یہہ بہی رد ہوتا ہے اور اگر خاص بعیت توبہ کا انکار کرے تو وہ بہی غلط ٹہرتا ہے
آخر الامر اوس نے نیا عذر اور بہانہ ایجاد کیا - ناظرین انصاف پسند غور کرین
مغالطہ نمبر (۳۸) مین مصنف نے مسئلہ بعیت کو جو آیات واحادیث سے ثابت ہے
اس تحذر سے رد کیا تہا کہ اجماع نے اوس کو نسخ کر دیا ہے حالانکہ اجماع بہی اون کا
خیالی پلاؤ ہے یہان حدیث مجاشع کو جو باتفاق واجماع ایمہ حدیث صحیح ہے صرف
اپنی رائے سے رد کرتے ہین یا اجماع کے ایسے معتقد تہے کہ نصوص کو اوس سے
فسخ کرتے تہے اب ایسے منکر ہوئے کہ امام بخاری اور مسلم کی احادیث کو جسکی صحت
پر اجماع امت ہے آپ ادہر اودہر کی باتین بنا کر خلاف اجماع ضعیف تبلاتے ہین -
چہ خوش بایا باین شوراشوری یا باین بے نمکی اب ہم مصنف کے اعتراضات اور
اون کے جوابات مفصل لکہتے ہین - اول اس حدیث مین یہہ اختلاف ثابت کیا ہے

کہ ایک روایت مین راوی کا بیان ہے مین آنحضرت کے پاس آیا تہا کہ ہجرت پر
بیعت کرون اور دوسری روایت مین ہے مین اپنے بہائی کو آنحضرت کی خدمت
مین لایا تاکہ ہجرت پہ بیعت کرے۔ اور تیسری روایت مین ہے کہ مین اپنے
بہتیجے کو لیکر آیا۔ دوم یہہ اختلاف ظاہر کیا ہے کہ ایک جگہہ اسلام اور جہاد اور خیر
تینون کا ذکر ہے اور دوسرے مقام مین لفظ علی الخیر نہین کہا۔ اور بعض موقعہ
پر لفظ (علی الایمان) بڑہایا گیا ہے۔ پہلے اعتراض کا یہہ جواب ہے کہ اگر حدیث
صحیح الاسناد مین ایسا اختلاف ہو کہ اوسمین تطبیق کر سکین تو اوس اختلاف
کو کالعدم سمجہا جاویگا اور اُس حدیث کو پایہ صحت اور اعتبار سے ساقط نکرینگے
یہ قاعدہ تمام محدثون کے نزدیک بالاتفاق مسلم ہے نووی رحمہ اللہ فرماتے ہین۔
اگر احادیث مختلف مین تطبیق ممکن ہو تو دونون روایتون پر عمل واجب ہوگا اور حافظ
ابن حجر نے نخبۃ الفکر اور اوسکی شرح مین لکہا ہے کہ حدیث مختلف ممکن الجمع مقبول
ہوتی ہے اور جو شخص صحیح بخاری کے الفاظ پر غور کرے وہ ان روایات کے جمع اور
تطبیق بخوبی کر سکتا ہے۔ مگر مصنف تحقیق الکلام قصور فہم کے سبب معذور ہے
صحیح بخاری مین ہے عن مجاشع اتیت النبی صلے اللہ علیہ وسلم باخی فقلت
بایعنا علے الھجرۃ الحدیث مجاشع کہتے ہین مین اپنی بہائی کو لیکر آنحضرت کے پاس
آیا پس مینے عرض کیا کہ آپ ہم دونون سے بیعت کیجیے ہجرت پر درصل مجاشع رضی اللہ عنہ
اور اونکا بہائی دونون حاضر خدمت ہوئے تہے اور دونون بیعت کیواسطے
آئے تہے مگر جب آپ قصہ بیان کرتے تو کبہی فقط اپنا ذکر کرتے اور کبہی صرف اپنے
بہائی کا حال بیان کرتے اور کبہی اپنا اور اپنے بہائی کا اکٹہا ذکر فرماتے چنانچہ اِس
روایت مین لفظ بایعنا سے دونون کی بیعت صاف ظاہر ہوتی ہے اب تین اختلاف
تو نکل گئے صرف ایک اختلاف باقی رہا یعنی (ابن اخی) کا نسخہ ہم کہتے ہین یہ نسخہ

صحیح نہین بلکہ نسخہ صحیحہ (انا وانتی) ہے اور اسی سبب سے شارحون نے اس نسخہ صحیحہ
کہا ہے جو کل روایات صحیحین کے مطابق یہی نسخہ ہے - اعتراض ثانی کا یہہ جواب ہے
کہ اگر ثقہ اور معتبر راوی اپنی روایت مین ایسا زیادہ لفظ بیان کرے جو دوسرے راویان
نہین ہوا ور وہ زیادتی باعث خلاف بھی نہ ہو تو وہ روایت ایمہ حدیث کے نزدیک بالکل
مقبول ہوگی جسکو شک ہو وہ تقریب نووی شرح صحیح مسلم اور شرح نخبۃ الفکر
حافظ ابن حجر کا مطالعہ کرے **مغالطہ ۸۳** - وہم یہہ کہ پہلی حدیث سے صریح
معلوم ہوتا ہے لیکن علی الجہاد والاسلام والخیر جملہ مستانفہ ہے اور علی کا تعلق [illegible]
نکلیگا معنے یہ ہوئے کہ اب بیعت نہین رہی لیکن قایم رہو تو اوپر اسلام اور جہاد
اور خیر کے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ علی کا متعلق ابایعک علی الاسلام والجہاد نکلے
جیسا کہ نووی نے نکالا ہے لیکن اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال **ھدایۃ** مصنف
آپ مولوی اور موحد کہلاتے ہین آپکو ایسی جرأت مناسب نہین - اسکو احتمال
نہین کہتے اسکا نام تحریف ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ کے کیا معنی ہین
آپ کا بناوٹی متعلق کون مانیگا متعلق علی صحیح بخاری مین ابایعک کا لفظ موجود ہے
جب حدیث مین شارع کیطرف سے صراحت آچکی تو دوسری روایتون کے حکم
یفسر بعضہ بعضا کی وہی تشریح سمجھنی چاہیے اگر آیات و احادیث کے ایک دوسرے
سے تفسیر نہ کرین اور ایسے مقدرات اور متعلقات نکالنے کی اجازت دین تو تمام
کارخانہ دین برباد ہو جائیگا - مثلا فرعون نے کہا انا ربکم الاعلی اگر یہان لفظ عبد
مضاف مقدر نکالین تو معنی یہ ہون گے مین تمہارے بڑے رب کا بندہ ہون
پروردگار ہم سب کو تحریف سے بچا دے **مغالطہ ۸۴** - بعد تسلیم یہ نہین
صحیح معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے اوس سے بیعت کی ہو اور دوسری روایات
سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ نے بیعت نہین کی الی قولہ کیونکہ اگر بیعت

کرتے تو راوی کو ضرور تہا کہ بیان کرتا **ھدایہ** کیون صاحب وہ دوسرے روایات کہان ہین شاید اون کو کتب خانہ سے باہر نکلنے کی اجازت نہین کاش آپ نقل کردیتے تو ہمین بھی زیارت نصیب ہوجاتی۔ اچھا یہ تو فرماے کہ ایک وقت کے تمام وقائع کا بیان کرنا راوی کے ذمہ کیون واجب تہا اور کس نے فرض کردیا تہا ہان جس مطلب کے اظہار کے واسطے کلام شروع کیجاے اوسکا پورا کرنا البتہ لازم ہوتا ہے۔ اس راوی کا مقصود یہ ہے کہ بعد فتح مکہ ہجرت کا حکم منسوخ ہوگیا تہا اتنا ہی بیان کردیا اگر بعیت کا ذکر مقصود بالذات ہوتا تو بیشک اِس کے وقوع کی خبر بہی دیتا اور واضح رہے کہ لفظ ابایعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آن حضرت نے اون سے بعیت کی تہی مجاشع اور اُوس کے بہائی نے درخواست کی اور آپ نے اون کی عرض کو بدیرا فرمایا کیا یہ ممکن ہے کہ آنحضرت کسی سے وعدہ فرماوین اور وفا نہ کرین۔ یا آنحضرت کسی یار جان نثار سے بعیت چاہین اور وہ ٹلا جاوے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ لفظ ابایعہ کا ایسے موقع پر لانا (یعنے مجاشع اور اُس کے بہائی نے درخواست کی یا رسول اللہ آپ مجہہ سے بعیت کرین آپ نے فرمایا ہم بعیت کرتے ہین) انعقاد بعیت کے لئے کافی ہے جو شخص ایسے ظاہر واقعہ کا انکار کرے سواے تکذیب نصوص کے اوس کے پاس اور کیا دلیل ہوگی۔ بالفرض اس روایت مین ہم منکر کا عذر مان لین تو روایت صحیحین اور روایت نسائی سنکر کیا عذر کریگا **مغالطہ ۸۵** جواب اسکا کئی طرح پر ہے **ھدایہ** پہلے ہم اصل قصہ کو نقل کرتے ہین پہر مصنف کی بے اصل توجیہات کا ذکر کرینگے صحیح بخاری مین ہے جسوقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے واپس تشریف لائے جنہون نے تخلف کیا تہا اور شامل غزوہ نہ ہوے تہے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر عذر کرنے لگے اور اظہار صداقت کے لئے حلف کی آنحضرت

نے اون کے ظاہر عذر قبول فرماکر اون سے بیعت کی اور دعاے مغفرت فرمائی
اور معاملہ باطنی اون کا خدا کے سپرد کیا چونکہ اس قصہ سے ثابت ہوتا تہا کہ حضرت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت و فتح مکہ لوگون سے بیعت توبہ لی
اسلئے مصنف نے دو وجہ سے اس بیعت کی بیعت التوبہ ہونیسے انکار کیا ہے۔
وجہ اول یہ بیان کی ہے کہ جبکا عذر آنحضرت نے قبول فرمالیا اون کے ذمہ تو گناہ ثابت
نہ ہوا اور جس کے خطا نہین اوس کی توبہ کیسی پس یہہ بیعت بیعت توبہ نہ تہی
بلکہ اون کی تالیف قلوب کے لئے اور لوگون مین آن کی برات ثابت کرنیکے واسطے
اور اون کے سمجہانے کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون سے ظاہرا
وباطنا راضی ہین بیعت کی تہی اور آیت یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیہم
قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم (وہ تمہارے سامنے عذر کرینگے جب تم لوٹ کر
جاؤ گے تو کہہ بہانے مت بناؤ ہم ہرگز تمہارا اعتبار نہ کرینگے) کے (جس سے اون کا
گنہگار رہونا ثابت ہوتا ہے) یہہ تاویل کے ہے کہ وہ اور ہی لوگ تہے منافق مجاہر
جبکا نہ عذر قبول ہوا اور نہ عاذر کرنا اون کا ثابت ہے جو خود اپنا نفاق ظاہر کیا کرتے
تہے۔ پس جبکا اس آیت مین ذکر ہے وہ گنہگار رہے مگر اونہون نے توبہ نہین کی
اور جو لوگ تائب ہوئے وہ گنہگار نہ تہے۔ دوسری وجہ لکہتے وقت ایسی ٹہوکر
کہائی ہے جو سر پاؤن کی تمیز نہین رہی پہلے ایک بات کو لکہکر آگے جاکر جہٹلادیا
ہے فرماتے ہین کہ اس بیعت کو بیعت توبہ نہین کہہ سکتے توبہ کا بیان کیا ذکر ہے
اگر کہین تو اسکو بیعت اسلام کہہ سکتے ہین کیونکہ مخلفین پر آنحضرت نے حکم کفر
جاری کر کے زمرہ اہل اسلام کو اون کے ساتہہ بات چیت کرنے سے منع کردیا
تہا اور پہر کہتے ہین یہ لوگ تو عاذر اور سوگند سے بری الذمہ ہو گئے تہے اون سے
بیعت توبہ اور بیعت اسلام کا لینا بے موقع ہے واہ اب بیعت اسلام کہنے کو

بے موقع کہتے ہو پہلے اسکا نام بعیت اسلام کسنے رکہا تہا اچہا اسکا قصور معاف
آیندہ تصنیف کا نام نہ لینا تصنیف بڑا مشکل کام ہے الغرض یہ ایسا کلام ہے
کہ اسکے معنی در بطن قائل ہی نہین وجہ اول کا جواب یہہ ہے کہ مخلفین چہارقسم
کے لوگ تہے ایک وہ لوگ جو قبل روانگی آنحضرت کے پاس آئے اور عذرین
سنا کر اجازت چاہی رسول اللہ نے اون کا عذر قبول کر اجازت دی آیہ وجاء
المعذرون من الاعراب ولیس علی الضعفا واھلی المرضی مین اونکا
ذکر ہے دوسرے دغا باز منافق جنہون نے لڑائی کے وقت ساتہہ نہ دیا اور جب پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم میدان سے لوٹ کر آئے تو جہوٹے حیلہ بہانے بنا کر اور قسم سوگند
کہا کر اپنی صفائی کا اظہار کیا چنانچہ آیت یعتذرون الیکم اذا رجعتم الیھم
اور آیت سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم الیھم اور آیت یحلفون لکم
لترضوا عنھم مین اون کا بیان ہے۔ تیسرے وہ لوگ جو دل کے سچے اور مخلص
تہے مگر کوچ کے وقت تیاری نہ کی اور آجکل کہتے ہوئے وقت کہو بیٹہے جب آنحضرت
تشریف لائے تو مارے ندامت کے سامنے نہ آسکے اور اپنے آپکو ستون سے جکڑ دیا
اس طایفہ کا اس آیت مین ذکر ہے واخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا
عملا صالحا واخر سیئا چوتہے وہ لوگ جو اخلاص مین تیسرے گروہ جیسے تہے
فقط سستی کے باعث شامل نہ ہوے اور جناب رسالتمآب کے روبرو حاضر ہو کر
قصور کا اقرار کیا آنحضرت نے مسلمانون کو اون کے ساتہہ کلام کرنیسے منع کر دیا اور
حکم الٰہی کے منتظر رہے چنانچہ آیت وآخرون مرجون لامر اللہ اون کے حق مین
نازل ہوئی ہے۔ ایک فرقہ بروقت روانگی عذر کرکے آنحضرت کی اجازت سے
پیچہے رہجانیوالی جنکو معذرون کہا گیا ہے اور تین گروہ بے اذن رہجانیوالے
جنکا نام مخلفین ہے قرآن مجید سے ثابت ہین بے اذن رہجانیوالون مین چوتہا

قسم جو مصنف نے نکالا ہے اوس کا قرآن وحدیث مین بلکہ کسی تفسیر مین بہی ذکر
نہین مخلفون مین سے وہ لوگ جنکا قسم دوم مین ہمنے ذکر کیا ہے منافق تہے
انہون نے آنحضرت کے روبرو جہوٹے عذر بنا کر معافی چاہی اور بیعت کری اہل
نفاق کے ظاہر حال پر حکم کیا جاتا ہے باطن سے کچہہ تعرض نہین ہوتا اسلئے
بظاہر اون کا عذر پذیرا ہوا ہمارے بہولے مصنف کو یہہ وہم گذرا کہ اگر وہ منافق
ہوتے تو آنحضرت اون سے بیعت نہ کرتے اور نہ اونکا عذر قبول کرتے کیونکہ اللہ
عزوجل فرماتا ہے قل لا تعتذروا لن نؤمن لکم ای نبی تو کہدے عذر مت کرو
ہم ہرگز یقین نہ کرینگے - پس باوجود اس حکم کے کسطرح اون کا عذر قبول کیا - اور
یہ نہین سمجہا کہ لن نؤمن لکم کا معنی تو یہ ہے کہ ہم تصدیق اور یقین نہ کرینگے تمہارے
عذر کی اور ظاہر اون کا قبول کرنا در باطن اونکا سپرد خدا کر دینا یہہ تو اعراض اور
درگذر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تصدیق اور سچا جاننے اون کے سے منع
ہوے نہ اعراض اور درگذر سے بلکہ اعراض پر تو امر آیا تہا چنانچہ آیت سیحلفون
لکم اذا انقلبتم الیہم لتعرضوا عنہم فاعرضوا عنہم فانہم رجس مین
یہی ارشاد ہے اسیواسطے اون سے درگذر کیا اور حسب مرحم وعادت اپنی کے اون
کے لئے مغفرت مانگی اور آن سے بیعت توبہ لی مصنف بمقتضاے نفسانیت
یا سفاہت کہتا ہے (کہ آیت یعتذرون الیکم سے مراد منافق مجاہر ہین جنکا عذر کرنا
بہی ثابت نہین) استغفر اللہ ایسی تاویلات سے تکذیب آیات تک نوبت پہنچی ہے
خدا محفوظ رکہے اللہ تو فرماوے کہ یہہ لوگ عذر کرینگے قسمین کہاوینگے اور آپ
کہتے ہین اس آیت سے مراد منافق مجاہر ہین جنکا عذر کرنا بہی ثابت نہین - پہلی
حدیث مجاشع مین بہی اسی قسم کی توجیہین کرکے سنت صحیحہ کا انکار کیا تہا یہان
آیات کو جہٹلادیا اور کج فہمی کا یہہ حال ہے کہ نقیضین کو جمع کر دیا ہے منافق کبہی مجاہر

نہین ہو سکتا منافق ہمیشہ اپنا حال چھپایا کرتے ہین اور بظاہر حال مومن کہلائے دیتے ہین۔ مصنف کا ایک اعتراض یہہ بھی ہے کہ اگر یہ لوگ جنکا عذر بظاہر رسول اللہ نے قبول کیا منافق ہوتے تو اون پر تو حکم کفر اور جہنم کا ہے اون کے لئے استغفار اور ترحم کیا معنے مین کہتا ہون کہ رسول اللہ ہمیشہ اون کا نفاق دیکھتے تھے اور آیتین بھی اون کے حق مین اوترتی تہین مگر آنحضرت بمقتضای کرم انکے لئے دعاے مغفرت فرماتے رہے یہانتک کہ پروردگار نے فرمایا اگر تو ستر بار انکے لئے دعاے مغفرت کرے تو بھی پروردگار اون کو نہ بخشے گا پھر بھی آپ دعا کرتے تھے عمر فاروق نے منافقون کی شرارتین دیکھکر عرض کیا کہ آپ ان کے لئے دعا نکرین آپ نے ارشاد کیا ہم ستر دفعہ سے زیادہ دعا کرینگے کُل مفسرین وشارحین حدیث سلف سے لیکر خلف تک اون لوگون کو (جنکا عذر بظاہر قبول کر لیا اور باطن اون کا سپرد خدا کیا) منافق کہتے ہین مصنف سب سے برخلاف بلا دلیل اون کو مسلمان بتلاتے ہین۔ وجہ ثانی آپ اپنا رد اور جواب ہے البتہ ایک بات یہان قابل ذکر ہے ہم سنا کرتے تہے کہ قصوری صاحب مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہین اس حکم کفر سے جو آپنے مخلفین کے حق مین لگایا ہے اور خاصکر صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین تک جس کا اثر پہنچتا ہے ہمین یقین آگیا اور اس فتوے پر دلیل کیا لائے ہین کہ آنحضرت نے لوگون کو اون کے ساتھہ بات چیت کرنے سے منع کر دیا تہا یہ عجب دلیری ہے اگر انصاف مد نظر ہوتا تو اس بات کی طرف بھی خیال کرتا کہ حضرت نے اون کو طلاق کا حکم نہین دیا بلکہ ہلال بن امیہ کے بیوی کو پاس رہنے کی اور خدمت کرنے کی اجازت دی معاذ اللہ مومنہ اور کافرہ مین کیا علاقہ تہا کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم بعیت کی بحث کرتے کرتے منافقون کو مومن اور مومنون کو کافر بنا دیا **مغالطہ ۸۶** اور نواب صدیق حسن خانصاحب

تفسیر فتح البیان مین لکہتے ہین والتی احدثتہ الصوفیۃ والمشائخ وجہلۃ المتصوفۃ فلا یثبت بدلیل شرعی ولا اعتداد بہا بل ھی متصادفۃ لما ثبت من الکتاب والسنۃ کما تری **ھدایہ** افسوس مصنف نے نقل عبارت مین خیانت کی زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ بیچارہ چور کہلایا بدنام ہوا اور مطلب کچہہ نہ نکلا جتنی عبارت چہانٹ کر نقل کے ہے اوس کے اخیر مین ایک ایسا فقرہ ہے جس سے سب کیا کرایا برباد ہوتا ہے نواب صاحب نے اول آنحضرت کی بیعت کا طریقہ نقل کیا ہے اور پہر فرمایا وھذا ھو البیعۃ الثابتۃ بالسنۃ فی دین الاسلام والتی احدثتہا الصوفیۃ والمشائخ وجہلۃ المتصوفۃ فلا یثبت بدلیل شرعی ولا اعتداد بہا بل ھی متصادفۃ لما ثبت من الکتاب والسنۃ ترجمہ اس طرح کی بیعت دین اسلام مین سنت نبوی سے ثابت ہے اور جو کچہہ کہ صوفیون اور مشایخ اور زاہدان خشک نے ایجاد کیا ہے پس وہ دلیل شرعی سے ثابت نہین اور نہ کچہہ اوسکا اعتبار ہے بلکہ اون کی بیعتین مقابل ہین اوس بیعت کے جو کتاب اور سنت سے ثابت ہے۔ اس عبارت سے جو کہ مصنف نے اپنے مفید مطلب سمجہکر سند مین پیش کیا ہے ہمارا مدعی ثابت ہوتا ہے اسمین بیعت کی دو قسم بیان کئے گئی ہین ایک بیعت مسنونہ دوسری بدعی اور یہی ہمارا مقصود ہے اور سورہ فتح کی تفسیر مین نواب صاحب فرماتے ہین وھذہ الاٰیۃ فیہا دلالۃ علی مشروعیۃ البیعۃ وقد صدرت منہ صلعم مبایعات کثیرۃ اشتملت علیہا الاحادیث الواردۃ فی الصحیحین وغیرھما من دواوین الاسلام ومما لا شک فیہ ولا شبہۃ انہ اذا ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعل علی سبیل العادۃ والاھتمام بشانہ فانہ لا ینزل عن کونہ سنۃ فی الدین وان الذی اعتادہ الصوفیۃ من مبایعۃ المتصوفین ففیہ ما یقبل وما یرد

ویظهر ذالك بعرضها علی الکتاب والسنة فما وافقها فهو السنة والصواب وما خالفها فهو الخطاء والتباب اس مین مشروعیت بیعت کا ثبوت ہے اور آنحضرت نے بہت بار بیعتین کے ہین جنکا بخاری مسلم وغیرہ کتب حدیث کے روایتون سے ثبوت ملتا ہے بے شبہ یہہ قاعدہ ٹھیک ہے کہ جب آنحضرت سے کسی فعل کا صدور بطریق عادت اور اہتمام ثابت ہو جائے تو کم از کم وہ فعل سنت فی الدین ضرور سمجھا جائیگا اور جو صوفیون مین رواج ہے کہ صوفیون کے ہاتھہ پر بیعت کرتے ہین اوس کے بعض اقسام مقبول ہین اور بعض مردود اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی تطبیق سے یہہ فرق معلوم ہو سکتا ہے پس جو مطابق سنت کے ہو وہ بیعت سنت اور صحیح ہے اور جو برخلاف ہے وہ خطا اور ہلاکت ہے مصنف نے ایسی کتاب کا حوالہ دیا اور ایسی عبارت نقل کی جس سے ہمین اس مشہور مثل کا مصداق ملگیا۔ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد **مغالطہ ۸۷** اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ علماء محققین جو اس بلا سے محفوظ رہے تشنیع اس طریق کے کرتے رہے ہین **ھدایہ** بیعت کے بحث ختم ہونے پر آئی اور آپ نے کسی عالم کا نام نہ لیا ابتک یہی سُننے مین آتا ہے کہ اکثر ائمہ میرے ساتھ ہین اجماع اُمّت سے بیعت منسوخ ہے ہم بھی اس کے سند اور حوالہ کا شوق رکھتے ہین اگر ہو تو بتا دیجیے **مغالطہ ۸۸**۔ آپ تمنے یہ مثل نہین سُنی ملان اور فقیر کا ہمیشہ سے جنگ چلا آیا ہے **ھدایہ** کیا جناب نے یہ نہین سُنا وکذالك جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین وکفی بربك هادیا ونصیرا **مغالطہ ۸۹** پانچوان استدلال بہت بڑا استدلال حرمت بیعت پر یہ ہے کہ بیعت مروجہ یعنی پیری مریدی سے اتنے فتور اسلام مین پڑے ہین جنکا تعداد حصر امکان مین نہین الی قولہ جس قدر اقسام شرک کے ہین اسی سے پیدا ہوئی **ھدایہ** یک نشد دو نشد بیعت کو اس

دلیل ہے کہ وسیلہ شرک کا ہے خاصہ نبوی اور حرام بتلانا معاذ اللہ موجب سب اور تخفیف
رسول اللہ کا ہے کیا خاصہ رسول اللہ کا ایسی چیز بہی ہے جو ذریعہ شرک کا ہو ملا صاحب
جیسا شرک و بدعت سے بچنا ضرور ہے ویسا ہی کتاب و سنت کے پیروی بہی فرض
ہے ہم تسلیم کرتے ہین کہ جاہلون کی پیری مریدی مین بہت سی قباحتین ہین مگر
برائی سے بچنے کے لئے سنت سے انکار کرنا اور اسکو حرام اور بدعت کہنا ہرگز جایز
نہین۔ بعیت سدباب شرک کا ذریعہ ہے اور اسیواسطے مشروع ہوئی ہے رب العالمین
فرماتا ہے اذا جاءك المومنات یبایعنك علی ان لا یشرکن باللہ شیئا جبوقت
آوین تیرے پاس عورتین بعیت کرنیکو اس بات پر کہ وہ کسی چیز کو خدا کا شریک
نہ ٹھراوینگی پس بعیت کر تو اون سے اور رسول اللہ فرماتے تہے بایعونی علی ان لا
تشرکوا باللہ شیئا۔ بلکہ رضوان آلہی اور اخلاص عمل اور اطمینان خاطر اور فتح اور
اجر عظیم آخرت اس سے حاصل ہوتا ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونك
تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبهم فانزل السکینة علیهم واثابهم فتحا قریبا رضامند
ہوا پروردگار اون لوگون سے جنہون نے تجہہ سے بعیت کی درخت کے نیچے
پہر جانا جو اون کے جی مین تہا پس اوتاری تسکین اوپر اون کے اور انعام دی
اون کو فتح نزدیک اور فرمایا ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ الیٰ قوله
فسیؤتیه اجرا عظیما جو لوگ بعیت کرتے ہین تجہہ سے وہ بعیت کرتے ہین اللہ سے
آخر آیت یہ ہے اللہ دیگا اوسکو ثواب بڑا خدا پاک نے تو بعیت کی یہ خوبیان ذکر فرمائین
اور مصنف اسکو اعظم وسایل شرک سے شمار کرتے ہین ۔ راقم اس مقام پر بمقتضای
کل الخطاب لا یستحق الجواب عامل آیت کریمہ فاصفح الصفح الجمیل کا ہوتا ہے اور
دعاے ہدایت اپنے رب سے اپنے واسطے اور مصنف کے لئے مانگتا ہے ۔

مغالطہ ۹۰ اور ہاتہہ سے ہاتہہ کسی عورت سے نہین ملاے اور یہہ ہاتہہ ہی ہاتہہ

ملا نا زاید بات ہے بعیت کے معنون مین داخل نہین **لفظ ایہ** بیشک عورت
کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لینا منع ہے تمام اہل حق اوسکو برا جانتے ہین مگر یہ جواب لکھتے
ہین ہاتہہ ملانا زاید بات ہے یہہ بات فضول ہے عقد بعیت کے دو جز ہین ایک عہد
لسانی دوسرا عہد فعلی جب تک دونون اجزا جمع نہ ہون گے بعیت کا انعقاد نہ ہوگا
آنحضرت بعیت کے وقت مردون کا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین پکڑتے اگر بعیت کرنیوالا
حاضر نہ ہوتا تو جناب رسالت اپنی بائین ہاتہہ کو دائین پر مار کر فرماتے یہہ فلان
شخص بعیت کرنیوالے کا ہاتہہ ہے۔ معاذ اللہ فضول امر کے لئے آنحضرت اتنا
اہتمام کرتے تہے۔ ایسے ہی جب عورتون سے بعیت لیتے تو واسطے اتمام عقد
بعیت کے اون کے طرف ہاتہہ پہیلاتے اور بعیت کرنے والیان آنجناب کیطرفا
ہاتہہ بڑہاتین چونکہ نامحرم کے بدن کو مس نہ کر سکتے تہے اشارہ پر اکتفا کرتے اسکی
مثال یہ ہے جیسی حاجی لوگ انبوہی کے وقت حجر اسود تک نہین پونہچ سکتے
تو دور سے اشارہ کرتے ہین۔ اب وہ روایتین سنو جنمین ہاتہہ پہیلانے اور اشارہ
کرنیکا ذکر ہے بخاری اور مسلم مین ام عطیہ سے روایت ہے قالت بایعنا
رسول اللہ صلعم فقرا علینا ان لا یشرکن باللہ شیئا ونہانا عن النیاحۃ
فقبضت منا امراۃ یدھا الحدیث ہمنے آنحضرت سے بعیت کی پس آپنے
ہمین یہہ آیت پڑہکر سنائی (لا یشرکن باللہ شیئا) اور بین کرنے سے منع کیا پس
ایک عورت نے اپنا ہاتہہ بند کر لیا اور عرض کیا کہ فلانی عورت نے میرے مردہ
پر بین کی تہی مین اوسکا بدلہ دینا چاہتی ہون اور ابو داؤد مین ہے ان ہندا بنت
عتبۃ قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا ابایعک حتی تغایر کفیاک فکانہما
کفا سبع ہندہ بنت عتبہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ مجہہ سے بعیت کرین پس فرمایا
ہم تجہہ سے بعیت نہین کرتے جب تک تو اون کا رنگ نہ بدلے تیرے ہاتہہ ایسے ہین

جیسے درندے کے پنجے۔ اور ابو داؤد اور نسائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کرتے ہین او مت امراۃ من وراء الستر بیدھا کتاب الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری
اید رجل ام ید امراۃ الحدیث ایک عورت نے پردہ مین سے (بیعت کے لئے)
آنحضرت کی طرف اپنے ہاتھہ سے اشارہ کیا اور مکتوب اُسکے ہاتھہ مین تہا آپ نے ہاتھہ کہینچ
ہٹالیا اور فرمایا مین نہین جانتا کہ یہہ ہاتھہ مرد کا ہے یا عورت کا اور عبد بن حمید ابن داؤد
ابو یعلی طبرانی ابن مردویہ بیہقی ام عطیہ سے روایت کرتے ہین کہ عمر فاروق نے
ہمسے بیعت لی اور عمر نے ہماری طرف ہاتھہ پہیلایا اور ہم نے اُوس کیطرف حافظ
ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین حدیث ہاتھہ پہیلانے رسول اللہ
اور عورتون کی حالت بیعت مین صحیح ابن خزیمہ اور ابن حبان سے نقل کی ہے
ان روایات کی شرح مین علماء کے دو قول ہین بعض کہتے ہین کہ یہ فقط دور کا اشارہ
تہا اور بعض کہتے ہین کہ عورتین آپ کی آستین پکڑتی تہین اور سعید بن منصور
اور ابن سعد اور ابو داؤد مراسیل مین اور عبد الرزاق بہی مرسلا شعبی سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت ہاتھہ پر کپڑا لپیٹ کر عورتون سے بیعت کیا کرتے تہے ایسے ضروری
کام کو رایگان کہنا زیادتی عقل کا مقتضا ہے **مغالطہ ۹۱** مگر معالم التنزیل مین
نقل بلا سند ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفا کے اوپر تہے اور عمر صفا کے
نیچے حضرت نے امر کیا کہ عورتون سے بیعت کر۔ بیعت کرنیوالی جب پیر کے شبہ کا
کہ یہ امر معمول نہین جواب نہین پاتی تو ناچار نا واقفون کو اس قصہ مجہول بے
اسناد سے شبہ ڈالتے ہین علاوہ برین اول اس حدیث کا معارض ہے اسکے آخر کا
ھدایہ مصنف اگر بیعت کو غیر معمول بہ اپنا بتلاتا ہے توبیخ ہے ہم بہی جانتے
ہین کہ اوسکو توفیق اس سعادت کی نصیب نہین ہوئی اور اگر اوسکی یہ نیت ہی

کہ امت محمدیہ مین کسی نے اس پر عمل نہین کیا تو ہدایت نمبر (۲۴) کا ملاحظہ کرے۔
صحابہ و دیگر مقبولان امت کا تعامل ہمنے بخوبی ثابت کر دکھلایا ہے اور معالم التنزیل
کی روایت اگر قابل اعتماد نہین تو چشم انصاف سے روایت ابن جریر و ابن کثیر
و ابن ابی حاتم اور روایت ابن سعد اور عبد بن حمید اور ابو داؤد اور ابو یعلی
اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی کیطرف نظر کرے **مغالطہ** اور
ایک آدمی کو گدی پر بٹھانا اور اوسی کو بیعت کے واسطے مقرر کرنا اور اوسکا
حق موروثی سمجھنا یہ سنت ہنود اور بہشتون کی ہے کیا معنی کہ ایک آدمی کو
بلا ترجیح مرجح کر لینا اور وہ خود تو معصوم نہین گنہگار ہے الی قولہ شرعی بات نہین
محض سنت ہنود ہے جسکے پاس کوئی دلیل ہو پیش کرے **ہدایہ** جسکو
آپ ہنود کی رسم کہتے ہو وہ سنت انبیاء ہے جب موسی علیہ السلام کوہ طور کو جانے
لگے تو ہارون علیہ السلام سے فرمایا اخلفني في قومي واصلح ولا تتبع
سبيل المفسدين تو میرا نائب رہیو میری قوم مین اور لوگون مین اصلاح
رکہنا اور مفسدون کے پیروی نکرنا حضرت خاتم المرسلین نے جب غزوہ تبوک
کی تیاری کی تو علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد کیا انت مني بمنزلة هارون
من موسی تو مدینہ مین رہ تو ہمارا جانشین ہے جیسا ہارون اپنے بھائی موسی کا
(بحالت سفر) جانشین تھا۔ انبیاء عظام دعا کرتے کہ اے پروردگار ایسی
اولاد دے جو ہماری نائب اور لوگون کے پیشوا ہووین فهب لي من لدنك
وليا يرثني ويرث من ال يعقوب زکریا علیہ السلام نے دعا کی تو مجھے
کام سنبھالنے والا دے جو وارث ہو میرا اور خاندان یعقوب کا اور اللہ جلشانہ
خبر دیتا ہے وورث سليمان داود سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد
کے وارث ہوے۔ واضح رہے کہ مراد اس ورثہ سے نبوت اور امامت ہے

کہین روافض کیطرح مال و متاع سے تاویل نہ کرنا اور صحابہ کرام نے بعد
انتقال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق کو گدی پر بٹھلایا او
ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے زندگانی ہین عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر
فرما گئے۔ ایسے ہی عثمان و علی رض باتفاق صحابہ جانشین ہو گئے۔ ایسے ہی مشایخ
کرام کی اولاد یا مرید ونمین سے جو تقوی اور دیانت سے موصوف ہوتا ہے
وہ اپنے بزرگون کا جانشین اور نائب قرار پاتا ہے اور لوگ اوسکی خداداد
خوبیون کے سبب اوسکو ہمعصرون مین سے ممتاز جانکر پیشوا پکڑتے ہین۔
کہو یہ انبیاء اور صدیقین سے مشابہت ہے یا مہنتون کے متابعت اور بندگان
خدا مین سے ایک ایسے ہی گذرے ہین نہ اون کو کسی نے گدی پر بٹھلایا
اور نہ اونہون نے لوگون کو اپنے طرف بلایا غیب الغیب سے خلعت امامت
اون کو عطا ہوا۔ خلق اللہ کے دلون مین اون کی ارادت اور محبت بھری گئی۔
ہزارون آدمی دور دور ملکون سے آکر اون کی صحبت اختیار کرتے رہے اور
علی رغم الحاسدین اون کے ہاتھ پر بیعت کرتے رہی۔ چنانچہ ہمارے مرشد
اور امام عبد اللہ صاحب غزنوی تغمدہ اللہ بغفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جناتہ ابھی گذرے
ہین جبتک تھی مجمع الخلایق تھے کیا یہان ترجیح بلا مرجح کا اعتراض خدا پر کروگے
اور یہ جو آپ لکھتے ہین (وہ خود معصوم نہین گنہگار ہے) کیا آپ کے نزدیک عصمت
(گناہون سے پاک ہونا) امامت کی شرط ہے کوئی اہلسنت مین سے اس شرط
کا قایل نہین۔ البتہ رافضیون کا مذہب ہے۔ معلوم ہوا کہ مجادلہ کیطرح آپ طریقہ
روافض بھی اختیار کر لیا کرتے ہین ملا صاحب ایسے خبط مین پڑوگے تو امامت انبیاء
کا انکار لازم آئیگا۔ بھول چوک سے پیغمبر بھی معصوم نہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بھی دعا کیا کرتے تھے اللھم اغفرلی جدی وھزلی وخطائی وعمدی

وکُلّ ذٰلک عندی منفق علیہ اے خُدا تو مجھے معاف کر جو مینے کوشش سے کام کیا یا ہنسی سے اور جو بھول چوک سے کیا یا ارادہ سے اور یہ سب باتین مجھہ مین ہین - یہ اعتراض خاص مشایخ پر نہین بلکہ خاتم النبیین پر بھی ہے مصنف کے یہہ دعوی سُنکر جب اوسکی حالت کو دیکھتے ہین تو مقام عبرت نظر آتا ہے - دعوی تو یہہ کہ خلافت حرام ہے گدّی پر بٹھلانا مہنتون کے سنت ہے اور خود اپنے لڑکے کو واسطے قیام گدّی کے نماز جمعہ اور عید مین اُن لوگون کے ہوتے ہوے امام کرتا ہے جو اوس سے علم اور عمر مین زیادہ ہوتی ہین اور یہہ صریح خلاف سنت ہی اللہ جلشانہ فرماتا ہے لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون **مغالطہ ۹۳** علاوہ یہہ کہ جس کو نصیحت دی ہے وہ بھی گناہ کرتا ہے وہ کیون نہین اپنے گناہون سے کسی کے ہاتھہ پر توبہ کرتا **ھدایہ** مشایخ مین سے ایسا کوئی نہین جس نے دوسرے کے ہاتھہ پر توبہ نہ کی ہو اپنے شیخ کے ہاتھہ پر سب توبہ کیا کرتے ہین - اگر ایسا ہی اعتراض کا شوق ہے تو یہ کہو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے بیعت کرائی اور خود کسی کے ہاتھہ پر توبہ کیون نہ کی دیکھو ترک اور انکار سنت کا یہہ نتیجہ ہے جو آپ کے مونہہ سے ایسے کلمات نکلتے ہین - جن سے انبیاء علیہم السلام کی جناب مین بے ادبی لازم آتی ہے لئن لم یھدنا ربنا لنکونن من القوم الضالین **مغالطہ ۹۴** صرف ہاتھہ مین ہاتھہ ملانا مسنون ہے باقی لوازمات کل بدعت ہین **ھدایہ** صفحہ ۲۹ مین آپ لکھتے ہین (ہاتھہ سے ہاتھہ ملانا امر زاید ہے بیعت کے معنون مین داخل نہین) یہان اقرار کرتے ہین کہ ہاتھہ سے ہاتھہ ملانا مسنون ہے اور اکثر مقامات مین کہین بیعت کو خاصہ اور کہین منسوخ تبلایا ہے اب کہو ہم بیعت

کو کیا سمجھین سنت یا بدعت خاصہ یا منسوخ الحق یعلو ولا یعلی خدا نے منکرون سے بھی اقرار کرا دیا والحمد للہ علی ذالک مگر افسوس آپنے حق کے ساتھ ایسا باطل ملایا ہے جسکا بطلان بدیہی ہے آپ فرماتے ہین (صرف ہاتھہ مین ہاتھہ ملانا مسنون ہے باقی لوازمات کل بدعت ہین) لوازم کیا ہین شرک ۔ زنا ۔ سرقہ ۔ قتل ۔ بہتان عصیان ۔ تہمت سے تائب ہونا گویا ان سب باتون سے توبہ کرنا ملا صاحب کے نزدیک بدعت ہے حال انکہ ہاتھہ مین ہاتھہ ملانا اور گناہون سے توبہ کرنا یہ دونون امر آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہین واللہ اعلم مصنف اپنے آپ کو اس آیت (نومن ببعض و نکفر ببعض) کا مصداق کیون بناتا ہے اور خدا جانے اختلال عقل ابتدا عمر سے ہی یا اب بڑھاپے مین شروع ہوا ہے ہمین خیال آتا ہے شاید کوئی کلام مصنف کی یون تاویل کرے کہ (کل لوازمات بدعت ہین) اس فقرہ کا یہ مطلب ہے کہ ملحدون اور جاہلون کی بعیت کے لوازم مراد ہین ہم اون کو پہلے ہی سمجھا دیتے ہین کہ یہان بعیت توبہ کی بحث ہے اور اوس کے لوازم بھی ہین جو ہمنے ذکر کئے ۔ اور خاصکر لفظ کل توجملہ لوازم کو شامل ہے بعیت مسنونہ کے ہون یا بدعیہ کے

مغالطہ ۹۵ ۔ اور بعض طریق بعیت مروجہ قریب کفر کے ہین

ھدایہ صاف صاف کہو کونسی بعیت قریب کفر کے ہے ملحدون کے بعیت یا سنت طریق کے طریقہ سنت کو کفر کہنا شان اسلام کے خلاف ہی اور ملحدون کے طریق سے یہان کچھہ بحث نہین اوس کے ذکر سے فایدہ کیا شاید کوئی شخص ہر دو قسم بعیت پہ یہی فتوی جاری کردے کیونکہ آپ کل لوازم کو بدعت کہہ چکے ہین اور اوسکا بوجھہ آپ کے ذمہ ہو

مغالطہ ۹۶ بعیت مروجہ بعیت توبہ نہین ہے توبہ استغفار جو کراتے ہین یہ صرف رسم ہے رسم ہی مراد اور مقصود بالذات طریق مین داخل کرنا ہے اور اپنا طرفدار اور

مریدبنانا **ھدایہ** اللہ جلشانہ فرماتا ہے یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ای اہل ایمان بچو کثرت ظن سے بیشک کہین نہ کہین گمان کرنے سے گناہ لازم آتا ہے اور آنحضرت فرماتے ہین فان الظن اکذب الحدیث اٹکل سے بات کہنی پرلے درجہ کا جھوٹ ہے خدا کے بندے ایسے بھی ہین جو طریق مسنون کے موافق بعیت کرتے ہین اور اون کی غرض اشاعت اور رواج سنت کے سوا اور کچھہ نہین۔ تُم ناحق نیکون پر بدگمانی کرکے عوام کو راہ حق سے روکتے ہو اور اون کو عمل سنت سے محروم رکہتے ہو لِمَ تصدون عن سبیل اللہ پر غور کرو اور اللہ کے وعید سے ڈرو حضرت فرماتے ہین کہ جب بندہ اپنے پروردگار سے تقرب چاہتا ہے تو پروردگار اوس پر مہربان ہوتا ہے اور ملاء اعلی اور اہل السموات والارضین مین منادی کیجاتی ہے کہ فلان شخص سے رب العالمین محبت رکہتا ہے تم بھی اُس سے محبت رکھو۔ لوگون کے دلون مین خود بخود عقیدت اور محبت پیدا ہوتی ہے گھربار اہل عیال کو چھوڑکر اون کی صحبت اختیار کرتے ہین اور محبان خدا کی ہمنشینی سے رتبہ انابت اور خشیت اور استقامت کو پہنچتے ہین اسی حالت کا نام احسان ہے جو اعلی مرتبہ ایمان کا ہے اور ایسے بابرکت لوگ ہمیشہ ہوتے رہے ہین اور ہوتے رہین گے ہمین چاہئے کہ اون کی جستجو مین رہین اور اون کی خدمت اور اون کی بعیت کو غنیمت جانین۔ مصنف جو بعیت سے منع کرتا ہے اور اہل بعیت کو طالبان دنیا بتلاتا ہے کیا اوسکے نزدیک اہل احسان اور صاحبان تقرب کا خاتمہ ہو چکا۔ یا سواے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دوسرا اس رتبہ کو نہین پہنچا **مغالطہ ۹۷**۔ توبہ کرنی کسی کے ہاتہہ پر ماموربہ نہین ہے کیونکہ کلام اللہ شریف مین جہان حکم توبہ کا ہے مطلق ہے جیسا کہ تصریح کرتے ہین اختیار کرو تم فلان طریق را اور حدیث مین بھی یہ کہین

(کسی کہ) ہین کہ کسی کے ہاتہہ پہ توبہ کرو **ھدایہ** دوسرے کے ہاتہہ پہ توبہ کرنے کا
قرآن اور حدیث مین حکم ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا
اللہ واستغفر لھم الرسول لوجد اللہ توابا الرحیما پروردگار فرماتا ہے اگر یہہ لوگ
جسوقت خطاوار ہوے تہے تیرے پاس آتے اور اسد سے معافی مانگتے اور پیغمبر خدا
بہی اون کے لئے دعا مغفرت کرتا پاتے وہ اسد کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان اس آیت
مین گنہگارون کو ارشاد ہے کہ نبی کے پاس حاضر ہوکر توبہ کرو تمہاری توبہ منظور ہوگی
اور جو لوگ انحضرت کے ہاتہہ پر تائب نہ ہوئے تہے پروردگار نے اون کی مذمت
فرمائی ہے واذا قیل لھم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ لووا رؤسھم جسوقت
کہا جاتا ہے اونکو آؤ پیغمبر خدا تمہارے لئے دعا مغفرت کرین وہ تکبر سے اعراض
کرتے ہین اور یہ لوگ مغفرت سے محروم رہے اور خداوند کریم نے اپنے رسول کو حکم دیا
کہ جو عورت تیرے پاس بیعت کے لئے آوے اوس سے بیعت کر اور بخشش مانگ
اون کے لئے فبایعھن واستغفر لھن اللہ اور بہت احادیث ہین جن سے
انحضرت کا رغبت دلانا اور امر کرنا ثابت ہی غرض آیات اور احادیث سے یہہ بات
بخوبی ثابت ہے کہ لوگون کو انحضرت کے ہاتہہ پر توبہ کرنیکا حکم تہا حدیث صحیح بایعونی
علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا الحدیث اسبات کی دلیل ہے اور بحکم انحضرت عورتون
نے عمر رضی اسد عنہ کے ہاتہہ پر توبہ کی اور آپ کے بعد خلفاو کے ہاتہہ پر بیعت کرتی رہی
پس قصوری کا یہہ کہنا (کہین وکہ نہین کسی کے ہاتہہ پہ توبہ کرو) محض نادانی کی بات
ہے اور قول مصنف کا (جیسا کہ تصریح کرتے ہین اختیار کردم فلان طریق را) سابق
لاحق سے کچہہ تعلق نہین رکہتا مثال اور ممثل لہ مین کسی نوع کی مناسبت نہین
بالکل لغو و بے ربط کلام ہے **مغالطہ ۹۸** - اگر بیعت کے بعد پہر مرتکب صغایر
وکبایر کا ہو تو عند اسد ماخوذ ہوگا کیونکہ آیات اور احادیث مین ایفاء عہد کی نسبت

بہت تاکید ہے **ھدایہ** جو شخص بغیر بعیت کے توبہ کرے اور پہر مرتکب گناہ کا ہو وہ بھی ماخوذ ہوگا توبہ کرنے والا آئندہ کے واسطے خدا سے عہد کرتا ہے کہ پہر گناہ نہ کرونگا جب کریگا تو ضرور بازپرس ہوگی اللہ جل شانہ فرماتا ہے و اوفوا بالعہد ان العہد کان مسئولا اگر اس دلیل سے بعیت کی ردّ کرتا ہے پس ملّا صاحب کو چاہیئے لوگون کو توبہ سے بہی منع کر دین **مغالطہ ۹۹** جس امر کی صحابہ نے رسول اللہ سے بعیت کی ہے پہر اُسکو نہین توڑا **ھدایہ** یہہ تمہارا دعویٰ غلط ہے حدیث کا علم نہین جو چاہتے ہو سو کہتے ہو اکثر اصحاب آن حضرت کے ہاتھ پر بعیت کرتے اور پہر اُن سے خلاف عہد وقوع مین آتا چنانچہ صحیحین مین ثابت ہے کہ بعیت الرضوان کے دن اصحاب نے اس بات پر بعیت کی تھی جو ہم معرکہ سے نہ بہاگین گے اور بروز غزوہ حنین اُنہین مین سے اکثر بہاگ نکلے اور صحیحین مین ام عطیہ سے روایت ہے بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان لا ننوح فما وفت امراۃ منا الا ام سلیم و ام العلاء و بنت ابی سبرۃ امراۃ معاذ او بنت ابی سبرۃ و امراۃ معاذ ہم نے رسول خدا سے بعیت کی جو ہم مُردہ پر بین نہ کرینگے پس ہم مین سے کسی نے وعدہ پورا نہ کیا سوائے ام سلیم اور ام علا اور ابو سبرہ کی بیٹی کے جو معاذ کی بیوی ہے یا شائد یون کہا ایک ابو سبرہ کی بیٹی نے دوسرے معاذ کی بیوی نے ۔ راوی کو شک ہے کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی ایک ہے یا دو عورتین مین جو شخص بے علم ہو کر اپنے آپکو مجتہد سمجہے اُسکا خدا حافظ **مغالطہ ۱۰۰** تتبع سے دریافت ہوتا ہے کہ کل گناہ صغائر و کبائر سے ترک کرنیکی بعیت کسی صحابی نے کبہی رسول اللہ صلعم سے نہین کی بعض بعض خاص کامون مین بعیت کی ہے **ھدایہ** تمہاری ایسی تلاش کو کیا کہون حدیث تو درکنار قرآن سے

یہی واقفیت نہین اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے ولا یعصینک فی معروف فبایعہن
جب عورتین تجہہ سے یہہ عہد کرین جو ہم کی حکم شرعی مین مخالفت نکرینگے پس
توُان سے بیعت کر۔ لفظ معروف عام ہے کوئی امر شرعی اِس سے خارج نہین رہتا
کیونکہ لفظ معروف نکرہ ہے نفی کے حیز مین واقع ہوا عموم کا فائدہ دیتا ہے کما لا
یخفی فتدبر **مغالطہ ۱۰۱**۔ اور یہہ لوگ کُل کا عہد لیتے ہین اور تکلیف
مالایطاق محال ہے **ہدایہ** جناب رسول خدا صلعم نے حق فرمایا کہ اِس
اُمت کے لوگ یہود کی روش اختیار کرینگے جب یہودیون نے احکام الہی جو
توراۃ مین نازل ہوئے تہے سُننے تو گہبراکر انکار کر دیا اور کہنے لگے سمعنا و
عصینا ہم نے سُنا اور اطاعت نہین کرتے۔ ایسے ہی مُنکرین بیعت لوگون کو تعلیم
کرتے ہین جو کہین ہر امر کی اطاعت کا عہد نہ کرنا سبادا کہین فرمانبرداری مین قصور
ہو جائے اور تم پکڑے جاؤ یہہ سنت یہود ابتک جاری ہوئی تہی ہمارے بہادرون
نے آج اسکو بہی جاری کر دیا مصنف کی تقریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ استغفر اللہ
من کل ذنب واتوب الیہ یعنے معافی چاہتا ہون مین اللہ سے تمام گناہون کی
اور توبہ کرتا ہون مین طرف اُسکے کہنا درست نہین کیونکہ تکلیف مالایطاق ہے۔
آنحضرت کا بیعت لینا اور آیہ ولا یعصینک فی معروف ہی معاذ اللہ ظلم اور افراط
ہے عدل کا رستہ یہہ ہے کہ سب امرونہی سنکر کے یون کہے نومن ببعض و نکفر
ببعض ہم کچہہ تہوڑا مانتے ہین اور کچہہ نہین مانتے۔ اگرچہ مُلّا صاحب نے عہد کلّی
کی ممانعت خاصکر بیعت مین کی ہے مگر چونکہ بیعت اور توبہ مین سوائے ہاتہہ
پکڑنے کے کوئی فرق نہین اِس واسطے توبہ مین بہی یہی قباحت پائی جائیگی
مغالطہ ۱۰۲۔ ایسی بیعت مصداق آیہ کریمہ ہے ولا تتخذوا آیات
اللہ ھزوا الی قولہ توبہ کنندہ اور جسکے ہاتہہ پر ایسی توبہ کیا جاوے مستہزئے

باٰیات اللہ ہین **ھدایہ** بیعت کرنیوالا تین حال سے خالی نہین ہوتا یا بقصد
چھوڑ دینے گناہ کے بیعت کرتا ہے یا اس ارادہ سے کہ شاید اس شخص کی بیعت
کی برکت سے گناہون سے ہٹ جاؤنگا یا خوف حاکم سے حاکم کا خوف تو اس زمانہ
مین نہین بغیر ان دونون باتون اول کے اُسپر کوئی باعث نہین ہوتا اور نہ اسکو کوئی فایدہ
ملتا ہے اگر مصنف کو بیعت کرنیوالی کا دلی حال معلوم ہے کہ اُسکو کسی اور ہی فایدہ
کا لحاظ ہے تو ہمین بھی بتلاوے کہ وہ فائدہ دینی ہے یا دُنیوی اگر دینی ہے
مصنف کا اعتراض اسپر بیجا ہے اور اگر دُنیوی ہے تو بیعت کرنیوالا مستہزی
باٰیات اللہ ہوگا شیخ کا کیا قصور علم قلوب کے مدعی تو آپ ہو شیخ کو حالت بیعت
مین کیا خبر ہے کہ مخلص ہے یا منافق اگرچہ بیعت کے بعد عدم وفا اس سے
معلوم کرے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر نظر کرو آپکے پاس منافق
آتے اور اخلاص ظاہر کرتے آنحضرتؐ اُنکے لئے دعاے مغفرت کرتے توبہ
کراتے اور بیعت لیتے پہر وحی سے معلوم ہوجاتا کہ یہہ انکا محض فریب تہا۔
مصنف کے نزدیک معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مستہزی ٹھہرے
در اصل ایمان اور اسلام ہی ایک عہد اطاعت مابین خالق اور مخلوق کے ہے
پس جو شخص صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے بچنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ بحکم مصنف
اسلام نہ لاوے کیونکہ عہد شکنی کے سبب استہزا لازم آئیگا گویا مُلا قصوری
بمقتضاے قصور علم و فہم یہہ فتوی دیتا ہے کہ مسلمان ہوکر گناہ کرنے سے
یہی بہتر ہے کہ آدمی بحالت کفر مرجاوے **مغالطہ ۱۰۳**۔ اور ایک آدمی
عورت کو طلاق دیتا تھا اور غلام کو آزاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مین نے ٹھٹھے
سے کیا ہے پہر یہہ آیت نازل ہوئی **ھدایہ** مصنف نے وعدہ کیا تہا
جو ہم ہر مسئلہ کی سند مین حدیث صحیح یا حسن ضرور لاوینگے اب ہم سوال کرتے

ہین کہ اس آئت کا شان نزول جو اس نے بیان کیا ہے حسب وعدہ حدیث
صحیح یا حسن سے ثابت کرے ورنہ بسبب وعدہ خلافی کے خود اس آئت کا
مصداق ٹھرے گا **مغالطہ ۸۴** ۔ اسمین کچھ شک نہین کہ جو اوراد مشہورہ مین
مروج ہین بعض شرعی بعض اختراعی جو اختراعی ہین انکی حرمت کا کسیکو شک
نہین **ھدایہ** ورد وظیفہ اور دعائین جن مین **کلمات شرک** ہون یا مہمل
الفاظ جنکے معانی معلوم نہ ہون یا اپنی شان اور مرتبہ سے بڑھ کر درخواست کرے
اس قسم کے اذکار اور دعائین سب ناجائز ہین اور اگر اس قسم کی کوئی قباحت
نہ پائی جاوے تو اوراد غیر ماثورہ بےشبہ جائز ہین الله فرماتا ہے یا ایھا الذین
امنوا اذکروا الله ذکرا کثیرا اے ایمان والو یاد کرو الله کو بہت سی یادگاری
سے اور فرمایا ادعونی استجب لکم مجھ سے دعا کرو مین قبول کرونگا اور
فرمایا فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو مین تمھین یاد کرونگا یہ حکم عام ہے
کوئی جس طرح کی دعا چاہے کرے کیفیت خاص نہین فرمائی بلکہ صحیح حدیثون
سے ثابت ہے کہ دعا کرنیوالے کو اختیار ہے جونسی دعا اسکو خوش آوے او
جو وہ چاہے مانگے ۔ صحیحین مین ہے ثم لیتخیر من الدعاء اعجبہ الیہ نمازی
سلام پھیرنے سے پہلے وہ دعا پڑھے جو اسکو زیادہ پسند ہو اور نسائے مین
ہے ثم لیتخیر من الکلام ما شاء قبل از سلام پسند کرے جو بات کہ چاہے حسب
حاجت اور سوافق اوقات کے آدمی دعا کرنی چاہتا ہے اگر بقول ملا صاحب دعائین
توقیفی ہون یعنے بجز ان الفاظ کے جو حدیث مین آچکے ہین اور الفاظ سے
دعا جائز نہ ہو تو سوا خاص حاجتون اور خاص وقتون کے مانگنا حرام ہوگا جاہل تو
کیا بڑے بڑے عالم بھی اگر ہر ہر حاجت کے لئے دعا ماثورہ تلاش کرین تو ملنا
ممکن نہین ملا صاحب کا یہ قاعدہ بالکل غلط اور خلاف کتاب اور سنت کے ہے

حضرت رسالت مآب تو نماز مین اجازت دیتے ہین کہ جو چاہو سو مانگو یہ شخص (امت مرحومہ پر تنگی کرنیوالا اور مشقت ڈالنےوالا) منع کرتا ہے - اور یہہ طرفہ بات ہے کہ آپ خطبات عید وجمعہ اور ابتداء رسائل مین الفاظ غیر ماثورہ سے دُعا اور حمد اور ثنا کرتے ہین اور اس وعید کا مصداق بنتے ہین لم تقولون مالا تفعلون الآیہ اور یقولون مالا یفعلون ویفعلون مالا یؤمرون سلف صالحین کی تصنیفات کو ملاخطہ کرو دیباجہ کتاب مین حمد اور ثنا اور دُعا نئی نئی ڈہنگ سے لکہتے ہین دعا اور ثنا سے مقصود صرف اپنی حاجتمندی اور عاجزی اور اُسکی بزرگی اور نعمت کا اظہار ہے وقت اور زمان کا خصوصیت نہین صحابہ کرام بحالت نماز ودیگر اوقات نئی نئی طرز کی دُعائین پڑہتے آنحضرت سُنکر کچھہ اعتراض نہ کرتے بلکہ بعض اوقات پسند فرماتے - سنن ابوداؤد مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے ان رجلا جاء فدخل الصف وقد حضرہ النفس فقال الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ فلما قضی رسول اللہ صلعم صلوتہ قال ایکم المتکلم بالکلمات فارم القوم فقال ایکم المتکلم بہا فانہ لم یقل باسا فقال رجل جئت وقد حفزنی النفس فقلتہا فقال لقد رایت اثنا عشر ملکا یبتدرونہا ایہم یرفعہا ایک شخص آیا اور صف مین شامل ہوا اور اُسوقت اُسکا دم ٹہکانے نہ تہا پس اُس نے کہا الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ جب آنحضرت نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کس نے یہہ کلمات کہے تہے پس سب لوگ خاموش رہے پہر فرمایا کون تہا کہنےوالا اُس نے کچھہ بیجا نہین کہا پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ مین آیا اور میرا دم ٹہکانے نہ تہا اُسوقت مین نے یہہ کلمات کہے تہے پس فرمایا ہم نے دیکھے بارہ فرشتے جہپٹتے تہے جو ان کو پہلے کون اُٹہاتا ہے اور ابوداؤد مین عامر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے قال عطس شاب من الانصار خلف رسول اللہ

صاحبهم وهو فی الصلوٰۃ فقال الحمد للہ حمد اکثیرا طیبا مبارکا فیہ حتی یرضی
ولعد ما یرضی من امر الدنیا والاٰخرۃ فلما انصرف رسول اللہ صلعم قال
من القائل الکلمۃ فانہ لم یقل باسا فقال یارسول اللہ انا قلتھا لم ارد بھا الاخیرا
قال ما تناھت دون عرش الرحمن کہا ابوعامر نے ایک جوان انصاری نے چہینک
لی آنحضرت کے پیچھے نماز پڑہتے ہوئے پس کہا اُس انصاری نے الحمد للہ حمدا
کثیرا طیبا مبارکا فیہ آخر تک پس جب نماز سے فارغ ہوئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کسنے کہی تہی یہہ بات ابوعامر کہتے ہین پس چُپکا ہورہا وہ جوان پہر فرمایا کون تہا
کہنے والا اس بات کا اس نے کچہہ بُری بات نہین کہی پس اُس نے عرض کیا
یارسول اللہ مین نے کہا تہا وہ کلمہ اور سوائے خیر کے میرا کچہہ مقصود نہ تھا فرمایا
اس کلمہ نے عرش پر پہنچکر دم لیا ہے اور بخاری وغیرہ مین ہے عن رفاعۃ
قال کنا یوما وراء النبی صلعم فلما رفع راسہ من الرکعۃ قال سمع اللہ
لمن حمدہ قال رجل وراءہ ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ
فلما انصرف قال من المتکلم قال انا قال رایت بضعۃ وثلاثین ملکا یبتدرونھا
ایھم یکتبھا اول روایت ہے رفاعہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک روز ہم آنحضرت کے
مقتدی تہے پس جب آنجناب نے رکوع سے سرمبارک اُٹھایا سمع اللہ لمن حمدہ
کہا۔ ایک شخص نے پیچہے کہڑے کہدیا ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ پس
جب آپ نے سلام پہیرا فرمایا کون تہا کہنے والا اُس شخص نے عرض کیا مین ہون
یارسول اللہ فرمایا ہم نے دیکہے کچہہ اوپر تیس فرشتے جھپٹتے تہے جو کون انکو پہلے
لکہتا ہے اور ابوداؤد اور ترمذی مین بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلعم نے سُنا کہ ایک شخص اپنی دعا مین کہتا تہا اللھم انی اسالک بانک انت
اللہ لا الٰہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا

احد فقال دعا اللہ باسمہ الاعظم الذی اذا سئل بہ اعطی واذا دعی بہ اجاب
اے اللہ مین تجہہ سے سوال کرتا ہون بہ سبب اِس کے جو توہی معبود برحق
نہین کوئی معبود مگر تو جو اکیلا اور پاک ہے وہ ذات ہے تیری جس نے نہ جنا نہ خود جنا
گیا اور جسکے برابر کا کوئی نہین پس فرمایا اُس نے پکارا ہے اللہ کو ساتہہ ایسے اسم
عظمت والے نکے جسوقت سوال کیا جاتا ہے اُسکے واسطہ سے عطا کرتا ہے اور
جسوقت پکارا جاتا ہے ساتہہ اُسکے اجابت کرتا ہے اور رزین کی روائیت مین ہے
عن بریدۃ قال دخلت المسجد عشاء فاذا ابو موسی یدعوا فقال اللھم
انی اشھد انک انت اللہ لا الہ الا انت احدا صمد الم یلد ولم یولد ولم
یکن لہ کفوا احد فقال رسول اللہ صلعم لقد سال باسمہ الذی اذا سئل بہ
اعطی واذا دعی بہ اجاب قلت یا رسول اللہ اخبرہ بما سمعت منک قال
نعم فاخبرتہ لقول رسول اللہ صلعم فقال لی انت الیوم لی اخ صدیق حدثتنی
بحدیث رسول اللہ صلعم کہا بریدہ رضی اللہ عنہ نے مین عشا کے وقت مسجد
مین داخل ہوا کیا دیکہتا ہون کہ ابو موسی رضی اللہ عنہ دعا مانگ رہے ہین
پس کہا ابو موسی نے اللھم انی اشھد کفوا احد تک پس حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے سُنکر فرمایا بیشک اِس نے پروردگار کو اُسکے ایسے اِسم اعظم
کے ساتہہ پکارا ہے جسوقت سوال کیا جاتا ہے اُس اسم کے ساتہہ عطا کرتا ہے
اور جسوقت پکارا جاتا ہے ساتہہ اُسکے قبول فرماتا ہے مین نے عرض کیا یا
رسول اللہ مین ابو موسی کو تبلادون جو آپ سے سُنا ہے فرمایا ہان پس مین نے
ابو موسی کو خبردی آنحضرت کے ارشاد سے پس اُنہون نے مجہہ سے کہا تو
آج سے میرا مہربان بھائی ہے تو نے مجہے رسول اللہ صلعم کی حدیث سُنائی
اور موطا مالک مین ہے کہ جب ابو الدرداء رضی اللہ عنہ تہجد کے لئے اُٹہتے

تو کہتے نامت العیون وھدات الجفون ولم یبق الا انت یا حی یا قیوم آنکھین سوگیئن اور پلکون نے آرام کیا اور کوئی باقی نہین مگر تو اے زندہ رہنے والے قایم رہنے والے ناظرین ان روایتون کومشتی نمونہ از خروار سمجھین ورنہ اس قسم کی صدہا روائیتین ہین اور واضح ہو کہ یہہ دعائین اور اذکار جنکا ہم نے ذکر کیا ہے صحابہ کرام اپنے دل سے بنا کر پڑھا کرتے تھے اور یہہ احتمال ہرگز نہین ہوسکتا کہ صحابہ آنحضرت سے سُنکر اور سیکھہ کر پڑھتے ہونگے کیونکہ ان روائیتون مین تصریح ہے کہ آن حضرت نے کہنے والون کا نام دریافت فرمایا اور کہنے والا مارے خوف کے دبکر چُپ ہو رہا جب آپ نے تسلی فرمائی تب اقرار کیا اور بریدہ ابو موسی کو مژدہ سنانے کے لئے دوڑے ان چار قراین سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ نے وقت اور حاجت کے موافق جن الفاظ سے چاہا اپنے رب کو پُکارا اور اگر یہہ کہین کہ تمام اقوال وافعال جو صحابہ سے وقوع مین آئے ہین سب آنحضرت سے دیکھہ کر اور سُنکر اُنہون نے کئے ہین تو حدیث موقوف کی نفی لازم آئیگی حالانکہ جملہ محدثین حدیث کے دو قسم لکھتے ہین ایک مرفوع (جسکا ثبوت صراحۃ یا حکماً آنحضرت سے ہو) دویم موقوف (جسکا ثبوت صحابی سے ہو) غرض تعلیم نبوی کے سوا صحابہ کرام سے ادعیہ اور اذکار ثابت ہین۔ البتہ اس بات مین شک نہین کہ دعاے غیر ماثورہ دعاے ماثورہ کو نہین پہنچ سکتی **مغالطہ ۱۰۵** اور جو شرعی ہین اُنکو تغیر اوقات تغیر اوضاع تغیر عادات تغیر تقدیم وتاخیر اور تغیر التزام وغیر ذلک سے عمل مین لاتے ہین اور تغیر مرویات کا بدعت ہے کل بدعۃ ضلالۃ **ھدایہ** بیشک دعاے ماثورہ کے لفظون کو بدلنا منع ہے چنانچہ ثابت ہے کہ ایک شخص دعا مین بجاے لفظ نبی کے رسول پڑھتا تھا آپ نے اُسکو منع فرمایا۔ اور اگر ایک امر آنحضرت سے ثابت ہوجاے مگر اُسکی مداومت اور اُسکا شمار اور

اُسکے وقتون کی خصوصیت ہمین ثابت نہو تو اُسکو خاص اوقات مین معین عدد کے موافق ہمیشہ عمل مین لانا بدعت نہ ہوگا آنحضرت فرماتے ہین احب الاعمال الی اللہ ادومہا پروردگار کے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ کام ہے جسپر ہمیشگی کیجائے بموجب اس حدیث کے یہہ سب التزام جائز ہین صحیح بخاری مین روایت ہے کہ ایک صحابی (جو اپنی قوم مین امام تہا) اوقات پنجگانہ مین ہر رکعت کے اندر (جب فاتحہ سے سورت ضم کرتا) تو پہلے قل ہو اللہ پڑہتا پہر اور سورت ملاتا مقتدیون نے کہا آپ ہمیشہ قل ہو اللہ احد کیون پڑہتے ہین اسکی کیا ضرورت ہے امام نے کہا اگر تم میری امامت پر راضی ہو تو مین قل ہو اللہ ضرور پڑہونگا ورنہ تمہارا اختیار ہے کسی دوسرے شخص کو امام مقرر کرو مقتدیون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اس بات کی شکایت کی آنحضرت نے فرمایا اے شخص بتلا کیا باعث ہے جو تو اس سورہ کو ہمیشہ پڑہتا ہے اور اسکے ترک سے تجہے کون مانع ہے اُس نے عرض کیا مجہے اِس سورت سے محبت ہے آنحضرت نے فرمایا اِسکی محبت تجہے جنت مین داخل کریگی اور صحیحین مین ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ ہر ایک وضو کے بعد دوگانہ پڑہتے جب آنحضرت کو اطلاع ہوئی تو آپ نے کچہہ اعتراض اور انکار نہ کیا اور ابوداؤد مین ہے کہ اذان فجر سے پہلے ہمیشہ بلال رضی اللہ عنہ یہہ دعا پڑہتے اللھم انی احمدک واستعینک علی قریش ان یقیمو ادینک اے اللہ مین تیری حمد کرتا ہون اور تجہہ سے مدد چاہتا ہون قریش پر اس بات کی جو وہ قایم کرین دین تیرا امور ثلثہ کی مداومت تو کیا انکا ایک دفعہ کا وقوع بہی آنحضرت سے ثابت نہین اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا چاشت کی نماز ہمیشہ پڑہتین اور فرماتین اگر میری ما اور باپ دونون زندہ ہو جاوین تو اِس نماز کو نہ چہوڑون (یعنے نماز چہوڑ کر انکی زیارت کو نجاون)

چاشت کی نماز باتفاق علماء آنحضرت سے ثابت نہین ہوتی مختلف فیہ ہے مداومت کا تو ذکر کیا ہے اور بعض اوقات کی فضیلت شارع سے ثابت ہے اگر کوئی شخص واسطے ذکر اور حمد اور تسبیح کے اُن وقتون کو مقرر کرے تو بیشک افضل ہوگا الله جل شانہٗ فرماتا ہے فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب پس پاکی بیان کر ساتہہ حمد رب اپنے کے پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے چہپنے کے ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود اور رات کو پس تسبیح کر اُسکی اور بعد نمازون کے اِس قسم کی بہت آئیتین اور حدیثین ہین اگر کوئی شخص ان وقتون کو افضل اوقات سمجہہ کر کوئی وردیا ذکر پڑہیگا تو کہو اُس نے کونسی بُرائی کری شارع کی طرف سے مطلق ذکر الٰہی کی ہدائت ہے اور یہہ شخص بہی ذکر کرتا ہے۔

مغالطہ ۱۰۶ اور ایک اصحاب کا بٹیا وضو مین دعا پڑہ رہا تہا اللھم انی اسالک قصرا ابیض فی یمین الجنۃ اصحاب نے کہا اے بٹے زیادتی مت کر کیونکہ رسول الله صلعم نے فرمایا کہ میرے پیچہے ایسے لوگ پیدا ہونگے کہ ادعیات میں زیادتیان کرینگے ہمکو رسول الله صلعم اتنی دعا سکہاتے تہے اللھم انی اسالک الجنۃ اِس سے معلوم ہوا کہ سب ادعیات واذکار توفیقی ہین **ھدایہ** مُلا صاحب نے اس حدیث مین اسقدر الفاظ بڑہا دیئے ہین کہ جس سے افترا کی حد تک پُہنچگیا ہے حدیث کے الفاظ یہ ہین۔ ان عبد الله بن مغفل سمع ابنہ یقول اللھم انی اسالک القصر الابیض عن یمین الجنۃ اذا دخلتھا فقال ای بنی سل الله الجنۃ وتعوذ بہ من النار فانی سمعت رسول الله صلعم یقول سیکون فی ھذہ الامۃ قوم یعتدون فی الطھور والدعا عبد الله بن مغفل رضی الله عنہ نے اپنے بیٹے کو یہہ کہتے ہوئے سُنا اے الله تحقیق مین مانگتا ہون تجہہ سے سفید محل جو جنت کے بائین طرف ہو پس عبد الله نے

چاشت کی نماز باتفاق علماء آنحضرت سے ثابت نہین ہوتی مختلف فیہ ہے مداومت
کا تو ذکر کیا ہے اور بعض اوقات کی فضیلت شارع سے ثابت ہے اگر کوئی
شخص واسطے ذکر اور حمد اور تسبیح کے اُن وقتون کو مقرر کرے تو بیشک افضل
ہوگا اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب
پس پاکی بیان کر ساتھہ حمد رب اپنے کے پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے
چھپنے کے ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود اور رات کو پس تسبیح کر اُسکی اور بعد
نمازون کے اِس قسم کی بہت آئیتین اور حدیثین ہین اگر کوئی شخص ان وقتون
کو افضل اوقات سمجھہ کر کوئی وردیا ذکر پڑھیگا تو کہو اُس نے کونسی بُرائی کری
شارع کی طرف سے مطلق ذکر الہی کی ہدائت ہے اور یہہ شخص بھی ذکر کرتا ہے۔

مغالطہ ۱۰۶ اور ایک اصحاب کا بٹیا وضو مین دعا پڑھ رہا تھا اللھم انی
اسالک قصرا ابیض فی یمین الجنۃ اصحاب نے کہا اے بٹی زیادتی مت کر
کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے پیچھے ایسے لوگ پیدا ہونگے کہ ادعیات مین
زیادتیان کرینگے ہمکو رسول اللہ صلعم اتنی دعا سکھاتے تھے اللھم انی اسالک
الجنۃ اِس سے معلوم ہوا کہ سب ادعیات واذکار توفیقی ہین **ھدایہ**
مُلّا صاحب نے اس حدیث مین اسقدر الفاظ بڑھا دیئے ہین کہ جس سے افترا
کی حد تک پہنچگیا ہے حدیث کے الفاظ یہہ ہین ۔ ان عبد اللہ بن مغفل سمع
ابنہ یقول اللھم انی اسالک القصر الابیض عن یمین الجنۃ اذا دخلتھا
فقال ای بنیّ سل اللہ الجنۃ وتعوذ بہ من النار فانی سمعت رسول اللہ
صلعم یقول سیکون فی ھذہ الامۃ قوم یعتدون فی الطھور والدعا
عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو یہہ کہتے ہوئے سُنا اے اللہ تحقیق
مین مانگتا ہون تجھہ سے سفید محل جو جنت کے بائین طرف ہو پس عبد اللہ نے

کہا اے لڑکے میرے مانگ اللہ سے بہشت اور اُسکی پناہ لے دوزخ سے پس تحقیق مین نے سُنا ہے رسول خدا صلعم سے فرماتے تھے قریب ہے ہوگی بیچ اس امت کے ایک قوم جو زیادتی کرینگے وضو اور دعا مین یہہ دو جملہ مُلا صاحب نے گہر سے ملا دیئے ہین (وضو مین دعا پڑہ رہا تہا) اور (ہمکو رسول اللہ نے اتنی دُعا سکہائی ہے اللہم انی اسالک الجنة) اگر چہ احتمال ہے کہ مُلا صاحب نے دانستہ یہہ الفاظ نہ بڑہائے ہون بلکہ بیماری اور بڑہاپے کے باعث کچہہ کمی بیشی ہوگئی ہو مگر بظن غالب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عمداً واسطے اثبات مدعا کے (کہ ماثور پر زیادتی جائیز نہین) اس امر ناجائیز کا ارتکاب کیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون دراصل حدیث کا مطلب یہہ ہے کہ دعا مین غلو اور افراط نہ کرو یعنے اپنے منصب سے بڑہکر سوال نہ کرو قصرا بیض عن یمین الجنة انبیا کا مقام ہے مُلا نے اتنا جملہ (ہمکو رسول اللہ نے اتنی دعا سکہائی ہے اللھم انی اسالک الجنة) بڑہا کر تحریف کا حق ادا کر دیا اور مطلب کو بالکل بدل دیا اب ماحصل کیا ٹہرا کہ دعاے ماثور مین اور الفاظ نہ ملاؤ اب ہم پوچہتے ہین کہ دعا کی کمی بیشی سے تو آپ منع کرتے ہین اور روائیت مین خیانت کرنے سے اور تحریف مضامین اور پیغمبر پر بہتان باندہنے سے کیون نہین ڈرتے آپ نے یہہ وعید نہین سُنا من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار صحابہ کرام دعائے ماثورہ مین الفاظ بڑہا کر پڑہا کرتے اور حضرت کچہہ انکار نہ فرماتے تھے صحیحین مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ رسول اللہ صلعم اس طرح لبیک پکارتے تھے لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک اور خود جناب عبد اللہ اس مسنون تلبیہ پر یہہ الفاظ زیادہ کرتے لبیک لبیک و سعدیک والخیر بیدیک والرغباء الیک اور ابو داؤد مین ہے کہ لوگ آنحضرت

کی تلبیہ پر لفظ ذالمعارج وامثال ذلک زیادہ کرتے اور آپ سُنتے اور کچھ نہ فرماتے۔
صحابی کی جگہہ اصحاب کہنا اور دعا کی جمع جو دعوات اور ادعیہ ہین ادعیات بنانا مصنف
کی لیاقت کی دلیل ہے **مغالطہ** فقہابھی والدرجۃ الرفیقۃ سے جو دعا اذان
مین داخل ہے منع کرتے ہین جیساکہ ردالمحتار مین ہے اور انت السلام ومنک السلام
مین جو زیادہ ٹرہا ئی گئی ہے علمار نے اُس سے منع کیا ہے چنانچہ ملا علی قاری نے
رسالہ مصنوع فی احادیث الموضوع مین لکھا ہے **ھدایہ** ملا صاحب نے
فقہا کی عبارتون کو نقل نہین کیا ہم بغیر دیکھے آپکی روائیت اور درایت کا اعتبار
نہین کرسکتے غالبًا فقہا نے اِس طرح لکھا ہوگا جو یہہ الفاظ ماثور نہین ہین آپنے اُسکا ترجمہ کیا ان
الفاظ سے منع کرتے ہین اور بالفرض اگر کسی عالم نے ایسا کہا ہو تو کیا ہم اُسکی مقلد ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کا طریق چہوڑ دینگے مین کہتا ہون جو کوئی اہل علم سنت صحابہ چہوڑ کر ایسی بیجا تقلید نہ کریگا صاحب ردالمحتار
نے والدرجۃ الرفیعۃ ٹرہنے سے منع نہین کیا بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سے صرف یہہ بات
نقل کی ہے کہ یہ الفاظ بے اصل ہین چنانچہ اُنکی عبارت یہہ ہے قال ابن
حجر وزیادۃ والدرجۃ الرفیعۃ وختمہ بیاارحم الراحمین لا اصل لھما۔ کہا
ابن حجر نے زیادتی (والدرجۃ الرفیعۃ) کے اور بس دعا کو ختم کرنا ساتہہ (یاارحم الراحمین)
کے انکا کچھہ اصل نہین۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ شیخ جزری سے نقل کرتے ہین
واما مایزاد بعد قولہ اللھم انت السلام من نحو والیک یرجع السلام
حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام فلا اصل لہ بل ھو مختلق بعض القصاص
اور جو کچھہ ٹرہا دیتے ہین اللہم انت السلام کے پیچھے مثلًا کہتے ہین (والیک یرجع السلام
حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام) اِسکا کچھہ اصل نہین یہہ بعض قصہ خوانون کا ایجاد
ہے۔ اِن عالمون نے تو الفاظ ماثورہ اور غیر ماثورہ کو علحدہ کر کے تبلا یا ہے۔ اُنکے پڑہنے
سے منع نہین کیا۔ اور ملا صاحب نے عدم ثبوت اور حرمت کو ایک ٹہراکر ممانعت کا فتویٰ

جاری کر دیا۔ طرفہ تو یہہ ہے کہ سلام کا ترجمہ اسلام کے ساتھہ کیا **مغالطہ**[۱۰۸] اگر ادعیات اور اوراد توقیفی نہ ہوتے تو صحابہ کو صلوٰۃ کی کیفیت دریافت کرنے کی کیا ضرور تہی **ھدایہ** اگر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلعم سے نماز کا طریقہ سیکہا تو اس سے یہہ نہین پایا جاتا کہ سب اذکار آنحضرت کی تعلیم پر موقوف ہین۔ البتہ یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ذکر ماثور غیر ماثور سے افضل ہے۔ اسی واسطے تشہد مین علما کا اختلاف ہے اور جن کلمات کو جس نے ماثور جانا انہین کے پڑہنے کا فتوی دیا اور افضل سمجہا۔ تمام علما اور محدثین بلکہ تمام امت محمدی کا قاعدہ ہے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک زبان پر لاتے ہین تو یہہ درود صلی اللہ علیہ وسلم پڑہتے ہین اور اپنی کتابون مین جا بجا لکہتے ہین اور ملا صاحب نے بہی اپنے اس رسالہ مین جہان آنحضرت کا ذکر آیا ہے وہین یہہ درود لکہا ہے بلکہ اس رسالہ کے اخیر مین جہان ہنڈوی کا مسئلہ لکہا ہے لکہتے ہین وصلی اللہ علی رسولہ وآلہ واصحابہ اجمعین حالانکہ یہہ الفاظ آنحضرت سے منقول نہین پس آپ بہی اہل بدعت ٹہرے اور تمام بزرگان امت کو بہی معاذ اللہ بدعتی ٹہرایا۔ درود اور دعا جسمین کلمہ شرک نہ ہو اگرچہ غیر ماثور ہو اُسکا پڑہنا بے شبہ جائز ہے۔

مغالطہ ۱۰۹ التشہد جو صحابہ کرام اپنے طور سے پڑہتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ایک التحیات اُن کے واسطے خاص فرمایا **ھدایہ** اُس تشہد مین ناجایز الفاظ اور غیر جامع دعا مین پڑہتے تہے مثلاً کہتے تہے السلام علی اللہ آنحضرت نے فرمایا اللہ خود سلام ہے اُسپر سلامتی بہیجنے کے کیا معنے۔ اور کہتے السلام علی جبرائیل السلام علی میکائیل السلام علی فلان وفلان آپ نے بجاے اُسکے کلام جامع تلقین فرمائی السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اسمین تمام بندگان خدا اہل السموات والارض سب آگئے غرض پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے تشہد

مین قباحت اور نقصان دیکھہ کر اصلاح فرمائی یہ نہین کہ سواے ادعیہ ماثورہ کے
اور دعاؤن سے منع فرما دیا - اور اماموں کا اختلاف بھی بعض الفاظ کی فضیلت
مین ہے اور جائز و ناجائز ہونے کی بات نہین - چنانچہ شیخ ابن تیمیہ اور شاہ
ولی اللہ نے اِس بات کو بصراحت بیان کیا ہے - **مغالطہ ۱۱۰** - ابن ماجہ
مین حدیث ہے جسکے راوی سب صحیح ہین - **هدایہ** مصنف کا یہہ منصب نہین
کہ روایات پر ضعف اور صحت کا حکم لگاوے مُلّا صاحب کو چاہئے کہ حکم صحت کسی
محدث سے نقل کرین - بلکہ یہہ روائیت مجروح ہے اِسکے راویون مین اعمش ہے
جو مدلس ہے اور عن کہہ کر روائیت کرتا ہے اور محدثین کے نزدیک مدلس جو
عن کہہ کر روائیت کرے اُسکی روائیت صحیح نہین سمجھی جاتی - اور جو اِسکے سوا راوی ہین
اُنکا رتبہ پہچاننا ہمارا کام نہین ائیمہ حدیث اُنکی شناخت کر سکتے ہین - ہمارے مُلّا
صاحب شائد راویون کی مزاج پُرسی کو گئے تھے آکر خبر دیتے ہین (بفضلہ تعالے
سب راوی صحیح وسلامت تندرست ہین -) محدثین کی اصطلاح مین تو صحت اور ضعف
روائیت کی صفت ہے راویون کی صفت نہین **مغالطہ ۱۱۱** - اِس حدیث سے
معلوم ہوا کہ اذکار نماز کے توفیقی ہین **هدایہ** ہم اِس حدیث کو بالفاظہ
نقل کرتے ہین تاکہ طالبانِ حق بنظر انصاف دیکھین جو اس حدیث سے یہہ معلوم
ہوتا ہے جو اذکار آنحضرت کی تعلیم پر موقوف ہین یا کہ اِسکا خلاف ثابت ہوتا ہے
عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لرجل ما تقول فی صلوتک قال التشهد ثم اسال اللہ جنۃ و اعوذ بہ من النار
وانا واللہ ما احسن دندنتک ولا دندنۃ معاذ فقال حولهما ندندن روایت
ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہتے ہین رسول خدا صلعم نے ایک شخص کو فرمایا تو اپنی
نماز مین کیا کہا کرتا ہے اُس نے کہا مین تشہد پڑہتا ہون پھر (التحیات کے بعد)

سوال کرتا ہون اللہ سے جنت کا اور اُسکی پناہ چاہتا ہون دوزخ سے اور قسم ہے پروردگار کی آپ کی غنغناہٹ (جو آپ ہلکی آواز سے چپکے چپکے پڑہتے ہین) اور معاذ کی غنغناہٹ اچھی طرح میری سمجھہ مین نہین آتی آپ نے فرمایا ان دو کلمات (سوال جنت اور پناہ از دوزخ) کے گرد مین ہم غنغناہٹ کیا کرتے ہین اِس حدیث سے صاف ثابت ہے جو کوئی دعا نماز مین پڑہی جائے یا خارج از نماز تعلیم نبوی پر موقوف نہین آنحضرت کی جناب مین اُس نے شکایت بھی کی جو مین آپکی دعا نہین سمجھتا تاہم آپ نے اُسکو کچھہ نہین سکھلایا اور یہہ بھی نہین فرمایا کہ تو نے دل سے دعا بنا کر پڑہنے کے سبب بدعتی ہوگیا ہے اگر دعا اور ذکر توفیقی ہوتے تو آپ اُسکے یہہ کلمات سُنکر (ثم اسأل اللہ الجنة واعوذ بہ من النار) ضرور فرماتے کہ اِس طرح جنت کا سوال کر اور ان الفاظ کے ساتھہ جہنم سے خدا کی پناہ مانگ حق ظاہر ہے مگر جنکو بصیرت نہ ہو وہ نہین دیکھہ سکتے **مغالطہ ۱۱۲** اور اُنکی آواز اپنے کانون تک بھی نہین پہنچتا اُنکی نماز جائز نہین کما حققہ الفقہا **ہدایہ** آپ نماز کے ناجائز ہونے کی کیا اچھی دلیل لائے ہین وعدہ تو کیا تھا کہ ہم آئت اور حدیث سے سند لاوینگے جب آئت وحدیث سے کوئی سند نہ ملی تو فقہا کے مقلد بنگئے عدة المؤمن کاخذ الکف مگر خدا جانے ملا صاحب کیسے مؤمن ہین جنکو ایفا وعدہ کا کچھہ خیال نہین یہ ہین کتاب اور سنت کہین ثابت کرو کہ جسکا آواز کانون تک نہ پہنچی اُسکی نماز جائز نہین **مغالطہ ۱۱۳** یہہ دلایل صحیحہ شرعیہ کرکے توفیقی ہونے پر اور ذکر معمولہ صوفیہ کی بدعت ہونے پر لکھہ چکا ہون **ہدایہ** آپ نے ایک حدیث بھی مفید مدعا نہین لکھی اور جو کچھہ بزعم خود لکھا ہے وہ بالکل نسج عنکبوت (مکڑی کا جالا) ہے چنانچہ ہم ہر ایک بات کا جواب جس سے مُلا صاحب کی غلط فہمی ظاہر ہوتی ہے بتفصیل

لکھہ چکے ہین **مغالطہ ۱۴** جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے وصیت نامہ
مین بیعت سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ درین زمان دست بدست کسے نبایددا د
اور قول جمیل مین سنت لکہا ہے اور مولوی اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان
اور ایضاح الحق مین کس کس خوبی سے رد بدعت و شرک کیا ہے اور پہر صراط مستقیم
اور رسالہ امامت مین اُسکی مناقض اور خلاف لکہا ہے **ھدایہ** شاہ صاحب
کی کلام مین کچہہ تناقض نہین جو اُنہون نے لکہا ہے سب حق ہے قول الجمیل
مین لکہتے ہین کہ بیعت سنت ہے اور وصیت نامہ مین فرماتے ہین (دست درست
مشائخ این زمان نباید داد) اسکا مطلب یہہ ہے کہ سوچ سمجہہ کر بیعت کرنی چاہئیے
اسوقت کے پیر اکثر مکار اور بدعتی ہین اگر کوئی متبع سنت اور اہل حق پیشوا ملجائے
تو سبحان اللہ نعمت عظمی ہے غنیمت سمجہے اور بیعت کرے کہو اسمین کیا تناقض
ہے تعصب کا اندہیرا آپکے راستہ مین چہا گیا ہے نشیب و فراز کچہہ نہین سوجہتا ناحق
بزرگون پر اعتراض کرتے ہو اور جو مولوی اسماعیل صاحب کی تحریر کو آپ متناقض
بتلاتے ہین غالبًا وہ بہی آپکی کج فہمی کا نتیجہ ہوگا اگر آپ عبارت نقل کردیتے تو
البتہ ناظرین کو حال معلوم ہوجاتا **مغالطہ ۱۵** اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
وصیت نامہ مین لکہتے ہین وکلام شارع ہرگز برین معنے محمول نیست نہ صریحًا نہ اشارۃً
آرے قومی این مطالب را از کلام شارع فہمیدہ اند مثل آنکہ کسی قصہ لیلی و مجنون
شنود و ہر سخنی را بر سر گزشت خود حمل کند و آنرا در عرف ایشان اعتبار گویند۔
ھدیہ شاہ صاحب کی غرض یہہ ہے کہ صوفیون کے اعتبارات اور اشارات
جو وہ آیات اور حدیثون سے نکالتے ہین دراصل فن تفسیر نہین ہین بلکہ وہ ایک
جداگانہ فن ہے جسکا نام اعتبار ہے۔ پہر فرماتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلّم نے بہی فن اعتبار کو معتبر قرار دیا ہے اور خود اس روش کو اختیار

فرمایا ہے چنانچہ فوز الکبیر مین لکھتے ہین واما اشارات الصوفیۃ واعتبارا تہم فلیست فی الحقیقۃ من فن التفسیر الی ان قال وھہنا فائدۃ مہمۃ ینبغی الاطلاع علیہا وھی ان حضرۃ صلعم جعل فن الاعتبار معتبرا وسلک ذلک الطریق لتکون سنۃ لعلماء الامۃ و یکون ذلک فتحا لباب ما وھب لھم من العلوم اسے پر صوفیون کے اشارے اور اُنکے اعتبارات در اصل فن تفسیر سے نہین ہین آخر لکھتے ہین کہ اس مقام مین ایک ضروری فائدہ ہے جسکی آگاہی مناسب ہے وہ یہہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم نے فن اعتبار کو معتبر ٹھہرایا ہے اور خود اس روش کو اختیار فرمایا ہے تاکہ علمائے اُمت کے لئے سنت ہوجاوے - اور جو علم اُنکو عطا ہوئے ہین اُن علمون کا دروازہ کھل جائے - ملا صاحب کو اظہار حق منظور نہین تلبیس عوام کے لئے طرح طرح کے فریب کرتے صریح اور مفصل بات کو چھوڑ کر ایک مجمل قول لکھتے ہین تاکہ لوگ سمجھین کہ شاہ صاحب جیسے عالم بھی آپکے ساتھ ہین - بالفرض والتقدیر اگر بزرگ اصحاب اور شاہ صاحب اور مولوی محمد اسمعیل صاحب طائفہ عالیہ کے منکر ہو جائین تو کیا اُنکا قول ہمپر حجت ہوگا اور کیا اقوال علما آپکے نزدیک نصوص شرعی ہین - چہ جا کہ یہ بزرگوار خود اس طائفہ مین داخل ہین - **مغالطہ ۱۱۶** راقم کہتا ہے کہ مولوی محمد اسمعیل نے بہی یہی لکھا ہے کہ اشغال صوفیہ امور شرعیہ نہین یہ آلہ احسان کے ہین مین کہتا ہون کہ آلہ دو قسم کا ہوتا ہے یا مروی شارع سے یا غیر مروی مروی جیسا کہ وضو واسطے نماز کے اور ہر قسم کے ہتہیار واسطے جنگ کے **ھدایہ** مولوی اسمعیل صاحب فرماتے ہین کہ صوفیون کے اشغال کو امور اصلی اور مقصود بالذات نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ یہہ اخلاص اور احسان کا آلہ اور وسیلہ ہین اور وسیلہ کا وہی حکم ہوتا ہے جو اصل شئے کا حکم ہو - ملا صاحب نے مختصر عبارت نقل کرکے اصل مطلب کو

چھپایا ہے خدا اُنکو ہدایت کرے - آپ لکھتے ہین وضو نماز کا آلہ ہے - چہ خوش خوب سمجھے ایسی عقل تھی جو بعیت کے منکر ہوئے وضو شرط نماز ہے نماز کا آلہ نہین شرط شے اُس چیز کو کہتے ہین جسکے سوا دوسری چیز پائی نہ جاوے جیسے وضو واسطے نماز کے جب تک وضو نہ کیا جائیگا تب تک نماز نہ ہوگی اور آلہ کہتے ہین اوزار کو جیسے درخت کا اوزار سوئی اور کوٹھے پر چڑہنے کا اوزار سیڑہی - نماز کا آلہ تو خود نماز ہی ہے اور وضو اُسکے لئے شرط اور خوبی دیکھئے آپ فرماتے ہین آلہ مروی (جسکی سند پیغمبر خدا سے ہو) کی مثال جیسے ہر قسم کی لڑائی کی ہتہیار شائد بندوق اور توپ بھی آپکے نزدیک خیر القرون مین ہی ہوگی اور یہہ بات بالکل خلاف ہے **مغالطہ ۱۱۷**

اور یہہ اذکار و اشغال تو آلہ ہی نہین بن سکتے کیونکہ آلہ غیر ذی آلہ کا ہوتا ہے -

هدایه ذکر جو آلہ احسان ہے ذی آلہ کا عین کس طرح ہو گیا - ذکر الٰہی سے تو اخلاص اور انابت پیدا ہوتی ہے اور اسی اخلاص کا نام احسان ہے آپ کس عقل سے کہتے ہین (اشغال تو آلہ ہی نہین بن سکتے کیونکہ آلہ غیر ذی آلہ کا ہوتا ہے) کیا آپکے نزدیک ذکر اور رتبہ احسان کا ایک ہی چیز ہین - خدا کے لئے آپ ایسی باتین نہ کیا کرین لوگ سینگے تو آپکو جنون کی طرف نسبت کرینگے - **مغالطہ**

۱۱۸ - اور جو جو خوارق و احوال ایسے لوگون سے ظاہر ہوتے ہین کہ جو سنت کے خلاف سے ثمرہ حاصل ہوتا ہے وہ سب شیطانی ہے پس یہہ خوارق شیطانی ہین جیسا کہ تطہیر الاعتقاد مین ہے اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین اور ابن تیمیہ فرقان مین کہتا ہے **هدایه** بیشک جو لوگ اسماء الٰہی کو تغیر دیکر پڑھتے ہین یا مشائخ کے نام کا وظیفہ کرتے ہین یہہ لوگ مشرک ہین اور اُنکے احوال اور خوارق سب شیطانی ہین تطہیر الاعتقاد اور شرح فقہ اکبر اور فرقان مین اُن صوفیون کا ذکر ہے جو اقسام شرک مین مُبتلا ہین اور جنکا عقیدہ

ہے حلول - اتحاد - اتصال - انفصال اور ذات باری تعالی کو وجود مطلق سمجھتے ہین
ایسے گندے اعتقاد والون کے حق مین اُنہون نے یہہ فتوی لگائے ہین مصنف
نے کمال بے انصافی کی عوام الناس کو دہوکا دیا فقط اتنا لکہہ دیا کہ یہہ لوگ بُرے
ہین اُسکو چاہئیے تہا مفصلاً لکہتا کہ جو اہل شرع اور اہل حق ہین وہ ملکی صفات رکہتے
ہین اور اُنکی خوارق کرامات ہین اور جو مشرک اور گمراہ ہین اُنکے حالات اور خوارق
شیطانی ہین مُلا علی قاری نے بعد رد ملحدین کے اہل حق صوفیون کا ذکر کیا ہے اور
اُنکی بڑی تعریف لکہی ہے چنانچہ فرماتے ہین وھذہ طریقۃ السابقین الاولین
وھی طریقۃ التابعین ومن بعدھم من الائمۃ المجتہدین واکابر المفسرین و
اعاظم المحدثین وعمدۃ الصوفیۃ المتقدمین کداؤد الطائی والمحاسبی والسری
السقطی والمعروف الکرخی وجنید البغدادی والمتاخرین کابی النجیب السہر
وردی وعبد القادر الجیلانی وصاحب العوارف وابی القاسم القشیری
الی ان خلف من بعدھم خلف اضاعوا الصلوۃ واتبعوا الشہوات ترجمہ
یہہ طریقہ ہے آگے بڑہنے والے اول درجہ کے لوگون کا اور طریقہ ہے تابعین اور
ایمہ مجتہدین اور اکابر مفسرین اور محدثین اور اگلے زمانہ کے برگزیدہ صوفیون کا
جیسے داؤد طائی اور محاسبی اور سری سقطی اور معروف کرخی اور جنید بغدادی رحمہم اللہ
اور پچہلے زمانہ کے اہل تصوف کا مانند ابونجیب سہروردی اور عبد القادر جیلانی و صاحب
عوارف اور ابو القاسم قشیری کی یہانتک نوبت پہنچی کہ اُنکے پیچہے سے ہے ناخلف
جنہون نے نماز کو ضایع کیا اور شہوتون کے پیچہے لگے اور محمد بن اسمٰعیل نے بہی اُنہین
کو بُرا کہا ہے جنکو تصوف کا دعوے ہے اور ذکر الہی اور عبادات چہوڑ کر لذات
نفسانی کے درپے ہورہے ہین چنانچہ لکہتے ہین او تو ھم ان ھذہ کرامات
لھولاء المجاذیب الضلال المشرکین الذین لا یسجدون للہ سجدۃ ولا

يذكر فيه الله وحده لان من شهد هذا فقد اثبت الكرامات للمشركين وهذا
من جنس تراهيب الهنود وانما عرفت بطلان الامرين علمت ان هذه احوال
شيطانية الى غير ما قاله المصنف کیا تو گمان کرتا ہے تحقیق یہ شعبدہ ان مجذوبون
گمراہون مشرکون کی کرامتین ہین جو لوگ اللہ کو جو معبود نہین کرتے اور اللہ واحد کا کبھی
ذکر نہین کرتے اگر تو ایسا اعتقاد رکھتا ہے پس گویا تو نے مشرکون کے لئے کرامات
کا درجہ ثابت کیا اور اپنے اعتقاد سے دین کے قواعد کو برباد کر دیا اور جس وقت تو نے
پہچان لیا باطل ہونا دونون امرون کا تو نے جان لیا اس بات کو تحقیق یہ حالات شیطانی
ہین - اور شیخ ابن تیمیہ فرقان مین لکھتے ہین فان ابن عربی وامثاله وان ادعوا
انهم من الصوفية فهم من الصوفية الملاحدة الفلاسفة ليسوا من صوفية
اهل الكلام فضلا عن ان يكونوا من مشائخ اهل الكتاب والسنة كالفضيل
بن عياض وابراهيم بن الادهم وابي سليمان الداراني ومعروف الكرخي
والجنيد ابن محمد وسهل بن عبد الله التستري وامثاله تحقیق ابن عربی اور اسکی
امثال اگرچہ دعوی کرین کہ وہ لوگ صوفی ہین پس وہ ہین ملحد فلسفی صوفی نہین ہین
اہل کلام صوفیون مین سے چہ جائے کہ وہ ہووین اُن مشائخ مین سے جو صاحب کتاب
اور سنت ہین جیسے فضیل بیٹے عیاض کے اور ابراہیم ادہم اور ابو سلیمان دارانی اور
معروف کرخی اور جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ تستری اور امثال انکے اور پہر اس کے
قریب فرماتے ہین فان الجنيد كان من ايمة الهدى بیشک جنید تہے پیشوایان
ہدایت مین سے ملا صاحب نے ان عبارتون کو (جن مین طریقہ تصوف کا اقرار ہے اور
صوفیہ کی خوبیون کا نام بنام ذکر ہے) حذف کر دیا اور خلق خدا کے بہکانے کو ناقص
عبارتیں جن مین ملحدون کا ذکر ہے نقل کر دین - یہ انکار سنت کا وبال ہے جو تم خیانت
اور تحریف کرنے لگے یاد رہے کہ پروردگار دغابازون کو کامیاب نہین کرتا ان اللہ

لا یهدی کید الخائنین ہم کہتے ہین کہ جب بیعت کا سنت ہونا صحیح سندون سے
ثابت ہے پس بالفرض اگر ابن تیمیہ اور ملا علی قاری صوفیون کے منکر ہو جائین تو
انکے کہنے سے سنت منسوخ ہو جائیگی اور آپ پر تو انکا قول حجت نہ ہو مگر لوگون کے
حق مین حجت ہو جائیگا **مغالطہ ۱۱۹** جیسا کہ تطہیر الاعتقاد مین ہے فان قلت
قد یتفق من ھولاء الذین یلوکون الجلالة و یضیفون الیه اهل الخلاعة
والبطالة خوارق پس اگر تو کہے کبھی اتفاق ہوتا ہے ان لوگون سے جو بولتے
ہین اسم اللہ کو اور نسبت کرتے ہین طرف انکی صاحب فریب اور بطال کرامتون کو
ھدایہ واہ کیا ہی ترجمہ کیا ہے۔ یتفق فعل اسکا فاعل ندارد۔ ویضیفون
جو کہ مع معطوف علیہ اپنی کے صلہ ہے موصول کا موصول صلہ ملکر اور مجرور ہوکر جارکا یتفق
سے متعلق تھا جدا جملہ بنا دیا خوارق (جو دراصل یتفق کا فاعل ہے) یضیفون کا
مفعول ٹھہرا دیا اہل الخلاعة والبطالة جو یضیفون کا مفعول تھا فاعل اسکا بنا دیا۔ اور
یلوکون جسکے معنے ہین چبانا آپ اسکا ترجمہ کرتے ہین بولنا۔ اور یضیفون جس کے
معنے اس جگہہ مین ملانا ہے آپ اسکا ترجمہ نسبت کرنا بتلاتے ہین کہین فعل کو بیفاعل
کر دیا اور کہین فاعل کو مفعول اور مفعول کو فاعل بنا یا ترکیب اور معنے اور ترجمہ الفاظ
سبکا ناس کر دیا اور سب سے عجیب یہہ ہے کہ عباد (جو بمعنے بندون کے ہے) کا
ترجمہ افواج سے کیا۔ صحیح ترجمہ یہہ ہے اگر تو کہے کبھی اتفاقاً وقوع مین آتے ہین ان
لوگون سے جو چبا کر (بگاڑ کر پڑہتے ہین) اسماء الہی کو اور ملاتے ہین ساتہہ اسکے (اسماء)
بیہودون اور گمراہون کے امور خوارق عادت (جو کرامات سے مشابہ ہوتے ہین)
مجھے اسوقت یہہ مثال یاد آئی اونٹ کی کونسی کل سیدہی ملا صاحب کے مسائل
اجتہادی اور عبارتون کے ترجمے اور انشا اور املا بجائے خود سب عجیب ہین ۔
مغالطہ ۱۲۰۔ اُسی مقام مین لکھا ہے کہ ذکر اللہ کا (جو مروج طریقہ

نقشبندی ہے) ذکر نہین ہے جو اس ذکر سے حاصل ہوتا ہے سب شیطانی ہے

ھدایہ ملّا صاحب تطہیر الاعتقاد کے حوالہ سے بیان کرتے ہین کہ طریقہ نقشبندی کے ذکر اور شغل اور اُنکے حالات سب شیطانی ہین یہہ رسالہ دو دفعہ چھپ چکا ہے غالبًا اکثر لوگون کے پاس موجود ہوگا لوگ دیکھین اور ملّا صاحب کی راست گوئی کا اندازہ کرین صاحب تطہیر الاعتقاد فرماتے ہین فان قلت قد تیفق من ھولاء الذین یلوکون الجلالۃ ولیفیفون الیھا اھل الخلاعۃ والبطالۃ خوارق لطعن انفسہم وحملھم لمثل الحنش والحیۃ واکلھم النار قلت ھذہ احوال شیطانیۃ وانک لملبوس علیک ان ظننتھا کرامات للاموات لما ھتف ھذ الضال۔ باسماء ھم جعلہم انداداو شرکاالی ان قال اوتزعم ان ھذہ کرامات لھولاء المجاذیب الضلال المشرکین التابعین لکل باطل المنغمسین بین بحار الرذائل الذین لا یسجدون للہ سجدۃ ولا یذکرون اللہ وحدہ پس اگر تو کہے کبہی اتفاقًا وقوع مین آتے ہین ان لوگون سے جو چبا کر پڑہتے ہین اسماء الہی کو اور ملاتے ہین اُنکے ساتہہ بیدینون اور گمراہون کے نامون کو کام خرق عادت جیسا کہ اپنے جسم مین نیزہ مارنا اور حشرات الارض اور سانپ کو اُٹھا لینا اور آگ کو کہا جانا مین جواب مین کہونگا یہہ حالات شیطانی ہین اور اگر تو انکو مردون کی کرامات سمجہے تو دا مردین) شتجہیر پوشیدہ ہے جب کہ یہہ گمراہ اُنکے نام لیکر پکارتا ہے اُنکو خدا کا مثل اور شریک ٹہراتا ہے۔ آگے چلکر فرماتے ہین کیا تو گمان کرتا ہے کہ یہہ افعال کرامتین ہین ان مجذوب لوگون کے جو گمراہ شرک کرنیوالے ہر باطل کام کے پیروی کرنیوالے بدعادتون کی دریاؤن مین غوطہ کہانے والے ہین۔ ایسے لوگ جو اللہ کو ایک سجدہ نہین کرتے اور اُس اکیلے کا نام نہین لیتے ناظرین غور کرین جو اِس عبارت اور مضمون کا (جو ذکر نقشبندی سے پیدا ہوتا ہے وہ سب شیطانی ہے)

کہین پتہ نہین - ملا صاحب نے ایک مشہور رسالہ پر افترا کرکے اپنے آپکو اس
مثل کا مصداق بنایا ہے - دروغ گویم بر روے تو - اور واضح ہو کہ مصنف رسالہ
تطہیر الاعتقاد نے اس مقام مین ایک بڑی بھاری غلطی کہائی ہے وہ لکھتے ہین کہ بغیر
طلب اور دعا کے صرف اللہ اللہ کرنا داخل ذکر نہین ہم کہتے ہین یہہ محض غلط ہے قرآن
اور حدیث سے اسکا خلاف ثابت ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے قل ادعوا اللہ او ادعو
الرحمن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنی کہہ تو پکارو تم اللہ کو یا پکارو تم رحمن کو جسکو
تم پکارو (سو بہتر ہے) پس اُسی کے واسطے ہین اچھے نام اور فرمایا فاذکرونی اذکر
کم پس تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا ان آیتون مین ارشاد ہے کہ خدا کو یاد کرو
یا اللہ یا رحمٰن اور اللہ اللہ رحمن رحمن کہو غرض اسماء حسنی سے یاد کرو اور پکارو یاد الہی
کے سبب رحمت نازل ہوتی ہے اور یہہ مستقل عبادت ہے اور دعا و استغفار علیحدہ
چیز ہے حدیث شریف مین ہے کہ خدا کے ایک کم سو نام ہین جو شخص اُنکو یاد کریگا
داخل ہوگا جنت مین اور صحیح مسلم مین ہے لا تقوم الساعۃ علی احد یقول اللہ
اللہ اُن لوگون پر قیامت نہ آئیگی جو اللہ اللہ کہتے ہین اگر محض خدا کا نام لینا اور اُسکو یاد
کرنا ذکر نہ ہوتا تو اُسپر جنت کا وعدہ کیون ملتا اور قیامت جو عذاب الہی ہے اُن پر
سے کیون ٹلائی جاتی و صاحب التطہیر محبوب والحق احب الینا منہ **مغالطہ**
۱۳۱ - اور دوسری جگہہ رسالہ مین لکھتے ہین کہ جو شخص یہہ اعتقاد کرے کہ اولیاء
اللہ کے طریق ہین سوائے طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (جیسے کہ نقشبندیہ
وغیرہ کہتے ہین) وہ کافر ہے اور اولیاء شیطان سے ہے **ھدایہ** بیشک
ایسے اعتقاد والا شخص گمراہ ہے مگر صوفیہ کرام کا یہہ عقیدہ ہرگز نہین اُن کے
محققین کی تصانیف کو دیکھو کہ کسقدر اتباع سنت مین تاکید فرماتے ہین اور مخالف
طریقہ نبویہ کو گمراہ تبلاتے ہین - میرزا مظہر صاحب اور مجدد صاحب اور شاہ ولی اللہ

صاحب اور مولینا محمد اسماعیل صاحب اسی زمرہ کے ہین ان بزرگون نے طریقہ
خلاف سنت کو کیبار رد کیا ہے اور ملا صاحب نے موداُنکی عبارتون کو بطور سند ذکر
کیا ہے بالفرض اگر ایسا کلمہ کسی جاہل یا ملحد نے مونہ سے نکالا ہو تو کیا ایک شخص
کے گناہ کے بدلے ہم سب کو برا کہینگے اور تمام قوم پر مواخذہ کرینگے یہہ انصاف سے
بعید ہے **مغالطہ ۴۴** - اور جگہہ فرماتے ہین اور کرامات ہین استعانت
لیجاتے ہین ذکر الہہ اور قرات قرآن سے اور صلوۃ اور دعا سے اور یہہ لوگ استعانت
پکڑتے ہین سماع اور تالیان بجانے سے **ھدایہ** رسالہ فرقان کی عبارۃ
جسکا ملا صاحب نے حوالہ دیا ہے ہم یہان لفظ بلفظ نقل کرکے ملا صاحب کی لیاقت
اور دیانت کا ایک نیا نمونہ دکہلاتے ہین صاحب فرقان لکہتے ہین فاذا کانت لا
تحصل بالصلوۃ والذکر و قراءۃ القرآن والدعاء بل تحصل بما یحبہ الشیطان
کالاستغاثۃ بالمخلوقات او کانت مما یستعان بہا علی ظلم الخلق وفعل الفواحش
فہي من احوال الشیطانیۃ لا من الکرامات الرحمانیۃ پس جبکہ خوارق عادۃ
کسی شخص کو نماز اور ذکر اور تلاوت قرآن اور دعا سے حاصل نہ ہون بلکہ ایسی چیزون سے
حاصل ہون جنکو شیطان پسند کرتا ہے جیسے کہ مخلوقات کو پکارنا یا اُس قسم کی چیز ہو جسکے سبب
کے ذریعہ سے خلق الہہ پر ظلم کیا جاوے اور بیحیائی وقوع مین آوے پس یہہ خرق عادت
حالات شیطانی سے ہے کرامات رحمانی سے نہین ہم افسوس کرتے ہین کہ ردبدعت کے
لیئے ملا صاحب ہر خیر و شر کے ارتکاب کے واسطے تیار ہین کسی چیز سے پرہیز نہین نوبت
باینجا رسید کہ تحریف اور افترا جو سنت الیہود ہے اختیار کی۔ شاید اس ہدایہ کے مطالعہ
سے کوئی وہم کرے کہ راقم کے نزدیک سماع اور تالیان بجانے سے استعانت حالات
اور کرامات پر جائز ہے لا والہہ ہرگز ہرگز یہہ بات نہین بلکہ فقط مصنف کی تحریف اور افترا
ظاہر کرنا مراد ہے۔ دراصل مجوزہ سماع اور راگ تو خود ہی مصنف ہے جیسا کہ صـــ مین

حافظ ابن قیم پہ حرمت راگ مین طعن کیا ہے **مغالطہ ۱۴۳** اور اپنی جان
اور مال اُسپر قربان کرے اور مال وجان سے اُسکا تقرب حاصل کرے اور اُس کی
خفگی کو خدا کی خفگی خیال کرے الی قولہ اور کوسون سے اُسکی زیارت کو آوے الی ان قال
یہہ محبت بیشک شرک جلی ہے **ھدایہ** جان اور مال سے نیکون کی خدمت
کرنی اور بہ نیت رضامندی الٰہی کے اُنکی رضاجوئی کرنی اور اُنکی ایذا رسانی کو باعث
غضب الٰہی سمجھنا عین ایمان ہے حدیث قُدسی ہے من عادی لی ولیا فقد
بارزنی بالحرب جس نے میرے دوست سے دشمنی کی پس تحقیق نکلا وہ میری
لڑائی کو اور آن حضرت فرماتے تھے ان من امن الناس علیّ فی ماله ونفسه
ابابکر تحقیق لوگون مین سے مجھہ پر بہت احسان کرنیوالا اپنے مال اور جان سے ابوبکر
ہے اور دارمی مین ہے کہ ابوبکر صدیق نے آن حضرت کی خدمت مین عرض کیا بل نفدیک
بآبائنا وامہاتنا وانفسنا واموالنا ہم اپنا مال جان باپ دادے آپ پر قربان
کرتے ہین اور ایکدفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سلمان فارسی اور صہیب اور بلال رضی اللہ
عنہم کو ابوسفیان ملا صحابیون نے اُسکو دیکھہ کر کہا کیا خدا کی تلوارون نے نہین لیا
دشمنان خدا کی گردنون کو ابوبکر صدیق نے یہہ بات سُنکر کہا تم قریش کے سردار
کو ایسی سخت بات کہتے ہو پہر ابوبکر آن حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہہ سب
قصہ سُنایا آنحضرت نے سُنکر فرمایا لعلك اغضبتہم لئن کنت اغضبتہم لقد اغضبت
ربک شاید تونے اُنکو غصہ دلایا ہے اگر تونے اُنکو غصہ دلایا ہے تحقیق تونے اپنے
پروردگار کو غصہ دلایا ہے پس ابوبکر اُنکے پاس آئے اور کہا اے بہائیو کیا مین
تمپر خفا ہوا تہا اُنہون نے کہا نہین۔ خدا تجھہ کو مغفرت کرے اِن روایتون سے صاف
ثابت ہے کہ اولیا اللہ کی خدمت مین سعادت ہے اور اُنکے رنج کرنے مین دین
اور دنیا کی بربادی مصنف صاحب اب کہو صحابہ کرام کے حق مین رجوع مال وجان

رسول اللہ پر قربان کرتے تھے) کیا فتویٰ دوگے اور رسول اللہ کے باب مین ان فقراء
صحابہ کے حق مین فرماتے تھے انکو غصہ دلانا پروردگار کو غصہ دلانا ہے) کیا حکم
جاری کروگے آپکی تحریر کے روسے تو معاذ اللہ وہ بہی مشرک ٹھہرے۔ کاش آپ یہہ رسالہ
نہ بناتے اور اہل بصیرت جو صدہا کوس سے اہل اللہ کی خدمت مین آتے ہین اُن کی
یہہ غرض ہے کہ طریقہ انابت اور خشیت اور احسان کا سیکھین اور علم باللہ حاصل کرین
اور طلب علم کے لئے سفر کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے **مغالطہ ۱۴**
ظاہر ہی ہے کہ شد رحال کسی جگہہ تین مکانون کے سوا نہ کرو مگر جو شد رحال صریح
مجاز ہے اور شرع نے اجازت دی ہے جیسا سفر حج وتجارت وطلب علم **ھدایہ**
قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ علم دو قسم پر ہے۔ علم باللہ۔ اور علم بالاحکام۔ علم
باللہ (خوف وخشیت الہی) انسان کو فائدہ بخشتا ہے۔ اور محض علم احکام (فرض
واجب حرام وحلال کی واقفی بغیر پہچاننے عظمت الہی کے) خدا کی حجت ہے بنی
آدم پر۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلما خدا کے بندون مین سے خدا کا خوف
وہی کرتے ہین جو علم والے (معرفت والے) ہین۔ امن ھو قانت آناء الیل ساجدا
وقائما یحذر الاخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ قل ھل یستوی الذین یعلمون
والذین لا یعلمون بہلا جو بندگی مین لگا ہے اوقات شب مین سجدے کرتا ہے او
کہڑا رہتا ہے خوف کرتا ہے آخرت کا اور امیدوار ہے اپنے رب کی رحمت کا تو کہہ
بہلا برابر ہو جائینگے سمجہہ والے اور بے سمجہہ پروردگار نے اُن لوگون کو عالم اور سمجہہ
والے کہا ہے جو شب خیز عابد متقی ہین اور جن مین یہہ صفتین نہین وہ اس زمرہ مین
شمار نہین ہوتے اُنکے حق مین فرمایا وہ گدہے ہین کتابون سے لدے ہوئے
کمثل الحمار یحمل اسفارا چارپائے بروکتابے چند۔ گدہا کتابون کا بوجہہ اُٹہا کر
عالم نہین بنتا ایسے ہی عالم بے عمل جسکو پڑہ گن کر خوف وخشیت نصیب نہ ہو وہ عند اللہ

عالم نہین کہلاتا احکام شریعت سے واقف ہوکر جو سگ کی طرح نفس کی پیروی
کرتے ہین اُنکے حق مین فرمایا وہ کُتّے کی مانند ہین جیسا کتا اپنی مقتضائے طبیعت
کے سبب ہر وقت ہانپتا ہے ایسے ہی یہہ لوگ اپنی بد عادت کے سبب ہر دم نافرمانی
کرتے ہین فمثله کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث اصل علم
معرفت خوف خشیت الہی ہے جو اس مین کامل ہین وہ اس فن کے اوستاد اور
معلم ہین جیسا علم احکام (حدیث و فقہ) پڑہنے کے لئے سفر کرنا ضروری ہے ویسے
تحصیل معرفت اور خشیت کے واسطے سفر کرنا لازم ہے۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ ہم آنحضرت کے ہمراہ تھے آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور فرمایا ایسا وقت
آنیوالا ہے جو لوگون مین سے علم اُٹھایا جائیگا یہانتک جو کچھ بہی اُنکے قبضہ مین نہ رہیگا
زیاد بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح علم جاتا رہیگا ہم نے
قرآن پڑہا ہے اور آئندہ اپنے بال بچون کو پڑہائینگے (یہہ سلسلہ جاری رہیگا) آپ
نے فرمایا تجھہ کو روئی تیری ما اسے زیادہ ہم تجھے مدینہ والون مین سے دانشمند جانتے
تھے (پہر تو ہماری بات نہ سمجہا) یہہ ہین توریت وانجیل یہود اور نصاری کے پاس
پس اُنکو اِن کتابون سے کیا نفع ہے حدیث کا راوی کہتا ہے پہر مجھے عبادہ بن
صامت رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا اتفاق ہوا اُن سے مین نے ذکر کیا ابو الدرداء ایسا
فرماتے ہین عبادہ نے کہا ابو الدرداء سچ کہتے ہین اگر تو چاہے تو مین تجھے بتلادون
وہ علم جو لوگون مین سے پہلے پہل اُٹھایا جائیگا وہ خشوع (خوف الہی) ہے اور قریب
ہے وہ حالت کہ تو جامع مسجد مین جاوے اور کسی شخص کو حالت خشوع مین نہ دیکھے
اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ الفاظ اور معانی کی واقفیت علم نہین خوف
خدا و معرفت الہی کو علم مقبول کہا جاتا ہے ملا صاحب اس علم سے بے بہرہ ہین اسی
واسطے فرماتے ہین کہ بزرگون کے پاس جانے سے (جو کچھ ہم سے زیادہ مجھے ہے

پر سکتے نہیں کیا فایدہ بلکہ یہہ کفر اور شرک ہے - مین کہتا ہوں اگر آپ ظاہر کتاب
اللہ اور سنت رسول اللہ سے بھی خبردار ہوتے تو اس علم کے منکر ہو کر آیات اور احادیث
کا مقابلہ کرتے **مغالطہ ۳۵** اور موطا مین جو حدیث ہے ابوہریرہ ابوسعید
خدری کو ملا **ھدایہ** ملا صاحب کے حواس خمسہ مین خلل آگیا ہے ایک ہوتا
تو غلطی اور اسمین بھی غلطی کہاں کی آپ فرماتے ہین ابوہریرہ ابوسعید کو ملا اور حوالہ موطا
پر کرتے ہین - حالانکہ موطا مین یون ہے کہ ابوہریرۃ بصرۃ بن ابی بصرہ کو ملا ابوسعید
کا نام ونشان اُس جگہہ مین نہین مصنف کا عجب حال ہے نقل اور حوالہ اور نسبت او
املا چارون غلط اور اس لیاقت پر اجتہاد کا دعویٰ **مغالطہ ۳۶** اور فی الاحیاء
ذهب بعض اهل العلم الى الاستدلال به على المنع من الرحلة لزيارة
المشاهد وقبور العلماء والصالحين میرے مطلب کو اتنی عبارت ہی کفایت
کرتی ہے کہ بعض علماء میرے موافق ہین اور اس حدیث سے استدلال پکڑتے
ہین اوپر سفر کرنے زیارت قبور اور زیارت صلحا کے کہ مشاہد کے لفظ مین جو جمع
ہے مشہد کے اور قاموس مین مشہد کے معنے محضر الناس لکھا ہے اسمین
داخل ہے **ھدایہ** ہمنے تسلیم کیا جو صاحب قاموس نے لفظ مشہد کے
معنے محضر الناس لکھے ہین اور محضر ظرف مکان ہے یعنے ایسی جگہہ جہان لوگ جمع
ہون پس جس مکان کو لوگ متبرک سمجھہ کر زیارت کو آوین جیسے کسی پیر کی درگاہ
یا کسی شیخ کا چلہ وغیرہ وہان سفر کرنا بیشک بعض علما منع لکھتے ہین مگر کسی عالم یا شیخ
کی ملاقات کے واسطے سفر کرنا کسی کے نزدیک ناجائز نہین شیخ اور صوفی کوئی مکان
نہین ہے جنکی زیارت کی ممانعت لفظ مشاہد سے آپ نکالتے ہین - دیکھو شہر
طوس بسبب قبر امام علی رضا کے مشہد کہلاتا ہے آجتک کسی زندہ شخص کو کسی
نے مشہد نہین کہا واللہ اعلم آپ تعصب سے ایسی باتین کرتے ہین یا مقتضائے

اجتہاد یہی ہے اور علاوہ یہہ بات ہے کہ جنکے قول سے آپ سند پکڑتے ہین اُنہون نے
بصراحت تمام قبور اور مواضع فاضلہ کی زیارت کو مکروہ کہا ہے چنانچہ مجمع البحار اور
فتح الباری مین ہے واختلف فی شدھا الی قبور الصلحین والی المواضع الفاضلة
فمحرم ومبیح قال الشیخ ابو محمد الجوینی یحرم عملا بظاہر الحدیث واشار القاضی
حسین الی اختیارہ وبہ قال عیاض وطائفة قبور صالحین اور مواضع فاضلہ کی
طرف سفر کرنے مین اختلاف ہے بعض علما اسکو حرام بتلاتے ہین اور بعض مباح ابو
محمد جوینی کہتے ہین کہ نظر بظاہر حدیث کے یہہ سفر حرام معلوم ہوتا ہے اور قاضی
حسین نے اسی مذہب کے پسند ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور قاضی عیاض اور
ایک طائفہ علما کا اسی مذہب کا قائل ہے اس عبارت سے امام غزالی رحمہ اللہ کے قول
کا مقصود صاف ظاہر ہوا کہ مراد مشاہد سے مکانات متبرکہ ہین یعنے کسی مکان کو
متبرک سمجھہ کر وہان جانا منع ہے علما اور صلحا کی زیارت کا وہان ذکر نہین۔ مانعین سفر
کے امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہین هذا الحدیث لا یتناول السفر الی
الامکنة التی فیها الوالدان والعلماء والمشائخ والاخوان او بعض المقاصد
من الامور الدنیویة المباحة۔ اِس حدیث مین وہ سفر داخل نہین جہان اپنے
والدین یا علما اور مشائخ اور اپنے بھائی ہون یا جس جگہہ اپنی دنیاوی غرضین ہون
جنکا حاصل کرنا مباح ہے۔ دیکھیئے یہہ بزرگ تو زیارت علماء اور صلحا کے واسطے سفر
کے اجازت دیتے ہین اور آپ لفظ مشاہد کے غلط معنے بتلا کر لوگون کو روکتے ہین
اور ناحق ان آیمہ دین پر افترا کرتے ہین۔ ستکتب شہادتہم ویسئلون **مغالطہ**
۱۴۳۔ اور وہ حدیث جو مسلم مین مروی ہے کہ ایک شخص دوسرے قریہ مین اپنے
بھائی کی ملاقات کو گیا تھا فرشتہ نے اُسکو کہا کہ اللہ تجھہ کو دوست رکھتا ہے اِس حدیث
سے تو اول سفر ہی نہین معلوم ہوتا جائز ہے کہ قریہ قریب قریب ہون جیسا کہ ہم

دیکھتے ہین - **ھدایہ** بالفرض بستیان قریب قریب ہون تاہم اِس آمدورفت کو سفر کہینگے کیونکہ آپکے نزدیک تو سفر کی حد مقرر نہین قریب بعید یکسان ہے اور امام ابن قیم کہتے ہین کہ بہت سلف کا یہی مذہب ہے اور صحیح حدیثون سے بہی کوئی حد ثابت نہین ہوتی پس آپکا یہہ عذر بالکل فضول ہے - **مغالطہ ۱۲۸** دوم یہہ کہ بہائی اُسکا حقیقی تہا ظاہر ہی ہے ظاہر سے عدول کیون کیا جاوے اور صلہ رحم کا واجب ہے اگرچہ شدالرحال سے ہی ہو - **ھدایہ** اگر وہ شخص حقیقی بہائی کی مُلاقات کو جاتا تو (اصلہ) کہتا یعنے مین صلہ رحم کے لئے جاتا ہون حالانکہ اُسنے (احبتہ فی اللہ) کہا یعنے مین اُس سے حب للہ رکہتا ہون اِس لئے زیارۃ کو جاتا ہون - اور فرشتہ اُسکو اس عمل کی خوشخبری دینے نہ آتا انسان کو اپنے رشتہ دارون سے طبعی محبت ہوتی ہے چنانچہ اکثر فاسق وفاجر اپنے اقربا سے محبت طبعی رکہتے ہین اِس جہت سے وہ ایسی جزا کے مستحق نہین ہوتے - بالفرض ہم نے تسلیم کیا کہ وہ دونون حقیقی بہائی تہے مگر ملاقات کی علت تو صلہ رحم بیان نہین کی بلکہ حب للہ سُنایا اور فرشتہ نے بہی جب خوشخبری دی تو یہہ وجہ بتلائی کہ حب للہ کے سبب خدا راضی ہے اسکے سوا اور کوئی وجہ بیان نہین کی اور حب للہ مین خویش اور بیگانہ سب برابر ہین - غرض ہر طور اِس حدیث سے بہائی مسلمان کی ملاقات کے واسطے سفر کرکے جانا ثابت ہوتا ہے اپنے بیگانے کا کچہہ فرق نہین - **مغالطہ ۱۲۹** - اور بعض لوگ جو حدیث شدالرحال پر کلام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ قاعدہ نحو کا ہے کہ مستثنیٰ منہ جنس قریب نکالنی چاہئے اور جنس قریب سیاق کلام مین مسجد ہے معنے حدیث کے یہہ ہوئی کہ کسی مسجد کی طرف شدرحال نہ کروا لا ان تین مسجدون کی طرف اِسکا جواب یہہ ہے کہ قاعدہ غلط ہے **ھدایہ** قاعدہ کو غلط بتلاکر فارغ ہو بیٹہے دیکھئے اِس حدیث کا کیا جواب دیتے ہین جس مین مستثنیٰ منہ (لفظ مسجد)

۱۲۸

۱۲۹

موجود ہے - امام احمد بن حنبل باسناد حسن اپنی مسند مین روایت کرتے ہین لاینبغی للمطی ان تشد رحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلوة غیر المسجد الحرام والاقصی ومسجدی هذا نہین لایق سواریون کے زین کسی جائین طرف کسی مسجد کے اِس غرض سے کہ اُسمین جاکر نماز پڑہین سواے مسجد حرام اور مسجد اقصی اور اس میری مسجد کے - بالفرض اگر ہم ملاصاحب کا طریقہ اختیار کرین اور مستثنی منہ لفظ مکان نکالین تاہم علما اور مشائخ اِسمین داخل نہ ہونگے - اور بموجب قاعدہ نحویون کے جنس بعید اگر مراد لین تو بہی لفظ مکان مستثنی منہ ہوگا اور لفظ شیٔا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ رعائت جنس کی واجب ہے - مطلب بر تقدیرین علما اور مشائخ داخل نہ ہونگے کیونکہ وہ غیر ہین مسجد اور مکان سے **مغالطہ ۱۳۰** اکثر مکانون مین کلام الله مین مستثنی منہ اگر جنس قریب نکالین تو معنی صحیح نہین ہوتے جیساکہ لایعلم الغیب الا الله **هدایه** ملاصاحب آئت قرآنی تو اس طرح پر نہین کچہہ تو الله سے خوف کرو روسیت کے واسطے کسقدر بڑے بڑے گناہون کے مرتکب ہوگئے کبہی غلط حوالہ علماء پر دیتے ہوا سپر بہی قناعت نہین کی از خود حدیث بناکر رسول الله کی طرف منسوب کرلیا اُسپر بہی آپ سے صبر نہ ہوا قرآن مجید مین کمی و بیشی کرنے لگے اعوذ بک من علم لا ینفع و قلب لایخشع و دعاء لایسمع آئت قرآنی یہہ ہے قل لایعلم من فی السموات و[illegible] الارض الغیب الا الله اور یہہ آئت اِس بحث سے تعلق نہین رکہتے کیونکہ اسمین مستثنی منہ مذکور ہے اور ہمارا گفتگو مستثنی مفرغ مین ہے **مغالطہ ۱۳۱** دوسری آئت وما ینظر هولاء الاصیحة واحدة یہان جنس قریب صیحہ ہے مگر اُسکے معنے کچہہ نہین بنتے ضرور شیٔا ہے مقدر کرنا پڑیگا **هدایه** الله جل شانُہ نے بہت سے معجزے اور نشانیان دکہلائین اور کفار پہر بہی ایمان نہ لائے تب پروردگار نے یہہ آئت نازل فرمائی ما ینظر هولاء

الا صیحۃ واحدۃ یعنے یہہ لوگ معجزات اور آیات دیکہہ چکے اب اور کچہہ باقی نہین سوائے ایک سخت آواز کے جو بیچ مین دم نہ لیگی (اس سے مراد ہے نفخہ صور) پس معلوم ہوا کہ مستثنی سے آیات ہین جو جنس قریب ہے اگر آپ بہی نظر انصاف سے دیکہین تو ایسا سہل مسئلہ سمجہہ سکتے ہین مگر تعصب نے آپکو بالکل کودن بنادیا **مغالطہ**

۱۲۳ جو شخص یہہ کہے کہ مین اس شخص کے پاس آیا ہون تاکہ اُسکی عادات اور اخلاق دیکہون اور اسپر عمل کرون وہ مشرک فی الرسالۃ ہے **ھدایہ** مستفادہ لیلی ای دین تدانیت ؟ وای غریم فی التقاضی غریمها اے اہل اسلام اللہ اور رسول کے حکمون کو دیکہو اور اس مغالطہ کو پڑہ کر قصوری صاحب کی دیانت اور علم کا اندازہ کرو اللہ جل شانہ فرماتا ہے واتبع سبیل من اناب الی تو پیروی کر اُس شخص کی جو رجوع ہوا ہے طرف میری اور جامع ترمذی مین ہے کہ آنحضرت نے فرمایا واھتدوا بھدی عمار روش اختیار کرو تم روش عمار کی اور فرمایا اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر اقتدا کرو تم اُن دو شخصون کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے ابوبکر اور عمر اگر کسی شخص کو صالح اور دیندار جانکر اُسکی اقتدا اور پیروی کرنا شرک ہے تو کیا معاذ اللہ اللہ اور اُسکے رسول نے ہمکو شرک سکہلایا ہے۔ تمہارا بڑا اعتراض یہہ ہے کہ جسکو ہم پیغمبر خدا کے سوا پیشوا پکڑینگے وہ شخص خود معصوم نہین اور جب اُسکی عصمت کا یقین نہین تو یہہ غالب احتمال ہے کہ وہ کسی کام مین خطا کرے اور ہم اُسکی پیروی کے باعث ناحق خطاوار اور گنہگار ٹہرین اسکا جواب یہہ ہے کہ پروردگار بندون کا حال خوب جانتا ہے اور پیغمبر خدا تمسے زیادہ شریعت کو سمجہتے ہین جب اللہ اور رسول نے سوائے انبیا کے اور نیک بندون کے اقتدا کا حکم فرمادیا تو اب عذر کرنا اور شبہہ ڈالنا شان اسلام سے بعید ہے بیشک تم دیکہتے ہو خدا کے مقرب بندے ہین انکو اس درجہ تک ترقی نصیب ہوتی ہے کہ پروردگار اُنکے کان اور آنکہین ہاتہہ اور پانون بنجاتا ہے وہ اُس سے

رواہ احمد و الترمذی و ابن ماجہ و ابن حجر ... اصل الدین ... حدیث مالک و ... حنیفہ ... اسنادہ جیادہ ... [illegible]

سُنتے ہین اور اُسی سے دیکھتے ہین اُسی سے پکڑتے ہین اور اُسی سے چلتے ہین پہلا جنکو یہہ رتبہ نصیب ہو تو ہمین اُنکے اقتدا سے کیون انکار ہے اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے وحسن اولئک رفیقا اچھے ہین یہہ لوگ رفاقت کے لئے - ایک وہ لوگ ہین کہ سو کام مین سے اُنکا ایک کام غلط اور خطا ہوتا ہے اور ایک وہ ہین کہ سو مین سے ایک بات اُنکی ٹہیک ہوتی ہے پس کچھہ شک نہین کہ زیادہ بہسلنے والے ثابت قدمون کی پیروی کرکے اپنا آپ بچاوین اور اعتصام عروۃ وثقی (قرآن وحدیث کو نجات کا اصلی ذریعہ سمجھین اور اگر کوئی کام خلاف شرع بنا بر طبیعت بشری اہل اللہ سے پاوین تو اس سے اعراض کرین اور اُس کام مین اُنکی تابعداری نہ کی جاوے لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق اُن کے باقی سب اخلاق وافعال مین تابعداری کرنی بحکم الٰہی ضروری ہے - یہہ عام قاعدہ ہے کہ اکثر کے واسطے حکم کل کا ہوتا ہے اور نادر کے واسطے حکم معدوم کا اسلئے اللہ اور رسول نے کثیر الخطا گنہگارون کو صالحین کے اقتدا کا ارشاد فرمایا اور اُنکی خطا کو جو بر سبیل ندرت ہے کالعدم سمجہا مطلق حکم اتباع فرمایا مگر افسوس کہ بد اندیش حاسد کو سوائے عیب کے کچھہ نظر نہ آیا **مغالطہ ۱۳۴** یہہ درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے نہ مطلق کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کئی جگہہ پر اعتراض کیئے **ھدایہ** ملا قصوری حضرت رسالت مآب کو ہر بات مین پیشوا نہین سمجہتا کچھہ اپنا بہی اختیار رکہتا ہے اور ہم بموجب اس آیت کے ماکان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم آنحضرت کو امام مطلق اور پیشوائے برحق جانتے ہین - اور آنحضرت کے حکم کی مخالفت اور آپ پر اعتراض کرنا ناجائز سمجہتے ہین اور معاذ اللہ اس بات کو صحابہ کبار کی طرف نسبت کرتا ہے کہ وہ حضرت رسالت پر کئی جگہہ اعتراض کیا کرتے تہے -

۱۳۴

یہہ جو مثالین لکہی ہین سوائے ایک مثال کے جسمین کچہہ نمونہ اعتراض کا ہے
اور کوئی مطابق نہین اُن مثالون مین یہہ ذکر ہے کہ بعض صحابہ نے بجا آوری
حکم مین دیر اور غفلت کی ملا صاحب کہتے ہین کہ اعتراض کیا معلوم ہوا کہ خود بدولت
تخلف اور اعتراض کو ایک جانتے ہین بالفرض جس نے اعتراض کیا اُس نے
بڑی بہاری خطا کی کسی کا منصب نہین کہ امتی ہوکر اپنے نبی پر اعتراض کرے

۱۳۴ **مغالطہ ۱۳۴** جیسا کہ رونے مین بیٹے کے مرنے پر یعنے ابراہیم
ھدایہ کل کرامات اعتراض کی یہہ ایک مثال لائے آپ ایمان سے
کہو کہ اِس اعتراض مین کس کی خطا تہی معترض کی یا آنحضرت کے صحابی نے
غلطی کہائی حضرت کو روتے دیکہہ کر آپکی نسبت بے صبری کا گمان کیا اور جو
شُبہہ دل مین آیا بے تکلف عرض کر دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہہ بے صبری
نہین بلکہ (مصیبت زدہ کی مصیبت کو دیکہہ کر رونا) رحمت ہے جسکو پیدا کرتا ہے
اللہ اپنے بندون کے دلون مین اور بے شک پروردگار اپنے بندون مین
سے رحم دل بندون پر رحمت کرتا ہے ۔ صحابی کی غلطی سے دلیل پکڑنی
اور رسول اللہ پر جواز اعتراض کا فتوی دینا کسقدر بہاری غلطی ہے **مغالطہ**

۱۳۵ **۱۳۵** - اور بیقراری کرنے پر مرض موت مین **ھدایہ** یہہ آپکا قول
خلاف واقع ہے آن حضرت کو بیقرار دیکہہ کر کسی نے اعتراض نہین کیا اگر سچے
ہو تو کسی کتاب کا حوالہ دو **مغالطہ ۱۳۶** - اور زینب نے انکاح پر **ھدایہ** ۱۳۶
یہہ قصہ مفسرین نے تفاسیر مین نقل کیا ہے ہم نہین کہہ سکتے کہ صحیح ہے یا
کیسا اگر صحیح ہی سمجہین تو یہہ پایا جاتا ہے کہ بی بی زینب نے حکم بجا لانے مین
سستی کی اور یہہ نہین کہ آنحضرت پر اعتراض کیا اور اِس سستی پر پروردگار نے
سخت وعید فرمایا اور یہہ آیت نازل کی وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا

قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا نہین لائق کسی ایماندار مرد یا عورت کو جسوقت حکم لگا چکین اللہ اور رسول یہہ کہ سمجھین اپنے کامون مین اپنا اختیار اور جو شخص نافرمان ہوا اللہ اور اُسکے رسول کا پس تحقیق گمراہ ہوا ظاہر گمراہی۔ پہر مفسرین لکھتے ہین کہ بی بی زینب نے بعد نزول اس آئیت کے عرض کیا قد اطعتک فاصنع فیّ ما شئت فزوجہا زید امین آپکی اطاعت کرتی ہون پس آپ جو چاہین سو کرین۔ پس آپ نے زینب کا نکاح زید سے کر دیا ایک تو وہ اہل ایمان تہے جنہون نے اپنا جان و مال سب اللہ اور رسول کے سُپرد کر دیا تہا اور ہر وقت ہر معاملہ مین منتظر حکم رہتے تہے ایک آپ ہی ہین جو لوگون کو غلط حوالہ دیکر مخالفت رسول کی رغبت دلاتے ہین **مغالطہ ۱۳۷** اور بریرہ نے

۱۳۷

بہی **ھدایہ** بریرہ کے معاملہ مین نہ آنحضرت نے حکم فرمایا اور نہ بریرہ نے انکار کیا صحیح بخاری کی روایت مین اسکا صریح ذکر ہے آنحضرت نے بریرہ کو فرمایا لو راجعتیہ اگر تو اپنے شوہر کی طرف رجوع کرے (تو مناسب ہے) قالت یا رسول اللہ تامرنی اُس نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجہہ کو (اس بات پر) حکم کرتے ہین (اگر حکم ہو تو سر آنکہون پر مجہے منظور ہے) قال انما اشفع فرمایا نہین ہم صرف سفارش کرتے ہین قالت فلا حاجۃ لی فیہ بریرہ نے عرض کیا تو مجہے اِس شوہر کی ضرورت نہین **مغالطہ** اور حدیبیہ مین قربانی پر اور صلح کرنے پر **ھدایہ** اِس معاملہ مین کسی نے اعتراض اور مخالفت نہین کی بلکہ معاملہ شوری طلب تہا جیسا کسی کی رائے مین آیا ویسا عرض کیا اور مشورت مین اہل مجلس پر لازم ہے کہ جیسا خیال دل مین آوے ویسا ظاہر کرین ورنہ مشورت سے فایدہ کیا۔ جنگ بدر مین قیدیون کی بابت آنحضرت نے مشورت

کی سب نے یہہ رائے دی کہ فدیہ لیکر اُنکو چھوڑ دیا جاوے عمر فاروق نے سب کے برخلاف عرض کیا کہ تمام قیدیوں کو قتل کیا جاوے ایسا ہی مقام حدیبیہ میں آنحضرت صلعم چاہتے تھے مگر عمر فاروق نے اسقدر کہا اور اس مخالفت پر بڑا زور دیا اس امید سے کہ شاید میری رائے کے موافق وحی آوے جیسا کہ بدر کے قیدیوں میں ہوا تھا کہ آنحضرت نے دشمنوں سے عہد و پیمان کر لی اور ہدی کو (قربانی کے جانور ان کو جو بیت اللہ پہنچکر ذبح کئے جاتے ہیں) وہیں ذبح کر ڈالا تب صحابہ نے جانا کہ اب حکم نافذ ہو چکا مخالفت اور انکار کی گنجائش نہیں فی الفور اُٹھہ کھڑے ہوئے اور قربانیاں کرنے لگے پھر کسی طرح کی مخالفت نکی۔ حضرت عمر کو جب اپنی مخالفت اور اصرار کا خیال آتا تو بہت ڈرتے چنانچہ فرماتے ہیں ما زلت اتصدق واصوم واصلی واعتق مخافۃ کلامی الذی تکلمت بہ میں ہمیشہ صدقہ دیتا رہا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں اور نفل پڑھتا ہوں اور بردہ آزاد کرتا ہوں اُس بات سے ڈر کر جو مین نے مونہہ سے نکالی تھی تعجب ہے خود عمر رضی اللہ عنہ اپنی بات کو گناہ سمجھہ کر کفارات دیتے رہیں اور ملا صاحب اُسی بات سے استدلال کر کر آنحضرت پر اعتراض اور اُنکی نافرمانی کو جائز بتلاتے ہیں۔ ناظرین اس ہماری تقریر کو غور سے سمجھہ لیں ایسے مغالطات سے بچنے کے لئے انشا اللہ بہت مفید ہے

مغالطہ ۱۳۹۔ اور بخاری میں ہے اسلم کی قوم ایک روز آپس میں تیر اندازی کر رہے تھے رسول اللہ نے فرمایا کہ اے بنی اسمعیل تیر اندازی کرو اور میں فلانی طرف ہوں فریقین نے تیر اندازی چھوڑ دی آپ نے پوچھا کہ تم نے تیر اندازی کیوں چھوڑ دی کہا یا رسول اللہ کیونکر تیر اندازی کریں حالانکہ آپ اُن کے ساتھہ ہو آپ نے فرمایا تیر اندازی کرو میں دونوں کے ساتھہ ہوں امر مطلق وجوب کا فائدہ دیتا ہے اُن صحابوں نے باوجود امر کے تیر اندازی ترک کر دی اور عذر پیش

مغالطہ ۱۳۹

کیا اور آنحضرت صلعم نے اُنکے ترک کی تقریر کی تو معلوم ہوا کہ کُل فعل رسول اللہ کا تشریعی نہین ہوتا ھذا یدل تم جو کہتے ہو (فریقین نے تیر اندازی چھوڑ دی) یہہ قول تمہارا سراسر غلط ہے صحیح بخاری مین یہہ عبارت موجود ہے فامسک احد الفریقین پس تیر اندازی سے رُک گیا دو گروہون مین سے ایک گروہ یعنی جب آنحضرت ایک طرف شامل ہو گئے تو دوسری طرف والون نے دیکھا کہ اب بظاہر صورت آنحضرت سے مقابلہ لازم آئیگا اور یہہ شان ادب سے بعید ہے۔ کمال ادب کے سبب رُک گئے آپ نے سبب دریافت فرمایا اُنہون نے عرض کیا کہ آپ گروہ مقابل کے ساتھہ ہین ہم کس طرح تیر چلا دین آپ نے اُنکا عذر سُنکر (جسکے حرف حرف سے اخلاص ٹپکتا ہے) فرمایا تم تیر اندازی کرو مین دونو کے ساتھہ ہون۔ اصل قصہ اس طرح ہے جیسا ہم نے نقل کیا مولوی صاحب نے اول تو دانستہ یہہ جھوٹ بولا (فریقین نے تیر اندازی چھوڑ دی) جنکے ساتھہ حضرت شامل ہوئے تھے اُنکو تو کوئی عذر نہ تھا ناحق اُن کا نام بہی لے دیا تا کہ صحابہ کا بلا عُذر حکم نبی کو رد کرنا ثابت ہو جاوے اور یہی اُسکا مقصود ہے چنانچہ صاف لکھا ہے (تو معلوم ہوا کہ کُل فعل رسول اللہ صلعم کا تشریعی نہین ہوتا) دیکھو یہہ شخص اپنی جان کا دشمن کیسا دلیر ہے۔ افترا ہو یا اللہ اور رسول کی بی ادبی کسی بات سے نہین چوکتا۔ اور اس مقام مین جو آپ نے تیر اندازی کا ارشاد کیا اگرچہ یہہ امر وجوبی نہ تھا ایک سرسری بات تھی تاہم صحابہ کبھی بجا آوری مین دیر نہ کرتے مگر چونکہ آنحضرت خود ایک فریق مین شامل ہو گئے تھے تو فریق مقابل عذر شرعی کے سبب مجبور ہو گئے یہہ ایسا عذر ہے کہ اگر امر واجب کو ایسے عُذر کے سبب چھوڑ دیا جائے تو عین ایمان ہے صدہا احکام عُذر کے باعث ترک کیئے جاتے ہین اور شارع کی طرف سے اجازت ہے مثلاً قیام فی الصلوٰۃ بیماری کی حالت

ہین اور روزہ حالت سفر مین کیا اس سے یہہ لازم آئیگا کہ پیغمبر خدا صلعم کے
(یہہ احکام) یا تمام احکام مشروع نہین ہین معاذ الله من ذلک - بات
اتنی تہی کہ اس قصہ سے معلوم ہوتا ہے شارع علیہ السلام کے تمام احکام واسطے
وجوب کے نہین ہوتے بعض حکم استحبابا اور استحسانا ہوتے ہین - یا یون کہتا
کہ عذر شرعی سے ترک کرنا حکم کا جایز معلوم ہوتا ہے مگر سچی بات سے اسکا
باطل مدعا حاصل نہ ہوتا تہا اس لیئے ناحق کلام کو طول دیتا چلا گیا اور خبط او
تناقص کلام مین ٹپرا ملا صاحب فرماتے ہین کہ چہوڑ دینا صحابہ کا تیر اندازی
بہ سبب عذر کے دلیل ہے اس بات کی کہ کل فعل رسول الله کا تشریعی نہین
ہوتا - مین کہتا ہون کہ اگر آپکے نزدیک چہوڑ دینا امر شرعی کا بہ سبب عذر جائیز
نہین تو آپکا یہہ کہنا کتاب الله اور سنت رسول الله وکل اہل اسلام سے برخلاف
ہے اور اگر جایز ہے تو آپکا استدلال غلط اور لغو ہوا کیونکہ انہون نے تو عذر سے
چہوڑ دیا تہا - طرفہ یہہ ہے کہ آپ نے لکہا ہے - اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
کل فعل رسول الله کا تشریعی نہین - ملا صاحب یہان تو فعل کا ذکر نہین اگر یون
کہتے کہ کل امر رسول الله کا تشریعی نہین تو ایک بات تہی شاید مصنف امر اور فعل
کے درمیان فرق نہین کر سکتے منصف حق پسند اس مثال مین غور سے تامل
کرے کہ یہان اعتراض صحابہ کونسا ہے اور رسول الله کا نامحمود فعل کونسا -

فہم نصیب نہین ناحق پیغمبر پر اعتراض کرنیکا فتوی دے بیٹہا **مغالطہ ۱۴۱** ۱۴۰
اور مرض موت مین رسول الله صلعم نے کاغذ مانگا کسی نے نہ دیا اور کہنے لگے
حسبنا کتاب الله **ھدایہ** یہان کسی نے عدول حکمی اور اعتراض نہین
کیا بلکہ خطا اجتہادی (سمجہہ کی غلطی) ہے سرور کائنات بیمار تہے اور مرض کا غلبہ
تہا اس حالت مین آپ نے ارشاد فرمایا ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا

بعدہ ابدا تم میرے پاس لاؤ (کاغذ و قلم) تاکہ مین لکھہ دون تمہین ایسی
نوشت جسکے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہوگے بعض صحابہ کو خیال آیا کہ دین پورہ ہوچکا ہے
اور اللہ کریم نے اتمام نعمت کردیا فقالوا ما شانہ اھجر استفھموہ فذھبوا
یردون علیہ فقال دعونی و فی روایۃ قوموا عنی پس لوگ آپسمین
کہنے لگے اسوقت جناب کی کیا حالت ہے کہین عالم بیہوشی مین بہکتے تو نہین
اچھی طرح آپ سے پوچھو اور سمجھو پس لوگ بات کو الٹا پلٹا کرنے لگے وریافت کرنی
پس آپ نے فرمایا چھوڑو مجھے اور ایک روائیت مین ہے میرے پاس سے اُٹھہ
جاؤ۔ اور اُنکے اِس خیال کا منشا یہہ آئت تھی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا پروردگار فرماتا ہے آجکے دن مین
پورا کرچکا واسطے تمہارے تمہارا دین اور کامل کرچکا تمپر اپنی نعمت اور مذہب
اسلام کو تمہارے واسطے دین پسند کرچکا۔ یہہ آئیت پہلے اُتر چکی تھی اگر نظر
انصاف سے دیکھین تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ حکم خدا اور رسول پر ایسے
ثابت قدم تھے کہ ایک نیا حکم سنکر (جو بادی النظر مین اُنکو حکم سابق کے خلاف
معلوم ہوا) اپنے دل کی تسلی کے سوا ایک قدم آگے نہ بڑہے اور شبہ مٹانے
کی خاطر دوبارہ پوچھنا چاہتے تھے کہ آن حضرت نے اُس حکم کو ملتوی رکھا اور
حاضرین کو اُٹھہ جانے کا ارشاد کیا چنانچہ عمر فاروق کے دل مین بھی خدشہ
پیدا ہوا اور بولے حسبنا کتاب اللہ قرآن مجید ہماری ہدایت کے واسطے
کافی ہے اور حاضرین مجلس مین سے بعض اصحاب اِس خیال سے محفوظ رہے
اور اُس موقع کو یاد کرکے (جو دوسرون کے تکرار کے سبب اُنکے ہاتھہ سے
نکلگیا) بہت افسوس کرتے تھے چنانچہ ابن عبّاس رضی اللہ عنہما کہا کرتے ان الرزیۃ
کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم وبین ان یکتب لھم ذلک الکتاب

بیشک رنج نہائیت درجہ کا رنج اُس چیز کا ہے جس نے آنحضرت کو تحریر سے روکا صحابہ کبار سے جب اس قسم کی خطا سرزد ہوتی تو کبھی رب العالمین کی طرف سے انکو سخت عتاب ہوتا اور کبھی خود ہی اپنے قصور کو یاد کرکے نادم ہوتے اور مدت العمر نماز و روزہ صدقہ و خیرات سے اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرتے۔ تم عجب مسلمان ہو جنکا یہہ اعتقاد ہے کہ پیغمبر خدا صلعم کے کل اخلاق اور افعال پسندیدہ نہین اور رسول اللہ پر کوئی اعتراض کرے تو جائیز ہے بیعت کے بحث مین سنت کے معنے تم نے ایسے بیان کئے تھے جس سے سنت فعلی (جو کام آپ نے کیا ہو) اور سنت تقریری (جو کام کسی نے آپکے روبرو کیا اور آپ نے دیکھہ کر سکوت فرمایا) کا انکار پایا جاتا تھا یہان آکر مطلق سنت سے انکار کردیا جب آپکے تمام اخلاق اور افعال پر دل کا اطمینان نہین تو اتباع کیسا۔ اصل مین یہہ سب خرافات نیچریون کے ہین مگر اس تحریر سے ہمین معلوم ہوا کہ مصنف نے بھی اُنکی شاگردی کی اسلئے حولہ بدندن **مغالطہ ۱۴۱** رسول اللہ نے خود فرمایا انتم اعلم باموردنیاکم اور حدیث تابیر مین ہے انما انا بشر اذا امرتکم بشئ من امر دینکم فخذوہ واذا امرتکم بشئ من رائی فانما انا بشر

ھدایہ ان روائیتون کو تمہارے مدعا سے کچھہ تعلق نہین تمہارا مطلب یہہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات کسی امر دینی کا حکم کرتے اور اصحاب رضی اللہ عنہم اُسپر معترض ہوتے دیکھو مقام حدیبیہ مین قربانی پر انکار کرنا اور کاغذ قلم لانے کا حکم نہ ماننا (جسکو تم بطریق مثال لائے ہو) دینی امر کا انکار ہے قربانی۔ اور نصیحت لکھنی کوئی دُنیادی یا طبعی کام نہین پس ثابت ہوا معاذ اللہ اصحاب نبی ہر ایک حکم شرعی مین آپکے تابعدار نہ تھے اور یہی بات تم سکھلانی چاہتے ہو حدیث انتم اعلم باموردنیاکم اور روائیت واذا امرتکم

۱۴۱

لتبشي من رائي مين صاف ذکر دنیاوی کامون کاہے ان روایتون سے یہہ نہین
ثابت ہوتا کہ آپکے جملہ عادات واخلاق پسندیدہ نہین ہین البتہ یہہ پایا جاتا ہے
کہ تجارت زراعت زرگری اور آہن گری اور اسکے سوا جتنے دنیاوی کام ہین
اُنکو اہل حرفہ انبیا علیہم السلام سے زیادہ اپنے کامون سے واقف ہین انبیا ایسے
کامون مین دخل نہین دیتے اور کبھی دنیا کی طرف توجہ نہین فرماتے - وہ جس
کام کے واسطے مبعوث ہوئے ہین رات دن اُسی مین مشغول رہتے ہین - وہ
انجنیر نہ تھے جو ہمین عمارت کا ڈہنگ بتلاتے - ڈاکٹر نہ تھے جو ہمین جراحی سکھاتے
ہر فن مین جو زیادہ مشاق ہے وہی اُستاد ہے اگر کوئی اِس سے یہہ نتیجہ نکالے
جو بس دینی معاملات مین ہی لوگ اور انبیا برابر ہین تو کفر اور اسلام مین کیا فرق
رہا **مغالطہ ۱۴۲** جب رسول الله کا یہہ حال ہے تو اور کون شخص ہے جسکے
اقوال وافعال واطوار سب محمود ہون **ہدایہ** جب تمہارا یہہ اعتقاد ہے کہ
پیغمبر خدا صلعم کے بعض اقوال وافعال کو اچھا جانتے ہو اور بعض کو ناپسند رکھتے
ہو تو پھر رسول کو رسول کہنے کی کیا حاجت ہے - جسکا تمام عمر مین چال چلن نیک
نہ ہوا اُسکی نبوت کیا ہے - مصنف صاحب آپ ایمان سے کہو یہہ بحث آپکا ضد کے
رو سے ہے یا سمجھہ ہی اتنی ہے ؎ فانکنت لا تدری فتلك مصیبة، و
انکنت تدری فالمصیبة اعظم، **مغالطہ ۱۴۳** اور کئی برس اور کئی مہینے
گھربار چھوڑ کر اُسکے جوار مین رہین **ہدایہ** صحابہ کبار مین سے ایسے لوگ
بھی تھے جنھون نے تمام عمر گھربار نہین بنایا - رسول رب العالمین کی مسجد مین
اوقات زندگی بسر کی لوگ اچھا کہاتے اچھا پہنتے اور یہہ معتکفان بارگاہ عالی تحت
فاقہ مستی دنیا و ما فیہا کو چھوڑ کر وہین پڑے رہتے تاکہ پیٹ بھر کر آپکی صحبت کا فیض
حاصل کرین اور معرفت الہی سے مستفیض ہون - ایسا ہی اِس آخر زمانہ مین اگر

کوئی اس سنت پر عمل کرے اور واسطے تحصیل علم باللہ کے کسی عالم حقانی کی خدمت مین جاوے تو بیشک عند اللہ مستحق اجر کا ہوگا البتہ جسکے ایمان مین ضعف ہے وہ مہاجرت فی سبیل اللہ نہین کر سکتے چنانچہ رب العالمین نے منافقون کے حالات نقل کئے ہین کبہی کہتے شغلتنا اموالنا واهلونا کبہی عذر کرتے ان بیوتنا عورة وما ہی بعورة ہمین مال اور اہل وعیال کا فکر رہتا ہے۔ ہمارے گہر کہلے پڑے ہین کوئی خبرگیران اور محافظ نہین افسوس ملا قصوری پیروان سنت پر اعتراض کرتا ہے اور روش منافقین کی طرف رغبت دلاتا ہے **مغالطہ** ۱۴۴

اور یہہ عذر اُنکا کہ ہم مسایل پوچہنے جاتے ہین حالانکہ وہ آپ بہی علم والے ہین اور قرب وجوار مین بہی عالم ہین پہر اُنکا کہنا بہانہ ہے **هدایه** یہہ عذر اُنکا اہل بصیرت کے نزدیک درست ہے جس علم کے وہ طالب ہین اُس علم سے تم اور ہم جیسے عالم بالکل بیخبر ہین وہ علم ہماری تمہاری صحبت سے ہاتہ نہین لگتا وہ اہل اللہ کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے اس آخر زمانہ مین علم باللہ یعنے احسان اور اخلاص خلق اللہ مین سے ایسا اُٹہایا گیا ہے کہ اگر شاذونادر کوئی اِس عالی رتبہ کو پہنچتا ہے لوگ اُسکو دیوانہ اور مجنون سمجہتے ہین خاصکر جنکو پیچرے سے لگاوٹ ہے وہ تو موٹہہ بہاڑ بہاڑ کر اہل اللہ پر اعتراض کرتے ہین اب ہم ناظرین کو اِس بات کی طرف توجہ دلاتے ہین کہ ملا قصوری نے دیباچہ مین وعدہ کیا تھا کہ مین ہر بات مین قرآن اور حدیث صحیح یا حسن سے تمسک کرونگا جوابات عشرہ اُسکے ختم ہو چکے اور بجائے قرآن وحدیث کے جو کچہہ اُسنے لکہا ہے وہ ظاہر ہے۔ پروردگار اُسکو ہدایت کرے اور ہمین صراط مستقیم پر ثابت قدم رکہے۔

بحث الہام کی

مغالطہ ۱۴۵ - الہام کے معنے لغت مین یہ ہین الہام چیزے در دل انداختن
وآموختن چیزے در دل انداز د - صراح - ویقال الہمہ اللہ خیر القنہ ایاہ قاموس - لغات مین لعبد
تفحص سے معلوم ہوا کہ الہام دل کے خیال کو کہتے ہین **ہدایہ** آپ نے
صراح اور قاموس کی عبارتین تو نقل کر دین مگر افسوس کہ مطلب نہ سمجھے - صراح مین لفظ
(چیزے) اور (آموختن) موجود ہے - پس عبارت کے کیا معنے ہوئے الہام کیا ہے
کوئی چیز دل مین ڈالنی اور جو کچھہ خداوند کریم کسی کے دل مین ڈالے خواہ وہ خیال
ہو یا کلام یا حدیث واللہ اعلم آپ نے خیال کی خصوصیت کہان سے نکالی ہے قاموس
کی عبارت کو دیکھو (یقال الہمہ اللہ خیرا) کہا جاتا ہے الہام کیا اللہ نے اُس شخص کو
بھلائی کا (القنہ ایاہ) سمجھا دیا یا سکھلا دیا یا کہہ سُنایا اُس شخص کو وہ کام - صاحب
قاموس نے الہام کے معنے کئے ہین تلقین کے اور غیاث اللغات مین ہے (تلقین
فہمانیدن و تعلیم کردن) سمجھانا اور سکھلانا (وماخوذ از تلقن بمعنے فہمیدن و گرفتن سخن
از کسی) اور لفظ تلقین لیا گیا ہے تلقن سے جسکے معنے ہین سمجھہ لینا اور حاصل کرنا
بات کا کسی سے - اور قاموس مین ہے التلقین التفہیم تلقین کے معنے ہین
سمجھانا اور مجمع البحار مین ہے لقن ای فہم حسن التلقین لما یسمعہ مرد لقن
یعنے سمجھہ دار اچھی طرح پا جانے والا جس بات کو سُنے - حدیث شریف مین ہے
لقنوا موتاکم لا الہ الا اللہ کہلوا دو تم یا سکھلاؤ تم اپنے قریب الموت لوگون
کو لا الہ الا اللہ اور ایک روایت مین ہے لقنوا موتاکم یٰسین سکھلاؤ تم اپنے مردون
کو سورہ یٰسین اور ابو کبشہ کی حدیث مین ہے فذھب حسن الحفظ عنی حتی
کنت القن فاتحۃ الکتاب پس جاتا رہا میرا حافظہ یہانتک کہ مجھے سورۃ فاتحہ

کہلاتے اور کتب لغت مین لفظ القان کے معنے لکہے ہین سمجہانا۔ تعلیم کرنا۔ تلفظ کرنا
اوران روایات مین جہان لفظ لقنوا یا القن کا آیا ہے پڑہانے یا سکہلانے کے
معنے بن سکتے ہین اگر یہان آپ کی طرح دل کے خیال معنے کرین توکیا ترجمہ ہوگا مُردہ
کو کلمہ لا الہ الا اللہ اور سورہ لیسن کا خیال کراؤ۔ اور سورہ فاتحہ کا مجہے خیال کرایا جاتا تھا
ملا صاحب آپ نے کونسی کتابون کا تفحص کیا تہا۔ صراح اور قاموس کی عبارت توہمارے
مفید مطلب ہے کوئی اور کتاب بتلائیے جس مین الہام کے معنے دل کا خیال لکہے
ہون **مغالطہ ۱۴۶** الہام کے معنے مین دعا اور ندا ماخوذ نہین **ھدایہ**
آپ نے قاموس کی عبارت کا حوالہ دیا ہے اور صاحب قاموس نے الہام کے معنے
کئے ہین تلقین اور تلقین مین تکلم اور کلام ہی ہوتی ہے اور تکلم اور کلام کو آواز وندا لازم
ہے پس آپ کہان سے کہتے ہین کہ (الہام کے معنے مین دعا اور ندا ماخوذ نہین) الفاظ
کا ترجمہ اجتہادی بات نہین کہ آپ اپنے اجتہاد سے جو چاہین لکہہ دین یہان کُتب
لغت اور محاورہ عرب کی سند درکار ہے۔ **مغالطہ ۱۴۷** اور کسی لغت مین
نظر نہین آیا جو شخص یہہ کہے کہ مجہہ کو الہام ہوا کہ یہہ بات کر اور مین نے جواب دیا کہ
کس طرح کرون **ھدایہ** چشم بد دور کیا عجب عبارت ہے ہرچند فکر کیا کچہہ
سمجہہ مین نہین آتا جملہ اول (اور کسی لغت مین نظر نہین آیا) اگر اسکو پہلی عبارت سے
ربط دیتے ہین تو اگلی عبارت (جو شخص یہہ کہے کہ مجہہ کو الہام ہوا) ناتمام رہی جاتی
ہے لفظ (جو) موصول متضمن معنی شرط چاہتا ہے جزا کو اور یہان جزا کا پتہ نہین
اور اگر جملہ اول کو عبارت مابعد سے ملاکر کل مغالطہ کی عبارت کو ایک بنا دین تو یہہ معنے
ہوتے ہین (کسی لغت والے نے کسی صاحب الہام کا یہہ قصہ نہین لکہا کہ تو یہہ بات
کر اس نے کہا مین کس طرح کرون) اور تمام عبارت بالکل لغو اور پوچ ہوجاتی ہے۔
اہل لغت معانی الفاظ بیان کیا کرتے ہین قصہ خوانی اُنکا کام نہین۔ الہام کی

حکائیتین اور اسکے اقسام اور کیفیتین وہی لوگ تبلا سکتے ہین جو صاحب حال ہین -
واضح ہو الہام کے چند اقسام ہین ایک تحدیث یعنے وہ کلام جو پردۂ غیب سے نازل
ہوتی ہے پس اگر انبیا علیہم السلام پر نازل ہو تو اُسکو اصطلاح شرعی مین وحی کہتے
ہین اور اگر اولیا اللہ پر نازل ہو اُسکو تحدیث کہتے ہین اور ایسے ہی لفظ وحی مورد کے
اعتبار سے جداگانہ معنے رکہتا ہے اگر سوائے نبی کے اور کسی کی طرف وحی کی
نسبت کیجائے تو اُس جگہ الہام مراد ہوگا چنانچہ اس آئیت مین واذ اوحیت الی
الحواریین ان امنوا بي وبرسولي جبوقت الہام کیا ہمنے حواریون کی طرف کہ یقین
لائو مجھپر اور میرے رسول پر اور اس آیت مین واوحینا الی ام موسی ہم نے الہام
کیا موسی کی والدہ کو - چونکہ یہہ لوگ نبی نہ تہے اس واسطے ان آئیتون مین وحی
کا ترجمہ الہام کیا جاتا ہے - اور ابن عباسؓ کی قراءت مین ہے وما ارسلنا من
قبلک من رسول ولا نبی ولا محدّث الآیۃ اور نہین بہیجا ہمنے تجھہ سے پہلے
کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اور نہ صاحب الہام آخر آیت تک اگرچہ لفظ محدث ہماری
قراءت متواتر مین نہین مگر علماء کے نزدیک قراءت غیر متواتر خبر مشہور کا حکم رکہتی
ہے اور حدیث صحیح مین ہے قد کان فیمن قبلکم من الامم محدّثون فان یک فی
امتی احد فعمر بیشک پہلی امتون مین صاحب الہام تہے پس اگر میری اُمت مین
کوئی ہوگا تو عمر ہوگا - اس آئیت اور حدیث مین تحدیث کی قسم کا بیان ہے - تحدیث کے معنی ہین بات کرنی پر
ثابت ہوا کہ صاحب الہام کو غیب سے کلام سُنائی دیتی ہے ملا صاحب جو الہام کو
محض خیال تبلاتے ہین بالکل غلط ہے -
قسم دویم - زبانی فرشتہ متشکل بشکل بشر سے کلام سُننا جیسا کہ مریم علیہا السلام
کے حق مین فرمایا فارسلنا الیہا روحنا الآیات پس ہم نے بہیجا مریم کی طرف
اپنی روح (جبرئیل) کو آیتون کے اخیر تک واذ قالت الملائکۃ یمریم ان اللہ یبشرک

جسوقت کہا فرشتون نے تحقیق الله خوشخبری دیتا ہے تجھہ کو واذ قالت الملائکة
یمریم ان الله اصطفاک اور جسوقت کہا فرشتون نے اے مریم تحقیق الله نے
برگزیدہ کیا تجھہ کو اس قسم کے الہام کو اصطلاح قوم مین خطاب ملکی بہی کہتے ہین
تیسرا قسم الہام کا یہہ ہے کہ صاحب الہام کے دل سے خودبخود ایک بات جوش
مارتی ہے اور اسکی زبان پر آتی ہے اکثر ایسی بات بہی مونہہ سے نکلتی ہے کہ پیشتر
اسکو یاد نہ تہی بلکہ اسکا علم نہ تہا حقیقت مین وہ کلام غیبی ہوتی ہے خیالات نفسانی
نہین ہوتے - قسم سویم کا الہام باعتبار مورد کے دو قسم ہے اور ہر ایک قسم کا جدا جدا
نام ہے اس قسم کا الہام اگر نبی کو ہو تو اسکو نفث فی الروع کہتے ہین حضرت فرماتے
ہین ان روح القدس نفث فی روعی تحقیق پہونکا جبرئیل نے میرے دل مین اگر
کسی اور شخص کو ہو تو اسکا نام نطق سکینہ ہے چنانچہ صحابہ کرام کہتے ماکنا نبعد
ان السکینة تنطق علی لسان عمر وقلبه ہم بعید نہ سمجہتے اس بات کو جو سکینہ گویا
ہوتا ہے عمر فاروق کی زبان اور دل پر - یعنے عمر کی بات سُنکر ہم یون گمان کرتے تہے
کہ یہہ شخص اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ الہام ربانی سے کہتا ہے - شارحان حدیث
سید - طیبی - صاحب لمعات لکہتے ہین سکینہ اُس شے کا نام ہے جو صاحب الہام
کی زبان پر ڈالی جاتی ہے یا فرشتے کا نام ہے جو الہام لیکر آتا ہے قسم چہارم
یہہ ہے کہ صاحب الہام کے دل مین محض خیال آوے جیسا کہ ملا صاحب نے بیان
کیا ہے اور ان دو حدیثون مین بہی اسی کا ذکر ہے ان للملک لمة بقلب ابن آدم
وللشیطان لمة فلمة الملک ایعاد بالخیر وتصدیق بالوعد ولمة الشیطان ایعاد
بالشر وتکذیب بالوعد تحقیق فرشتہ کا لگاو ہے انسان کے دل سے اور شیطان
کا بہی لگاو ہے فرشتے کی لگاوٹ کیا ہے بہترائی کا وعدہ دینا اور خدا کے وعدون
کو سچ دکہلانا اور شیطان کی لگاوٹ برائی کا وعدہ دلانا اور خدا کے وعدون کو جہٹلانا

والداعی فوق الصراط واعظ اللہ فی قلب کل مؤمن اور رستہ پر کہڑا ہوکر پکارنے
والا- اللہ کا واعظ ہے جو ہر مومن کے دل مین ہے- حافظ ابن القیم رحمہ اللہ
فرماتے ہین والالہام ینقسم الی عام وخاص وعامہ قد یقع کثیرا وخاصہ
قد یقع نادرا انتہی ملخصا اور الہام منقسم ہوتا ہے طرف عام اور خاص کے اور
قسم عام اسکا اکثر واقع ہوتا ہے اور قسم خاص کبہی شاذ و نادر وقوع مین آتا ہے
چارون قسم آیات اور احادیث سے ثابت ہین ملا صاحب نے چوتہا قسم بیان کرکے
تین قسمون کی نفی کر دی اور برخلاف کتاب وسنت اور علما امت کے ایک نیا رستہ
نکالا ھداہ اللہ **مغالطہ ۱۴۸** لیکن شرع مین یہہ بات ثابت نہین کہ ایک
شخص چلا جاتا تہا اور ہاتف نے آواز دیا قرآن مین بہی اسکا ذکر نہین پس معلوم
ہوا کہ الہام صرف خیال دل کو کہتے ہین **ھدایہ** ہاتف- صائح- منادی
تینون کے ایک ہی معنے ہین آواز دینے والا- چیخنے والا- پکارنے والا- اب ہم
آیتون اور حدیثون سے ثابت کرتے ہین جو کئی شخصون کو صائح اور منادی نے
پکارا اور آواز دی- صحیح بخاری مین ہے لما مات الحسن بن الحسن ضربت امرأتہ
القبۃ علی قبرہ سنۃ ثم رفعت فسمعت صائحا یقول الا ھل وجدوا ما
فقدوا- فاجابہ آخر- لابل یئسوا فانقلبوا جبکہ انتقال کیا حسن بن حسن رضی اللہ
عنہما نے اُنکی بیوی نے اُنکی قبر پر ایک سال خیمہ لگا رکہا پہر خیمہ اُٹہا لائی پس
اُس نے سُنا ایک پکارنیوالا کہتا ہے کیا اُنہین پا گیا جو اُنہون نے کہویا تہا-
دوسرے نے جواب دیا نہین بلکہ نا امید ہو گئی پس لوٹ چلی- ملا علی قاری نے
صائح کا ترجمہ ہاتف سے کیا ہے- اور حدیث معراج مین ہے فلما جاوزت
نادی مناد امضیت فریضتی وخففت عن عبادی پس جب مین گذرا ایک
پکارنے والی نے پکارا مین نے اپنے فرض کا حکم جاری کر دیا اور اپنے بندون

کے واسطے تخفیف کردی۔ اور ساریہ رضی اللہ عنہ کے قصہ مین ہے فاذا بصائح
یصیح یا ساري الجبل اچانک ایک چلانے والے نے چلاکر کہا اے ساریہ پہاڑ
کی طرف رہ اور حدیث صحیح مین ہے فسمع صوتا فی السحابۃ اسق حدیقۃ فلان
پس بادل مین سے ایک آواز سنی فلان شخص کی باغ کو پانی دے۔ مجمع البحار مین
ہے اهتف بالانصار ای نادھم یُلا حماتیون کو یھتف یصیح دونون کے ایک
معنے ہین ایسا ہی ھتفت صاحت غرض حدیث کی شرحون اور لغت کی کتابون سے
ثابت ہوا کہ ہاتف اور صایح اور منادی کے ایک معنے ہین اور نیز صحیح روائیون سے
جن سے انکار کرنا پیروان سنت سے بعید ہے ثابت کیا گیا جو ہمارے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حسن بن حسن کی بیوی نے اور میدان جنگ مین
ساریہ رضی اللہ عنہ نے اور جنگل مین کسی مسافر نے ہاتف کی آواز سنی اور سمجھی
پس یہہ قول مصنف کا (ان معنون مین جو یہہ لوگ استعمال کرتے ہین کہین قرآن
وحدیث مین نہین آیا) بآواز دل منادی کرتا ہے کہ بیچارہ بالکل سادہ اور بیعلم
ہے جس نے مشکوۃ دیکھی ہوگی وہ ان روائیون سے واقف ہوگا مصنف کو
قرآن وحدیث کے ممارست کا دعوی ہے مگر ان روائیون کی خبر نہین۔ اور پروردگار
فرماتا ہے وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا ہم نے پکارا اسکو اے
ابراہیم تونے بیشک سچ کردکھلایا خواب اذ ناداه ربه بالواد المقدس طوى جس
وقت پکارا موسی کو اُسکے رب نے پاک جنگل مین جسکا نام طوی ہے۔ ملا صاحب
چند سطرین لکھکر فرماتے ہین (اور کسی نے آواز سنی) پہلے انکار سے توبہ کرتے
ہین پس ناظرین اُس نتیجہ کو بھی منسوخ سمجھین جو انہون نے فرمایا تہا (پس معلوم
ہوا کہ الہام صرف خیال دل کو کہتے ہین) بلکہ باقرار ملا صاحب چارون اقسام صحیح
ہین **مغالطہ ۹۴** اوحى ربك الى النحل اور واوحينا الى موسى مین ۱۴۹

مفسرین الہام کے معنے کرتے ہین لیکن الہام کے معنے درست نہین ہوتے کیونکہ
الہام مین صرف القاہی ہوتا ہے وہان جواب وسوال نہین ہوتا **ھدایہ** یہہ
تو آپ مانتے ہین کہ وحی مین کلام اور سوال وجواب ہوتا ہے مگر الہام مین نہین ہوتا اب
ہم پوچھتے ہین کہ یہہ فرق آپنے کہان سے نکالا اور اسپر کیا دلیل اور کونسی سند ہے
اہل لغت وحی کے معنے الہام ہی کرتے ہین جب اہل لغت کے نزدیک دونون ایک معنی
پر آتے ہین تو مفسرین کا قول صحیح ہوا - قاموس مین ہے الوحی الکتابة والاشارة
والمکتوب والرسالة والالہام والکلام الخفی وحی کے معنے ہین لکہنا اور اشارہ
کرنا اور مکتوب اور رسالہ اور الہام اور پوشیدہ کلام اور مجمع البحار مین ہے الوحی یقع علی
الکتابة والرسالة والالہام والکلام الخفی اور مجمع مین ہے الالہام ان
یلقی اللہ فی النفس امرا یبعثہ علی الفعل والترک وھو نوع من الوحی یخص اللہ
بہ من یشاء من عبادہ لفظ وحی بولا جاتا ہے کتابت اور رسالت اور الہام اور
کلام پوشیدہ پر - الہام یہہ ہے کہ اللہ کسی کے دل مین کسی بات کا القا کرے جو اُس
شخص کو فعل یا ترک کا باعث ہووے - اور الہام ایک قسم ہے وحی کا خاص کرتا ہے
اُسکے ساتھہ پروردگار جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے اور یہہ بات ہم پہلے ثابت
کر چکے ہین کہ الہام بمعنے تحدیث و تلقین اور تکلیم بھی آتا ہے اور اسی وجہ سے ملہم
کو ملہم اور محدث اور ملقن اور مکلم کہتے ہین بخاری مین ہے قد کان فیمن قبلکم من الامم
محدثون پہلی اُمتون مین غیب سے باتین سُننے والے لوگ تھے قد کان فیمن
قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی
امتی منہم احد فعمر تمہارے سے پہلے امت بنی اسرائیل مین ایسے لوگ تھے جنکے
ساتھہ غیب سے کلام کیجاتی تھی باوجودیکہ وہ نبی نہ تھے پس اگر میری امت مین سے کوئی
ویسا ہو تو عمر ہوگا اور صحیحین مین ہے ولیھنی محامد احمد ہ بھالا تحصر فی

الآن و فی روایۃ لیعلمنی اور الہام کریگا پروردگار مجھہ کو تعریفین جنکے ساتھہ مین اُسکی حمد کرونگا جواب مجھہ کو یاد نہین اور ایک روایت مین ہے تعلیم کریگا مجھہ کو پروردگار آخر حدیث تک - اِن سب روائیتون اور سندون سے ثابت ہوا کہ وحی کے معنے الہام ہی آتا ہے اور الہام مین آواز اور کلام ہی سنائی دیا کرتی ہے اور معلوم ہوا کہ ملا صاحب جیسے وضعی مسائل بناتے ہین ویسی ہی وضع لغت مین بھی دخل رکہتی ہے - خیر تیرہوین صدی کے مجتہد سے یہہ بھی غنیمت ہے کیون صاحب آپ نے صفحہ ۶۹ مین تصریح کیا ہے کہ اگر کسی آدمی سے فرشتہ کلام کرے تو اُسکا نام وحی ہے نہ الہام یہہ تو بتلا دیجئے جو کوئی جھوٹا دعوی کرے کہ مجھہ کو وحی ہوتی ہے تو بموجب اس آیہ کریمہ کے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شیئ وہ شخص سردا ظالمون کا ہے یا نہین اگر ہے پس آپ اور آپکا وزیر مطیع الہ صاحب (جو اس رسالہ اور قصیدہ عملیا کے اخیر مین لکہتے ہوے سروش ازغیب با من کرد ارشادی سروش گفت زغیبم بگوشم این تاریخ) تو پوری پوری اس آئیت کی مصداق ہوگئی اور اگر کہو کہ یہہ کلام شاعرون کے طریق پر ہے پس بحکم آیہ کریمہ والشعراء یتبعہم الغاوون معاذاللہ داخل زمرہ غاوین ہو جاؤگے کیا اچہا کہا جسنے کہا ے وزیرے چنین شہریارے چنان جہان چون نگیرد قرار چنان - افسوس آپ ملہمین صادقین پر طعن کرتے ہوا اور خود بدولت ناحق مدعی وحی **مغالطہ ۱۵۰** اب یہہ بات ثابت ہوئی کہ الہام کے معنون مین کلام اور تکلم ماخوذ نہین **ہدایہ** ملا صاحب آپ بار بار یہی کہتے ہین کہ الہام مین کلام نہین ہوتی کیا یہہ مسئلہ آپکو الہام سے معلوم ہوا ہے یا کسی کتاب مین دیکہا ہے قرآن وحدیث اور لغت عرب سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ الہام مین کبہی کلام ہی ہوا کرتی ہے ان یتبعون الا الظن وما تہوی الانفس پروردگار فرماتا ہے بعض لوگ اپنی اٹکل اور ہوائے نفس کے تابع ہین ایسا ہی آپکا حال نظر آتا ہے - خدا رحم

فرماوے **مغالطہ ۱۵۱** اگر کوئی شخص دعوی کلام تکلم کا کرے اور پھر اُسپر اطلاق الہام کا کرے ہم اُسکو صادق نہ جانینگے **ھدایہ** چونکہ آپ مقر ہین کہ وحی مین کلام ہوا کرتی ہے اور وحی اور الہام کا مرادف ہونا لغت کی کتابون سے ثابت ہے پس آپکو اس شخص کا صادق جاننا اپنی تحریر کی روسے ضرور ماننا پڑیگا **مغالطہ ۱۵۲**- اللہ جل جلالہ نے صریح فرمایا ہے کہ **فالھمھا فجورھا وتقوٰھا** لفظ نفس عام ہے فاسق کا ہو یا صالح کا کافر کا ہو یا مومن کا تقوی اور فجور کا الہام ہر ایک کو ہوتا ہے **ھدایہ** جیسا لفظ نفس عام ہے اسی طرح لفظ الہام بھی عام ہے بعضون کو بطریق تحدیث غیبی (غیب سے ایک کلام کا سُنائی دینا) ہوتا ہے اور کسیکو بطریق خطاب ملکی (فرشتہ کا متشکل بشکل انسان ہو کر کلام کرنا) اور کیونکو بطریق تعلیم روحی (خود بخود ایک کلام کا جو اُسکو یاد نہ تہی یا اُسکو جانتا بھی نہ تہا زبان پر جاری ہونا) اور بہتون کو بطریق القا قلبی (ایک خیال دل مین آنا) اور جیسا کہ الہام تقوی مین الہام کا عام معنی لیا جاتا ہے ویسا الہام فجور مین بہی عموم ہے مگر القاء خیر کو الہام رحمانی کہینگے اور القاء شر کو الہام شیطانی چنانچہ اس حدیث مین (جسکو ہم پہلے نقل کر چکے ہین) دونون طرح کے القا کا ذکر ہے۔ فرشتہ کا لگاؤ ہے ابن آدم کے دل سے اور شیطان کا فرشتہ کی لگاوٹ خیر کی امید دلانی اور خدا کے وعدون کو سچا دکھلانا اور شیطانی لگاوٹ برائی کا وعدہ دینا اور وعدہ الہی کو جھٹلانا۔ الہام خیر کے انواع راقم پہلے کتاب و سنت سے ثابت کر چکا اب الہام شر کے انواع آیات بینہ و احادیث صحیحہ سے بیان کرتا ہے۔ نوع اول تحدیث جو اس متفق علیہ روایت مین ذکر ہے تلک الکلمۃ من الحق یحفظھا الجنی فیقرھا فی اذن ولیہ قر الدجاجۃ (کاہن کوئی سچی بات بھی لوگون کو بتلا دیتے) آن حضرت نے فرمایا یہ ایک سچی بات ہے جن (فرشتون سے سُنکر) اُسے یاد کر لیتا ہے پس مرغی کیسی آواز کے ساتھہ بولکر

اپنے دوست کے کان مین کہہ دیتا ہے۔ نوع دویم خطاب جوان آیتون مین وارد ہے واذ زین لھم الشیطن اعمالھم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بریٔ منکم انی اری ما لا ترون ترجمہ۔ اور جسوقت سنوارنے لگا شیطان اُنکی نظر مین اُنکے کام اور بولا کوئی غالب نہ ہوگا تمپر آجکے دن اور مین رفیق ہون تمہارا پس جب سامنے ہوئین دو فوجین اُلٹا پھرا اپنی ایڑیون پر اور بولا مین تمہارے ساتھ نہین مین دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے۔ شیطان مجسم ہوکر لوگون کو نظر آیا اور لڑائی کے وقت جب مقابلہ مین فرشتہ دیکھے اپنے ساتھیون کو جواب دیکر بھاگ گیا۔ اور کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک جیسی کہاوت شیطان کی کہ جسوقت کہا اُسنے آدمی کو کفر کر پس جب کفر کیا کہا مین الگ ہون تجھہ سے۔ شیطان ایک زاہد کا دوست ہوا اور اُسکو فسق سکھلایا جب وہ پکڑا گیا تب کہنے لگا تو مجھے سجدہ کر مین تجھے بچا لونگا۔ جب اُسنے سجدہ کرکے ایمان گنوا لیا تو کہنے لگا مین تجھہ سے بیزار ہون۔ جیسے بی بی مریم سے جبرئیل نے بصورت انسانی ظاہر ہوکر کلام کرتی تھی ویسے ہی ان کافرون سے شیطان نے جسم انسان مین آکر فریب دیا نوع سویم تعلیم روحانی جسکا بیان اِس حدیث صحیح بخاری مین ہے فیسمع الکلمۃ فیلقیھا الی من تحتہ ثم یلقیھا الآخر الی من تحتہ حتی یلقیھا علی لسان الساحر۔ ترجمہ۔ پس سنتا ہے شیطان فرشتون سے ایک کلمہ پس اپنے سے نیچی جگہہ والے کو ڈالتا ہے پھر وہ اپنے سے نیچی درجہ والے کو سکھلاتا ہے یہانتک کہ جادوگر کی زبان پر (بذریعۂ تعلیم روحانی کے) ڈالتا ہے اور ساحر ایک سچے فقرہ کے ساتھ سو جھوٹ ملاکر لوگون مین فخر سے ظاہر کرتا ہے۔ نبوت کے جھوٹے مدعی اکثر اسی قسم کے الہامات دکھلاکر لوگون کو فریب دیا کرتے تھے صاحب مجمع البحار لکھتے ہین

فالروايات اشعار بان الوضع في اذن الكاهن تارة بلا صوت واخرى
بہ روایتون سے معلوم ہوتا ہے جو کاہن کے کان مین کبھی آواز سے بات پہنچتی
کبھی بدون آواز کے۔ نوع چہارم وسوسہ اور خطرہ جسکو مصنف خیال وہی لکھتے ہین
الشیطان یعدکم الفقر ویأمرکم بالفحشاء شیطان تمہین ڈراتا ہے محتاجی
سے اور حکم کرتا ہے بیحیائی کا ان للملک لمۃ بقلب ابن ادم وللشیطان لمۃ
فلمۃ الملک ایعاد بالخیر وتصدیق بالوعد ولمۃ الشیطان ایعاد بالشر وتکذیب
بالوعد اس آیت اور حدیث مین نوع چہارم کا بیان ہے اور جیسا الہام کا معنی
آیہ کریمہ فالہمہا فجورہا وتقوٰیہا مین عام ہے اسی طرح وحی اس آیت مین
وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم (تحقیق شیطان وحی کرتا ہے طرف اپنے
دوستون کے) عموم پر محمول ہے یعنے مختلف طور پر القا کرتا ہے۔ الہام خیر اور الہام
شر مین یہہ فرق ہے کہ خیر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور شر شیطان کی طرف
سے جسکو خیر کا الہام ہوتا ہے اُسکو محدّث وملہم وملقن رحمانی کہتے ہین اور جسکو برائی
کا الہام ہوتا ہے اُسکو محدّث وملہم وملقن شیطانی بتلاتے ہین۔ آیہ کریمہ فالہمہا
فجورہا وتقوٰیہا مین الہام کا ایک ہی معنے لینا اور باقی کو نہ ماننا یا سراسر تعصب ہے
یا محض بے علمی وبیخبری۔ ہم ناظرین کو ایک اور بات بتلاتے ہین مُلّا صاحب نے لفظ الہمہا کا
ترجمہ الہام اصطلاحی سے کیا ہے اور ہم نے وہی معنے فرض کرکے اُسی روش
پر یہہ جواب دیا ہے ورنہ در اصل آیت فالہمہا فجورہا وتقوٰیہا مین الہام کے
معنے ہین تعلیم اور تفہیم کے پس آیت کے معنے اس طرح کرنے چاہئے (پس سکھلایا
اور سمجھایا نفس کو فجور اور تقوی اُسکا) یعنے پروردگار نے گناہین آشکار کرا دہ
رسول بھیجکر گمراہی اور ہدایت کا راستہ واضح کر دیا اور سمجھا دیا۔ اب مصنف کا
استدلال بالکل بیجا اور باطل ہوگا۔ **مغالطہ ۱۵۳** پھر یہہ اگر [illegible]

الہام کا کرتے ہین اور اُنکے معتقد لوگ قرآن وحدیث سے زیادہ خیال کرتے ہین اور اُسکے مُنکرون پر اشد انکار کرتے ہین بلکہ اُنکو کافر جانتے ہین یہہ باتین دین کی نہین **ھدایہ** جو لوگ الله اور رسول پر ایمان رکھتے ہین وہ کسی چیز کو قرآن وحدیث پر مقدم نہین کرتے بلکہ الہامات کو شواہد اور مبشرات اور ترجیح اور اطمینان کا سبب سمجھتے ہین - اور جو شخص تاویل کے ساتھہ الہام کا انکار کرے اُسکو کافر نہین کہتے بلکہ مبتدع کہتے ہین چنانچہ سلف صالحین کا یہی طریقہ تہا **مغالطہ ۱۵۴** ۱۵۴ علماء عقائد نے لکھدیا ہے والالہام لیس بحجۃ **ھدایہ** معلوم ہوا ملا صاحب بہت حیران ہین ہر طرف ہاتہہ مارتے ہین کوئی دلیل نہین ملتی جس سے الہام کی بے اعتباری ثابت کرین آخر اُنہین لوگون کا قول سند لاتے ہین جن کے آپ ہمیشہ سے مُنکر ہین اور اسی رسالہ کے اول وآخر مین جن پر اعتراض کئے ہین - اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ آپکا حافظہ اور فہم بالکل جاتا رہا ہے ورنہ آپ یہہ قول اہل کلام کا (والالھام لیس بحجۃ) کبہی سند نہ لاتے آپ وجود الہام کے مُنکر ہین اور اِس قول کے یہہ معنے ہین کہ الہام کا وجود تو ہے مگر کتاب وسنت کی طرح حجت نہین اگر اہل کلام آپکی طرح الہام کے مُنکر ہوتے تو یون لکھتے الہام کا وجود ہی نہین یا کہتے الہام دل کا خیال ہے جو مومن کافر صالح فاسق چہوٹے بڑے سب کے دل مین آتا ہے اور اُسکی حجت ہونی نہ ہونی پر بحث نہ کرتے بلکہ علما عقائد لکھتے ہین الہام کیا ہے القا ہونا علم کا دل مین جو ایک قسم ہے وحی کا آپنے اتنی بات کو مان لیا کہ (حجت نہین) مگر حجت نہ ہونیوالی چیز کے وجود کو نہین مانا ایک جملہ مین خبر کا اقرار ہے اور مبتدا سے انکار یہہ بعینہ ملحدون کی سی بات ہے جو کہتے ہین کلام الله مین نماز کی ممانعت آئی ہے خدا فرماتا ہے لاتقربوا الصلوۃ **مغالطہ ۱۵۵** ۱۵۵ اور علماء عقائد نے لکہا ہے کہ اسباب علم کے تین ہین الی قولہ الہام کو کسی نے اسباب

علم سے نہین بنایا ہدایہ علم کلام فلسفہ کے مقابلہ مین اُسی کی ڈہنگ پر
بنایا گیا تھا اہل کلام کو منقول کی طرف توجہ نہ تہی صرف علم معقول اُنکا مبلغ علم تہا اسلئے
سلف صالحین نے متکلّمین کو زمرۂ علما مین شمار نہین کیا اور آپ ہی ہمیشہ اُنکے منکر
رہے ہین مگر افسوس کہ ضد اور تعصّب کے سبب یہان اُنکی تقلید کرتے ہین اگر متکلّمین
برخلاف کتاب و سنت کے کسی مسئلہ کا انکار کرینگے تو بیشک اُنکا قول ردّ کیا جائیگا
اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے واذ اوحیت الی الحواریین ان امنوا بی وبرسولی قالوا
امنا اور جبوقت الہام کیا مین نے طرف حواریون کے یہہ کہ تم ایمان لاؤ ساتہہ
میرے اور میرے رسول کے وہ بولے ہم ایمان لائے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے
شاگردون کو معرفت توحید الٰہی اور حقیت عیسیٰ علیہ السلام الہام سے حاصل ہوئی
اور اُسی کے موافق اُنہون نے اپنے عقائد کو مضبوط کرکے اللہ اور اُسکے رسول کے
برحق ہونے کا اقرار کیا معرفت توحید الٰہی کے برابر کوئی علم نہین سب علوم اِس سے
ادنیٰ ہین جب یہہ سب علمون کا سردار علم بہ سبب الہام کے حاصل ہوسکتا ہے تو اور
علمون کی کیا حقیقت ہے۔ اور فرمایا واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ فاذ
خفت علیہ فالقیہ فی الیم ہم نے موسیٰ کی ماکی طرف الہام کیا کہ تو اُسکو دودہ
پلا پس جبوقت تجہے اسکی حالت پر خوف ہو پس ڈال اُسکو دریا مین۔ دیکھو الہام کے
ذریعہ سے کیسی مشکل حل ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی مان نے اِس دور از عقل
بات پر کیسا اعتبار کیا کہ جیتے بچے کو بہتے پانی مین پہینک دیا آخر اللہ جل شانہٗ نے
اپنا وعدہ سچا کیا اور مان بیٹے کو ملادیا لتعلم ان وعد اللہ حق تاکہ وہ جانے بیشک
اللہ کا وعدہ حق ہے۔ اور طالوت نے بذریعہ الہام معلوم کرکے بتلایا کہ میرے
ساتہیون مین سے جو نہر پر پانی پئیگا میری رفاقت سے رہ جاویگا۔ چنانچہ ایسا
ہی ہوا۔ اور عمر فاروق نے ایک لشکر روانہ کیا اور ساریہ نام شخص کو اُسپر امیر بنایا۔

جمعہ کے روز خطبہ پڑھتے ہوئے آپکو بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ مسلمانون کو شکست ہوئی
ہے آپ اسوقت امیر لشکر کو پکار کر تدبیر بتانے لگے اسے ساریہ پہاڑ کی طرف جا
پروردگار نے یہی آواز انکو پہنچادی اور وہ پہاڑ کی طرف پشت کرکے کھڑے ہوگئے۔
دشمنون کا داؤ نہ چلا آخر کفار مغلوب ہوکر بھاگ گئے۔ اور ایک شخص سے حضرت عمر
نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اس نے کہا جمرہ آپ نے پوچھا باپ کا نام بولا شہاب آپنے
دریافت کیا کس قبیلہ سے کہا حرقہ سے پوچھا کہان رہتا ہے کہا حرۃ النار مین پوچھا کونسی
جگہہ کہا ذات لظی مین فرمایا جا اپنے گہر والون کی خبر لے وہ سب جل گئے۔ جب اس شخص
نے جاکر دیکہا تو یہی حال تہا جو حضرت عمر نے کہا تہا یعنی ملا صاحب آپکو الہام سے معلوم
ہوئے اور جیسے بتلائے ویسے ہی دیکھنے مین آئے۔ حضرت فاروق کے ایسے ہی حالات
دیکہکر صحابۂ کرام کہا کرتے ان الملک ینطق علی لسان عمر ملا صاحب کو محدثین کے
عقاید کی خبر نہین ورنہ متکلمین کی تقلید نکرتے علامۂ زمان نواب سید محمد
صدیق حسن خان لقطۃ العجلان فی شرح العقائد مین لکھتے ہین کہ کثیر از سلف صالحین الہام کو
اسباب علم سے جانتے ہین۔ پس یہہ بات (کہ الہام علم کا ذریعہ اور سبب ہے) کتاب اللہ
اور آثار صحابہ سے بخوبی ثابت ہوئی اور ملا اور متکلمین کا بے سند قول رد ہوا

۱۵۶ بلکہ سب یہی کہتے ہین الالہام لیس من اسباب المعرفۃ لصحۃ الشیئی عند اہل الحق
یعنی الہام اہل سنت وجماعت کے نزدیک کسی شے کی صحت معلوم کرنے کا اسباب نہین ہے

ھدایہ نسفی کی مراد اہل حق سے متکلمین ہے کیونکہ اہل فن اپنی اپنی فن کا ہمیشہ
حوالہ دیا کرتے ہین ملا صاحب اگر راست گوئی کرتے عبارت نسفی کا ترجمہ اس طرح فرماتے
(یعنی الہام اہل کلام کے نزدیک کسی شے کی صحت معلوم کرنے کا اسباب نہین ہے)
تو عوام الناس فریب مین نہ آتے اور مخالفت متکلمین کی چندان پروانہ کرتے انہونے
نے اہل کلام کی جگہہ اہل السنت والجماعت لکھہ دیا۔ مگر ایسی ابلہ فریبی سے کیا ہوتا ہے

ساریہ الجبل ... [illegible marginal notes] ... **۱۵۶**

اہل حق وہ ہین جنکے عقائد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق ہین۔ نسفی متکلمین
مین سے ایک شخص ہی مسائل صفات مین اکثر غلطی کرتا ہے اور پہر انہین مسائل
کو اہل حق کی طرف منسوب کرتا ہے اُنکے نزدیک اہل حق اہل کلام ہین **مغالطہ**

۱۵۷

۱۵۷۔ اور اس الہام کو اولیاء اللہ کا خاصہ سمجھنا خطا ہے بلکہ ہر ایک مومن اولیاء اللہ
ہے اور الہام کسی کا خاصہ نہین ہے **ھدایہ** مومن مفرد اولیا جمع یہہ کونسا محاورہ
اور عربیت ہے نحومیر کے پڑہنے والے بھی جانتے ہین کہ مطابقت مبتدا اور خبر مین ضروری
ہے ملا صاحب بیشک ہر مومن ولی ہے مگر جیسے عمل ویسا درجہ ایک سابق بالخیرات ہین
اور ایک میانی روش والے اور ایک گناہون کے سبب اپنی جان پر ظلم کرنیوالے
مومنون کے درمیان فرق ہے بعضون کو بعضون پر فضیلت ہے ملا صاحب اگر مدعی
ساوات ہین تو اُسکا قول برخلاف قرآن کون مانیگا۔ آیت و احادیث سے ثابت ہے
کہ الہام متنازع فیہ ہر ایک شخص کو نہین ہوتا بلکہ وہ خاص لوگ ہین جو اس عالی رتبہ
کو پُہنچتے ہین چنانچہ پروردگار نے انبیا اور رسل کے ساتہہ اہل الہام کا ذکر فرمایا
قراءت ابن عباس مین ہے وما ارسلنا من قبلک من نبی ولا رسول ولا
محدث اور حدیث شریف مین ہے لقد کان فیمن قبلکم من الامم محدثون
اور صاحب مجمع البحار لکہتا ہے ھو نوع من الوحی یختص اللہ بہ من یشاء
من عبادہ عمر فاروق جیسے مومنون کو الہام ہوتے تہے ہر شخص کا منہہ نہین
جو دعوی کرے جبکہ اہل اللہ کے ساتہہ الہام کی خصوصیت نقل اور عقل سے ثابت
ہے ملا کا بے دلیل قول کون سُنیگا۔ دراصل ملا صاحب اسکے فہم سے قاصر ہین جو
بات سمجہہ مین نہ آئی اُسکی تکذیب کے درپے ہوگئے بل کذبوا بما لم یحیطوا
بعلمہ دعوی تو یہہ ہے کہ ہم ہر بات کی سند کتاب و سنت سے لائینگے مگر خاص کر
بحث الہام مین سوائے اس بات کے (الہام بمعنے خیال ہے) اور کوئی دلیل نہین

کبھی وقوع مین نہین آیا۔ چنانچہ بعض لوگ خوف خدا سے دفعتاً مر گئے اور انبیا اور صحابہ
کرام مین سے کوئی نہین مرا اللہ پاک کا عطا ہے اختیاری کام نہین جو اسپر طعن کیا
جاوے کہ تجھکو کیون الہام ہوا اور تو کیون مرگیا یا کیون مجذوب ہوا صحابہ مین کوئی ایسا
نہین ہوا **مغالطہ ۱۵۹** لیکن اس طور کہنا کہ اللہ تعالی نے مجھکو یہہ آیت الہام
کی اور اسکے تکلم اور کلام خیال کرنا کہ خدا نے مجھسے کلام کی اور اس آیت کو مجھے فرمایا
ان معنون سے جائز نہین **ہدایہ** المرء عدو لما یجهل آدمی جس چیز کو
نہین جانتا اسکا دشمن اور مخالف ہو بیٹھتا ہے آپ ملہمین صادقین کے حالات سے
بے خبر ہین۔ صاحب الہام یہہ نہین کہتے کہ جو ہمین الہام ہوتا ہے وہ یقیناً پروردگار
کی کلام ہے۔ بلکہ متردد رہتے ہین کہ یہہ کلام ربانی ہے یا خطاب ملکی بعض الہامات
مین یہہ بھی خوف ہوتا ہے مبادا کہین شیطانی وسوسہ ہو ملہمین صادقین کے امام
امیر المومنین عمر رض نے اپنے منشی سے کچھہ لکھوانا چاہا۔ کاتب نے لکھا هذا ما
اری اللہ عمر امیر المؤمنین فقال رضی اللہ عنہ امحہ اکتب هذا ما
رای عمر فان کان صوابا فمن اللہ وان کان خطأ فمن نفسی واللہ ورسولہ
بریئی منہ **ترجمہ** یہہ وہ چیز ہے جو اللہ نے دکھلائی امیر المؤمنین عمر کو پس آپ نے
فرمایا مٹادے اسکو (جو تو نے اسکو یقیناً اللہ کی طرف منسوب کیا ہے) لکھہ یہہ وہ
چیز ہے جو دیکھی عمر نے پس اگر درست ہے پس خدا کی طرف سے ہے اور اگر ہے
خطا پس میرے نفس سے ہے اور اللہ اور اسکا رسول اس سے پاک ہین ہمارے
امام اور پیشوا عبد اللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب کی بابت جسمین بعض مسائل
خلاف جمہور امت تھے بطریق الہام یہہ دیکھا من شذ شذ فی النار اور فرمایا
واللہ اعلم یہہ الہام رحمانی ہے یا وسوسہ شیطانی اس کتاب کے دلایل دیکھنے
چاہیئے کیونکہ دلیل پر اعتبار کرسکتے ہین دلیل کے مقابلہ مین الہام کا اعتبار نہین

۱۵۹

ملا صاحب جو فرماتے ہین کہ صاحب الہام کا یہہ کہنا (کہ خدا نے مجھہ سے کلام کی
اور اِس یہ آئت کو مجھے فرمایا اِن معنون سے جائز نہین) ہماری سمجھہ مین نہین آتا
کیون ناجائز ہے اگر آپ ان معنے کر کہتے ہین کہ صاحب الہام آئیت یا کلام کو سنکر
یقیناً جانتا ہے کہ بلا واسطہ خدا نے مجھہ سے کلام کی تو بیشک یہہ دعوی باطل ہوگا
اور نہ کسی اہل حق نے آجتک ایسا کہا ہے اور اگر آپکی یہہ مراد ہے جو کوئی شخص
پروردگار سے ہم کلام ہو نہین سکتا اور جو آئیت یا کلام صاحب الہام سُننے اُسکے
منجانب اللہ ہونیکا احتمال وگمان بہی نہین کر سکتے تو یہہ آپکی خطا ہے پروردگار
فرماتا ہے ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل
رسولا فیوحی باذنہ مایشاء نہین (منصب) واسطے کسی بشر کے (جو بے واسطہ)
کلام کرے اُس سے اللہ مگر بطریق وحی کے یا پردہ کے اوٹ سے یا بہیجتا ہے
رسول (یعنے فرشتہ) کو پس وہ وحی کرتا ہے اللہ کے حکم سے اِس یہ ایت میں صاف
ارشاد ہے کہ پروردگار اپنے بندون سے ہمکلام ہوتا ہے انبیا علیہم السلام سے
بطریق وحی اور اولیا اور صلحا سے بطور الہام کے اور اگر آپ خاص کر آیات قرآنی
کے الہام اور القا سے مُنکر ہین اور اُسکو ممتنع جانتے ہین تو کسی دلیل نقلی یا عقلی
سے اِسکا بطلان ثابت کیجئے **مغالطہ ۶۰** اگر کوئی شخص کسی کام مین متردد
ہے اور کہتا ہے کہ مجھے یہہ حکم ہوا قوموا للہ قانتین پس اگر اِس خطاب کو عام خیال
کرتا ہے تو اُسکے الہام ہونے کی کوئی خصوصیت نہ ہوئی بلکہ یہہ آئیت اول ہی سے
نازل ہے **ھدایہ** آئتین بیشک پہلے ہی نازل ہو چکی ہین اور اُنکے الفاظ
اور مورد بہی عام ہین مگر جب صاحب الہام پردۂ غیب سے سُنتے ہین یا خود بخود اُنکی
زبان پر آیات جاری کیجاتی ہین تو وہ اپنے حال سے مطابق کرتے ہین اور بہ سبب
فہم خداداد کے حظ وافر اُٹہاتے ہین مثلاً اگر کسی کام کے نیک و بد ہونے مین متردد

ہوتے ہین تو مثلاً آیہ والرجز فاہجر سُنکر اُسکے ترک کا عزم کرتے ہین اور جب دینی معاملات کے سبب مصیبتون مین مبتلا کئے جاتے ہین تو قوموا للہ قانتین اور ان اللہ معنا سُنکر اُن کے دل مطمئن ہوتے ہین اور اُسکو طمانیت اور بشارت منجانب اللہ سمجھتے ہین ۔ سبحان اللہ مبشرات غیبی سے ایسی تسلی اور شوق الی اللہ اور رغبت خیر حاصل ہوتی ہے کہ اسباب ظاہری سے اُسکا عشر عشیر بھی حاصل نہین ہوتا کیونکہ علم اکتسابی علم لدنی کو نہین پُہنچتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل تمام لوگون مین سے زیادہ مبتلائے تکلیف انبیا ہوتے ہین پھر درجہ بدرجہ ۔ انبیاء بسبب تائیدات اور بشارات غیبی کے اُس حالت مین جبکہ جہان اُنکی عداوت اور مخالفت پر متفق ہوتا ہے مطمئن اور ثابت قدم رہتے ہین اور ایسے ہی اولیاء اللہ جسقدر ایمان اُسیقدر امتحان ملہمین کا کام ہے جو گھر بار یار و اغیار وطن اور مقام عیش و آرام سب کچھ توکل بر خدا چھوڑ کر فی سبیل اللہ ہجرت کرتے ہین علم اکتسابی والے کبھی اتنا حوصلہ نہین کر سکتے الا ماشاء اللہ ۔ **مغالطہ ۱۶۱** اگر اِس دلیل سے اپنے آپکو خصوص کرتے تو چاہئے کہ ان آیات کو جنمین مؤمنین کے واسطے جنت کی بشارت ہے ہر ایک اپنے اوپر خاص کر کے زید کہے کہ مین بہشتی ہون قطعی اور عمرو بکر بھی یہی کہین **ھدایہ** زید و عمرو جو اپنے قطعی جنتی ہونیکا دعوی نہین کر سکتے اُسکا سبب وہ نہین جو آپ سمجھے ہین ۔ کیا آیت کا عموم زید کو یقین دخول جنت سے مانع ہے ہرگز نہین بلکہ آیات کا عموم یہی چاہتا ہے کہ زید اپنے آپکو بالجزم جنتی سمجھے جب ہم جنس عام پر ایک حکم لگادینگے تو ضرور ہوگا کہ ہر ہر فرد کی نسبت اُسکو تسلیم کرین ۔ بلکہ اِسکا سبب یہہ ہے کہ گو زید اِسوقت مؤمن ہے اور مؤمن کے لئے جنت کا وعدہ ہے مگر معلوم نہین کہ آخری وقت تک مؤمن رہے یا نہ رہے اور

۱۶۱

اعتبار خاتمہ کا ہے اگر مرتے وقت (جبکہ دخول جنت کا موقع ہے) زید ایمان پر ثابت قدم نہ رہا تو گویا یہہ کبھی ایمان نہ لایا تھا۔ اس لئے کوئی دعوی نہین کر سکتا۔ بالفرض اگر کسی مؤمن یا کافر کی نسبت ہمین یقین ہو جائے کہ اسکا خاتمہ بالخیر ہوگا تو ہم بے تامل کہین گے کہ یہہ جنتی ہے۔ ہم ملا صاحب کی حالت پر افسوس کرتے ہین جو ایسا نحو جی کا مسئلہ سمجہہ نہین سکتے اور اجتہاد کا دعوی ہے۔ خدا سب کا خاتمہ بالخیر کرے۔ ہم انکی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ وہ بنظر انصاف غور کرکے فرماوین جو اس فضول بحث سے انکو کیا حاصل۔ شریعت مین اسکو قیل وقال کہتے ہین رسول خدا صلعم نے بیہودہ گفتگو سے منع فرمایا نہی رسول اللہ صلعم عن قیل وقال۔

۱۶۴ **مغالطہ ۱۶۴**۔ اور قرآن مین بعض آیات ایسے ہین کہ ان مین خاص رسول اللہ صلعم ہی مخاطب ہے انکے سوائے کوئی مخاطب بن نہین سکتا **ھدایہ** اگر الہام مین اس آئیت کا القا ہو جس مین خاص آنحضرت کو خطاب ہے تو صاحب الہام اپنے حق مین خیال کرکے اسکے مضمون کو اپنے حال سے مطابق کریگا اور نصیحت پکڑیگا اللہ جل شانہ فرماتا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار تم عبرت حاصل کرو اے آنکھون والو۔ لفظ اعتبار لیا گیا ہے عبور سے عبور کے معنے گزر کرنا اور اصطلاحی معنے ہین ایک امر مین نظر کرنی تا کہ اسکے ساتہہ اور امرون کو پہچانین۔ پروردگار کا حکم ہے جو ہم دوسرے کا حال دیکھہ کر یا قصہ سنکر نصیحت پکڑین اور عبرت حاصل کرین فرمایا ان فی ذلک لعبرۃ لمن یخشی بیشک بیچ اسکے البتہ عبرت ہے ڈرنیوالے کو اور فرمایا ان فی ذلک لآیات للمتوسمین بیشک اسمین پتے ہین دہیان کرنے والون کے لئے۔ انبیا علیہم السلام اور انکی امتون کے قصے اسی واسطے قرآن مجید مین نازل کئے گئے ہین کہ ہم اپنے حالات کو حالات سلف کے ساتہہ مطابق کرکے دیکھین اور پھر اپنے پر سعادت اور شقاوت کا حکم لگادین یہہ نہین کہ بطور دل لگی

کے امیر حمزہ کی داستان سمجہہ کر سرسری نظر سے دیکہین - پس اگر کوئی شخص ایک آیت
کو جو پروردگار نے جناب رسول اللہ صلعم کے حق مین نازل فرمائی ہے اپنے پر وارد
کرے اور اُسکے امر اور نہی اور تاکید و ترغیب کو بطور اعتبار اپنے لئے سمجہے تو بیشک یہ
شخص صاحب بصیرت اور مستحق تحسین ہوگا - اگر کسی پر اُن آیات کا القا ہو جن مین
خاص آنحضرت کو خطاب ہے مثلاً الم نشرح لک صدرک کیا نہین کہولا ہمنے
واسطے تیرے سینہ تیرا ولسوف یعطیک ربک فترضی قریب ہے تجہے دیگا رب
تیرا پس تو راضی ہوگا فسیکفیکہم اللہ کفایت سے ہے تیری طرف سے اُنکو اللہ تعالیٰ [illegible]
فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل پس تو صبر کر جیسا صبر کیا اولوالعزم رسولون نے واصبر
نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ اور صبر کرا
اپنے جی کو اُن لوگون کے ساتھ جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام
چاہتے ہین رضا اُسکی [illegible]
[illegible] ذکرنا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہواہ [illegible]
[illegible] ہے اپنی خواہش کے و
وجدک ضالا فہدی اور پایا تجہکو بہولا ہوا پس راہ دکہایا تو بطریق اشارہ یہ
مطلب نکلا ہوگا کہ انشراح صدر اور عطا اور رضا اور انعام ہدایت جس [illegible]
پہ ہے علی حسب الشعر [illegible] شخص کو نصیب ہوگا اور [illegible] امر و نہی [illegible]
اُسکو [illegible] کے حال کا شریک سمجہا جائیگا - اور آیات مذکورہ مین کوئی بات
اس قسم کی نہین جو خاصہ ہو رسول مقبول کا بلکہ ہر مومن بہی اسمین شریک
ہین رب العالمین سے ارشاد ہوا لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ورتل
القرآن ترتیلا اور ٹہرا کر پڑہ تو قرآن کو اچہی طرح سے ٹہرانا اس حکم کے آنحضرت
سے کچہہ خصوصیت نہین - اگرچہ خطاب خاص ہے مگر حکم عام اولئک الذین

ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ اور اسی سبب سے جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا
تین دن سے کم عرصہ مین قرآن مجید کو ختم مت کرو اور حضرت علی اور حضرت عباس
رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا لاتنثروہ نثر
الدقل ولا تھذوہ ھذ الشعر قفوا عند عجائبہ وحرکوا بہ القلوب ولا
یکن ھم احدکم اخرالسورۃ ترجمہ قرآن کو ایسے پراگندہ نہ کرو جیسے ردی کہجورین
پہینکتے ہین اور شعر خوانی کی طرح اسمین جلدی نہ کرو اور اسکے ساتہہ اپنے دلون
کو ہلاؤ (اور پڑہتے وقت) تمہارا یہی خیال نہ ہو جو کب سورۃ ختم ہوتی ہے۔ اور واضح
رہے کہ انشراح صدر حضرت رسول اللہ صلعم کا خاصہ نہین ہر مؤمن صادق کو اُسکے
مرتبہ کے موافق انشراح صدر ہوتا ہے اس پارہ مین بہت سی آئیتین اور حدیثین
ہین اللہ جل شانہ فرماتا ہے فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام
پس جس شخص کو چاہتا ہے اللہ جو ہدایت کرے کہولدیتا ہے سینہ اُسکا واسطے اسلام
کے افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ کیا پس جس
شخص کا کہولدیا ہے اللہ نے سینہ واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور کے ہے اپنے
رب سے اس مضمون کی آیات و حدیث بہت ہین۔ اور آخرت مین مُومنون کو
نعمتین عطا ہونگی اور شفاعت کا اذن دیا جاویگا پس راضی ہونگے غرض تمام اہل
ایمان کو اللہ کے فضل سے یہہ رتبہ نصیب ہوگا اللہ جل شانہ اس آئت مین نعمتون
اور رضامندی کا ذکر فرماتا ہے جزاءھم عند ربھم جنات عدن تجری من
تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ بدلہ اُنکا نزدیک
اُنکے پروردگار کے باغ ہین بسنے کے بہتی ہین نیچے اُنکے نہرین ہمیشہ رہینگے اُن
مین خوش ہوا اللہ اُن سے اور وہ راضی ہوئے اُس سے۔ اس مضمون کی اور
بہت سی آئیتین ہین۔ اور شفاعت کے باب مین فرمایا شفعت الملائکۃ و

وشفع النبیون وشفع المؤمنون ولم یبق الا ارحم الراحمین شفاعت کر چکے
فرشتہ اور شفاعت کر چکے انبیا اور شفاعت کر چکے مؤمن اور نہین باقی رہا مگر
ارحم الراحمین - اور صحیحین مین ہے فوالذی نفسی بیدہ ما من احد منکم باشد
مناشدۃ فی الحق قد تبین لکم من المؤمنین للہ یوم القیمۃ لاخوانھم الذین
فی النار پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ مین ہے میری جان نہین تم
مین سے کوئی شخص اپنے ثابت شدہ حق پر ایسا سخت تقاضا کرنیوالا جیسے کہ
مؤمن قیامت کے دن اپنے مؤمن بہائی کی خاطر جو گرفتار دوزخ ہوگا تقاضا کریگا
اہل ایمان کے کچے گرے ہوئے بچے قیامت کے روز اپنے والدین کی شفاعت
کرینگے ابن ماجہ مین روایت ہے ان السقط لیراغم ربہ اذا دخل ابویہ النار فیقال
ایھا السقط المراغم ربہ ادخل ابویک الجنۃ تحقیق کچا بچہ البتہ جہگڑیگا رب اپنے
سے جس وقت اسکے ماباپ دوزخ مین داخل ہونگے پس کہا جائیگا اے کچے
بچے اپنے رب کے ساتہہ جہگڑنے والے داخل کر تو اپنے ماباپ کو جنت مین -
وہ احکام جن کے ساتہہ پروردگار نے خاص رسول اللہ صلعم کو مخاطب فرمایا ہے
دوسری جگہہ قرآن مجید مین اورون کے واسطے موجود ہین - جیسا ان جہہ آئتون
مین آنحضرت کو کفائیت اور صبر اور ذاکرین کی مجالست اور غافلون سے نفرت اور
صلوۃ اور قربانی وغیرہا کا ارشاد ہوا ہے ویسا ہی مومنون کے واسطے ان آیات
مین حکم ہے وکفی اللہ المؤمنین القتال کافی ہے اللہ مومنون کو لڑائی مین انا
لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد تحقیق ہم البتہ
مدد کرینگے اپنے رسولون اور ایمان لانے والے لوگون کی زندگانی دنیا مین
اور جس دن کہڑے ہونگے گواہ یا ایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا
اے اہل ایمان صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور لگے رہو یا ایھا الذین آمنوا

اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اے اہل ایمان ڈر و اللہ سے اور ساتھہ رہو سچے
لوگون کے ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل اور مت چلو ان لوگون کی مرضی
پر جو گمراہ ہوئے اس سے پہلے ولا تطیعوا امر المفسدین اور مت پیروی کرو
مفسدون کے کام کی وا قیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ قایم کرو تم نماز اور ادا کرو زکوۃ
والبدن جعلنا ھا لکم من شعائر اللہ لکم فیھا خیر اور اونٹ قربانی کے
ٹھہرائے ہین ہم نے تمہارے واسطے نشانی دین کی تمہارا اُسمین بھلا ہے - دیکھو
جب ان آیتون سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھہ اور مومن بھی ان امورمین
شامل ہین پس اگر خطاب ہوی کو صاحب الہام بطریق اعتبار والفاظ اپنے حق مین
سمجھے تو کیا بُرائی ہے ملا صاحب اعتبار کے خود قایل ہین صـ۵۸ مین فرماتے ہین
(اگر قرارت مین اپنا بھی لحاظ کرلے کہ یا اللہ میرا بھی یہی حال ہے تو مضایقہ نہین)
چونکہ اعتبار قاریون کے حق مین آپکے مسلمات سے ہے اسلئے ہم نے ملہمین
کے حق مین بھی یہی تاویل کردی - ورنہ اگر صاحب الہام یہی سمجھے کہ خاص مجھی کو خطاب
ہے تو شرعاً کچھہ قباحت نہین کتاب وسنت اور اقوال علماء امت سے کچھہ اعتراض
پایا نہین جاتا - **مغالطہ ۱۶۳** قرآن کے جو خطاب ہین عام ہین حاضرین
اور غیر حاضرین اور مولود اور غیر مولود پر جب اس آیت کا خاص ایک شخص ہی مخاطب
ہوگیا تو بالبداہۃ قرآن سے نکل گئے جب آیت قرآن سے نکل گئی تو تحدی وان کنتم
فی ریب مما کی ٹوٹ گئی اور دعوی اعجاز قرآن کا نعوذ باللہ باطل ہوا کیونکہ ہم کہہ سکتے
ہین کہ یہہ آیت قرآن سے نہین اور اسی آیت کا مقابلہ کرسکتے ہین فتدبر ولا تغفل
ھدایہ ملا صاحب نے جہان اُن آیتون کے الہام سے انکار کیا ہے
جن مین خاص رسول اللہ صلعم مخاطب ہین اور بغیر دلیل نقلی کے اُسکو منع بتلایا
ہے یہی عقلی دلیل بعینہ پیش کی ہے کہتے ہین (اگر قرآن ہے تو مخاطب قرآن کے

۱۶۳

رسول اللہ صلعم ہی ہین نہ اور کوئی اگر رسول اللہ صلعم مخاطب نہین تو پہر قرآن ہی
نہین وہی شُبہ لازم آیگا قرآن کی تحدی وانکنتم فی ریب مما الخ ٹوٹ گئی کیونکہ
آئیت ملقیہ سے جسکے مخاطب رسول اللہ صلعم ہین قرآن سے اُسکا مقابلہ کر سکتے ہین
اور کہہ سکتے ہین کہ یہہ آئیت اُس آئیت کی مثل بعینہ ہے جسکے مخاطب رسول اللہ صلعم
ہین) یہان بہی بڑے فخر اور ناز سے وہی شُبہ وارد کرتے ہین ایسی برجستہ تقریر
پر کیون نہ اتراوین جناب کی دیگ علم کا سر جوش ہے آپ فرماتے ہین مخاطب کے
بدل جانے سے کلام بدل جاتی ہے کیا خوب ہوتا اگر یون کہتے رچنانچہ متکلم کے
بدل جانے سے ہی کلام اور ہوجایا کرتے ہین اور جو شخص قرآن مجید کی تلاوت
کرتا ہے وہ کلام الہی نہین پڑہتا بلکہ خود ایک فصیح کلام بناکر فصاحت قرآنی کا مقابلہ
کرتا ہے اور (معاذ اللہ) بجائے استحقاق ثواب کے مستوجب عذاب ہوتا ہے)
مولوی صاحب تبدیل مخاطب اور تخصیص عام کے سبب الفاظ قرآنی قرآن سے
نہین نکلتے اور قرآن کا غیر نہین بنتے اگر مخاطب کے بدلنے سے کلام بدل جاتی
تو عرب کے بڑے بڑے فصیح اور بلیغ مقابلہ سے کیون عاجز ہوتے اُنسے ایک سورۃ
نہ بن سکی اگر ایسا ہوتا تو وہ سارا قرآن اپنا بنالیتے مثلاً ایک عورت مریم بنت عفان
کو مخاطب کرکے کہتی یا مریم ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفاک علی
نساء العالمین یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین اور جناب
رسول اللہ صلعم کے سامنے دعوی کرتے دیکہو ہم نے ویسی ہی آئیتین بنا دی ہین
جیسے تم مریم بنت عمران کی شان مین لائے ہو اور ذرا سی بات مین فان لم تفعلوا
ولن تفعلوا کے دعوی کو توڑ دیتے یا ایک شخص محمد نام آج نبوت کا دعوی کرے
اور اپنی شان مین یہہ سراپا اعجاز آئیتین لاوے ما محمد الا رسول قد خلت
من قبلہ الرسل محمد رسول اللہ اور ایک کتاب بناکر اُسکے عنوان مین لکہدے

ذلك الكتاب لا ريب فيه وهذا كتاب انزلناه مبارك ليدبروا آياته
وليتذكر اولوا الالباب ۔ كتاب احكمت اياته ثم فصلت من لدن حكيم خبير
اور اپنی کتاب کو مثل اسکے ٹہراوے کیا وہ مدعی نبوت اور اُسکی کتاب سچی ہوجائیگی
ہرگز نہین قرآن مجید کے لفظون مین اعجاز ہے تاوقتیکہ کوئی شخص الفاظ قرآنی
کے سوا اور الفاظ جمع کرکے ایک سورت یا کتاب مثل اسکے نہ بناوے دعوی فصاحت

۱۶۴

واعجاز قرآن کا نہین ٹوٹتا **مغالطہ ۱۶۴** اور ایک روز دو شخص ایک کے
روبرو لڑرہے تھے وہ شخص منع کرتا تھا کہ تم لڑو نہین وہ باز نہ آئے ایک
نے دوسرے کا سر پہوڑ دیا وہ شخص کہتا ہے کہ مجھے الہام ہوا فقال لهم رسول
الله ناقة الله وسقياها فكذبوه فعقروها فدمدم عليهم ربهم بذنبهم
فسوىها ولا يخاف عقباها پہر کہتا ہے مین تین روز متحیر رہا کہ یہان ناقۃ الله
کون ہے پہر مین نے دیکھی صورت ایک کی الہام ہوا ہذہ ناقۃ اللہ **ھدایہ**
یہان قاعدہ اعتبار جاری کیا جائیگا گویا صاحب الہام کو ارشاد ہوتا ہے کہ تو ظالمون
کو ظلم سے منع کرنیوالا ہے یا تو منع کریگا جیسا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو عقر
ناقہ سے منع فرمایا تھا اور ظالم ومظلوم کا وہی حال ہوگا جیسا انجام کار ناقہ اور اُسکے
مارنے والون کا ہوا تہا اب نبوت تو باقی نہین رہی کہ صاحب الہام اپنے آپکو

۱۶۵

نبی سمجھے صرف اعتبار اور الحاظ ہوسکتا ہے **مغالطہ** علاوہ برین کسی صحابی
یا تابعین سے ثابت نہین کہ کسی نے دعوی الہام کا کیا ہو **ھدایہ** مسئلہ
الہام کا حلت وحرمت کا مسئلہ نہین جو اُسکا ثبوت صحابہ اور تابعین سے ضرور ہونا
چاہیئے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس دم تک اگر کسی نے بہی دعوی
نہ کیا ہو اور آج ایک شخص متقی صالح صادق دعوی کرے جو مجھے الہام ہوتا ہے
اور مجھے غیب سے آواز آتی ہے تو ہم اُسکو سچا جانینگے اور بحکم شریعت تمام اہل

اسلام پر لازم ہے کہ اُسکو سچا سمجہین جناب پیغمبر خدا صلعم مومنون کا اعتبار کرتے
تہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے و یومن للمومنین اگر کہو لاکہون مین سے ایک شخص
کس طرح اس رتبہ کو پہنچگیا - ہم کہین گے یہہ امداد غیبی ہے صاحب الہام کا اسمین
کچہہ اختیار نہین یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم جزوی فضیلت
ادنی کو اعلی پر ہو سکتی ہے اگر ملہمین سے کوئی خاص شخص آپکے نزدیک لایق الہام
نہین تو اس شخص پر آپ اعتراض نہ فرماوین آپکو چاہئے ایک نالش صاحب
ملکوت السموات والارض کے حضور مین اس مضمون کی دائر کرین اے احکم الحاکمین
تو عادل ہے کمترین کی عمر پچاس سے تجاوز کر گئی کبہی دولت الہام سے اسکو
حصہ نہین ملا بلکہ آجتک یہہ کیفیت بہی سمجہہ مین نہین آئی اور اس آخری زمانہ
مین اس غلام کے ہمعصرون مین سے بعضون کو تونے اس دولت سے مالا
مال کر دیا ہے - فدوی اپنے دل کی کیفیت کچہہ عرض نہین کر سکتا تو خود دانا بینا
ہے جس طرح ہو سکے میرا انصاف فرما استغفر اللہ یہہ آپ کے کہنے کی بات ہے جو
(کسی صحابہ یا تابعین سے ثابت نہین کہ کسی نے دعوی الہام کا کیا ہو) صحیح بخاری
مین روائیت ہے آنحضرت نے فرمایا کہ تمہارے سے پہلے امت بنی اسرائیل
مین ایسے لوگ تہے جو غیب سے اُنکے ساتہہ کلام کیجاتی تہی باوجودیکہ وہ نبی نہ تہے
پس اگر میری امت سے کوئی ویسا شخص ہو تو عمر ہو گا اور بیہقی مین ہے صحابہ
کہتے ان الملک ینطق علی لسان عمر عمر کی زبانی فرشتہ بات کرتے ہین اور فرماتے
عمر کی زبانی سکینہ باتین کرتا ہے اور طبرانی اس روائیت کو مرفوعا لایا ہے تتکلم
الملائکة علی لسانہ کلام کرتے ہین فرشتے صاحب الہام کی زبانی بلکہ صحیح روائتون
سے ثابت ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ پر آیات قرآنی کا قبل از نزول الہام
ہوا کرتا تہا آپ مانین یا نہ مانین ہم بہ نیت اظہار حق روایات نقل کرتے ہین -

صحیح بخاری مین ہے اجتمع نساء النبی صلعم فی الغیرۃ فقلت عسی ربہ
ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلک اکٹھے ہوکر زور
ڈالا حضرت کی بیویون نے حضرت پر عمر کہتے ہین پس مین نے کہا امید ہے پروردگا
اُسکا اگر وہ تمہین طلاق دے تمہارے عوض اور عورتین دے تم سے بہتر پس
اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہی آئیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم نے اَنس سے روایت
کیا ہے قال قال عمر وافقت ربی او وافقنی ربی فی اربع نزلت ھذہ الایۃ
کہا حضرت انس رضہ نے فرمایا عمر نے موافق ہوا مین اپنے رب سے چار چیزون
مین نازل ہوئی یہہ آئیت ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین کہا
حضرت عمر نے فلما نزلت پس جبکہ نازل ہوئی یہہ آئیت قلت مین نے کہا فتبارک
اللہ احسن الخالقین پس پروردگار نے نازل کیا فتبارک اللہ احسن الخالقین
اور روائیت کی عبدالرحمن ابن ابی لیلی نے ان یہودیا لقی عمر بن الخطاب فقا
ان جبرئیل الذی یذکر صاحبکم عدو لنا فقال عمر من کان عدو اللہ و
ملائکتہ ورسلہ وجبرئیل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین قال فنزلت
علی لسان عمر تحقیق ملا ایک یہودی عمر بن الخطاب سے پس یہودی نے کہا فرشتہ
جبرئیل جسکا ذکر کیا کرتے ہین تمہارے صاحب ہمارا دشمن ہے پس حضرت عمر نے
کہا۔ من کان عدو اللہ و ملائکتہ ورسلہ وجبرئیل ومیکال فان اللہ عدو
للکافرین پس نازل ہوئی آئیت جیسی کہ عمر کے زبان سے نکلی تہی ہم کہتے ہین کہ حضر
کی بشارت عمر فاروق کے حق مین پوری ہوئی اسرار غیب اُنکی زبان پر جاری ہوئے
ملائکہ اور سکینہ اُنکے موںہہ چڑہ کے بولے کیونکہ بغیر الہام غیبی کے ایسے کلام کا بنانا
ناممکن و محال شرعی ہے علاوہ برین ملا صاحب نے چند وجہ سے اِن آئیتون کا عمر رضہ کو
الہام ہونے سے انکار کیا ہے ہم ہر ایک شبہ کو معہ جواب لکھتے ہین (وجہ اول)

۱۶۶ **مغالطہ ۱۶۶** مین پہلے بیان کر چکا ہون کہ مجہکو مطلق الہام آیات کا انکار نہین کیا معنے کہ الہام چیزے در دل انداختن ہے اگر کسی کے دل مین کوئی آئت یاد آجائے تو مضایقہ نہین **ھدایہ** (یاد آنے کا) اطلاق اُس جگہ کر سکتے ہین جہان ایسی صورت ہو کہ ایک آئت نازل شدہ کسی شخص کو اول یاد تہی پہر بہول گیا اب دوبارہ اُسکو یاد آگئی ہم وہ مثالین لکہہ چکے ہین جن مین صراحت ہے کہ ہنوز آئتین نازل نہ ہوئی تہین اور امیر المومنین عمر پر اُنکا الہام ہوا (وجہ دوم)

۱۶۷ **مغالطہ ۱۶۷** قبل از نزول قرآن یہہ کلمہ اُسکو القا ہوئے قرآن کا القا اُسکو نہین ہوا کیونکہ قرآن اُسوقت نہین تہا جب وحی رسول اللہ پر لیکر آیا تب کلام اللہ تہا **ھدایہ** قرآن مجید حضرت پر نازل ہونے سے پہلے ہی کلام الہی تہا اور کلام معجز تہا حضرت پر نازل ہونیکے سبب اعجاز کی صفت اسمین پیدا نہین ہوئی کیا قرآن مجید بشر پر اُترنے کی جہت سے اعجاز کی صفت رکہتا ہے نہین بلکہ کلام الہی ہونیکے سبب وہ معجز ہے اور قرآن مجید اُسوقت سے کلام الہی ہے جسوقت رسول کریم صلعم نبی ہوکر دُنیا مین نہ آئے تہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن مہینہ رمضان کا وہ ہے جسمین اُتارا گیا ہے قرآن۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ہم نے نازل کیا قرآن کو شب قدر مین بلکہ حضرت پر نازل ہونے سے پہلے ایک ہی رات مین جو ماہ رمضان کی شب قدر تہی سارا قرآن ایکہی دفعہ لوح محفوظ سے نچلے آسمان پر جسکو سماء دُنیا کہتے ہین نازل ہوا اور سماء دنیا پر نازل ہونے سے پہلے لوح محفوظ مین لکہا ہوا تہا فرمایا انہ لقران کریم فی کتاب مکنون بیشک یہہ قرآن ہے عزت والا لکہا ہوا چہپی کتاب (لوح محفوظ) مین بل ھو قران مجید فی لوح محفوظ بلکہ وہ قرآن ہے بزرگ (لکہا ہوا) لوح محفوظ مین۔ فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرۃ بایدی سفرۃ

کرام برسۃ قرآن مجید لکہا ہوا ہے بیچ اوراق کے جو عزت والے ہین بلند اور پاک
جو ہاتہون مین ہین کاتبون بزرگ اور نیک کے اور روایت کی ابن انضریس اور
ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اور صحیح کہا ہے اُسکو ابن ابی حاتم نے
اور روایت کیا ہے ابن مردویہ نے اور بیہقی نے دلائل مین حضرت ابن عباس رضی
الله عنہ سے آیت انا انزلناہ فی لیلۃ القدر کی تفسیر مین قال انزل القرآن فی
لیلۃ القدر جملۃ واحدۃ من الذکر الذی عند رب العزۃ حتی وضع
فی بیت العزۃ فی سماء الدنیا ثم جعل جابریل ینزل علی محمد بجواب کلام
العباد واعمالھم فرمایا ابن عباس نے نازل ہوا قرآن شب قدر مین ایک ہی
رات مین سارا اُس کتاب مین سے جو پاس رب العزت کے ہے یہانتک جو رکہا
گیا بیت العزت مین جو نچلے آسمان مین ہے پہر جبریل لیکر اُترتے رہے محمد صلعم
پر بندون کی باتون اور عملون کے جواب - ملا صاحب آپ ہی انصاف فرماوین
کہ جس صورت مین متکلم نے اپنے علم مین کسی کو مخاطب ٹہراکر ایک کلام کی اور اپنے
دفتر مین لکہہ رکہی مگر اپنے قاصد کی زبانی مرسل الیہ کو نہ پہنچائی کیا جب تک وہ
کلام قاصد کے ذریعہ سے نہ پہنچائی جائے وہ اُس متکلم کی کلام نہ کہلائیگی کیا آپکی
عقل کا یہی مقتضا ہے یا آپ ضد مین آکر ایسی باتین کرتے ہین ام تامرھم احلا
مھم بھذا ام ھم قوم طاغون اگر یہہ قاعدہ تسلیم کیا جاوے (کہ جب تک کلام
بواسطہ رسول ادا نہ کی جاوے وہ متکلم کی کلام نہین ہو سکتی) تو لازم آئیگا کہ سوائے
قرآن مجید اور توریت و زبور و انجیل اور اُن صحایف کے جو بواسطہ جبریل امین انبیا
علیہم السلام پر نازل ہو چکے ہین اور کچہہ کلام الہی نہ ہو حالانکہ پروردگار فرماتا ہے
قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی
ولو جئنا بمثلہ مددا تو کہہ اگر سمندر ہو سیاہی واسطے (لکہنے) میرے رب کے

باتون کے البتہ نپٹ چکے سمندر پہلے ختم ہونے میرے رب کی باتون کے اگر دوسرا بھی لاوین ہم ویسا ہی اُسکی مدد کو۔ افسوس آپ فخر سے ایسے قواعد وضع کرتے ہین جو صریح آیتون کے مخالف ہین (وجہ سویم) **مغالطہ ۱۶۸** یہہ بات کہین سے ثابت نہین ہوتی کہ اُن لوگون کی یہی کلام تہی اور اللہ تعالی نے بعینہ یہی اُتاری **ہدایہ** کیون نہین صحیح روایتون سے ثابت ہے کہ جو اُن لوگون کی کلام تہی اللہ تعالی نے بعینہ وہی نازل فرمائی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلعم کے ازواج مطہرات سے کہا عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا خیرا منکن فنزلت کذلک پس اسی طرح الفاظ نازل ہوئے اور فرماتے ہین مین نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین پس اسی طرح خدا نے نازل فرمایا اور عبدالرحمن نے اِس مطلب کو بصراحت تمام ادا کیا ہے فرماتے ہین فنزلت علی لسان عمر آیت اُن الفاظ سے نازل ہوئی جو الفاظ عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر جاری ہوئے تہے اِن روایتون سے اُن الفاظ (جو عمر رض کی زبان پر جاری ہوئے تہے) اور آیات کے ایک ہونے مین کچہہ شک نہین رہتا آپ دانستہ ایسی مثالین لائے ہین جن مین احتمال باقی رہے اور بعلم دہوکا کہائین (وجہ چہارم) **مغالطہ ۱۶۹** وہ کلام جو اُنکے مونہہ سے نکلی ہے گو اُتری ہوئی نہین تہی اور کسی کتاب مین لکہی ہوئی نہین تہی بطور بولی اپنی کے اُنہون نے اپنے مونہہ سے نکالی **ہدایہ** کیا خوب آپ اِس بات کے بہی قائل ہین جو ایک عرب کا رہنے والا آدمی اپنی بولی اور محاورہ کے موافق قرآن مجید کی سی آئتین بنا سکتا ہے۔ این کار از تو آید و مردان چنین نکنند۔ آپ ابہی دہائی دیتے تہے کہ جو آئتین قرآن مجید مین نازل ہو چکی ہین اور لوگ لاکہہ دفعہ اُنکو پڑہہ بہی چکے ہین اُن آیتون کا بہی الہام اور القا ہونا جائز نہین کیا وجہ جو الہام کے سبب وہ آیت آیت قرآنی نہ رہیگی اور یہہ قباحت لازم آئیگی جو وہ الہام اعجاز مین آیت قرآنی سے مقابلہ کر سکتا ہے اب خود یہ

۱۶۸ ع

۱۶۹ ع

بات کے مقر ہوگئے کہ لوگون کی بے تکلف بول چال کبھی قرآن مجید کی سی ہوتی تھی۔
من حضر الاخیر وقع فیہ اس صورت مین اعجاز قرآن مجید کا باطل ہوگیا جو چاہے
ویسی کلام بنالے اور ایک سورۃ کیا پچاس سورتین مرتب کرکے فاتوا بسورۃ من مثلہ
کا مقابلہ کرے **مغالطہ ۱۷۰** اگر کسی نے دعوی کیا ہی ہو اور کوئی صحاح سے

۱۷۰

ثابت کردے تو اسپر بہی یہی اعتراض آویگا خواہ صحابہ ہو یا تابعین وغیرہم **ھدایہ**
بضمن ہدایت نمبر (۱۶۳) بحث تحدی و اعجاز مین ہم اس اعتراض کا جواب مفصل لکھہ
چکے ہین ملا صاحب کو صحابہ اور تابعین کا طریقہ پسند نہین اس لیئے بڑی جرات سے اُن پر
اعتراض کرتے ہین اور بڑی نفرت سے کہتے ہین (خواہ صحابہ ہو یا تابعین وغیرہم)

۱۷۱

مغالطہ ۱۷۱ اس مقام پر اگر کوئی تعاقب کرے کہ صحاح ستہ مین وارد ہے
رسول اللہ صلعم بوقت افتتاح صلوۃ آیت وجہت وجہی الیک اخیر تک پڑہتے
تہے اور اپنی کلام سے ملاتے تہے اگر رسول اللہ صلعم اپنے آپکو متکلم ٹھہراتے تہے تو
اُسپر بہی اعتراض وارد ہوتا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ قرات قرآن کی نماز مین یا غیر نماز
مین نقلا و حکایۃ ہے۔ **ھدایہ** واہ یہہ حافظ اور دعوی اجتہاد کا انی وجہت
وجہی للذی فطر السموات والارض کو آپ وجہت وجہی الیک لکھتے ہین۔
بدین خوارسی امید ملک داری اگر کوئی شخص بوقت دعا اور سوال کے یا بہ نیت اظہار
عجز اور خلوص کے وہ آئتین جن مین اس قسم کا مضمون ہو پڑہے اور اپنے آپکو مراد رکہے
تو عندالشرع بے شبہہ جائز ہے جب جناب رسول اللہ صلعم مقام دعا اور تفرع مین آیات
قرآنی پڑہتے اپنی ذات مبارک کو مراد رکہتے چنانچہ اُن روایات سے جن مین اس قسم
کی دعاؤن کا ذکر ہے ہمارے بیان کی صداقت پائی جاتی ہے ملا صاحب کا قول (کہ
قرات قرآن کی نماز مین یا غیر نماز مین نقلا و حکایۃ ہے) صحیح ہے مگر دعا اور تلاوت مین
فرق ہے تلاوت اور قرات کے وقت جو کچہہ پڑہا جاتا ہے وہ بر سبیل حکایت ہوتا ہے

برخلاف دعا کے دعا اور سوال کے وقت اگر دعا مانگنے والا آئت متضمن معنے دعا بطریق
حکایت رغیر شخص کا قصہ سمجہکر) پڑہتا رہے اور اسنے آپکو مراد نہ رکہے تو فرمایئے
کیا فائدہ مقام افتتاح صلوۃ دعا اور تسبیح و تحمید کی جگہہ ہے نہ تلاوت اور قرارت کی
جناب رسول اللہ صلعم جب قربانی کرتے بہ نیت انکسار و اظہار اخلاص کے یہی آئت
(وجہت وجہی) پڑہتے اور نسائی اور ابن ماجہ مین روائت ہے کہ نماز تہجد مین تمام
رات جناب پیغمبر خدا صلعم ایک ہی آئت پڑہتے تہے ان تعذبہم فانہم عبادك
وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم حضرت شفیع المذنبین گنہگاران امت کے
حق مین دعا کرتے تہے اور کہتے تہے اگر تو انکو عذاب کرے پس تحقیق وہ تیرے
بندے ہین اور اگر تو مغفرت کرے انکے لئے پس تحقیق تو ہے زبردست حکمت والا
حالانکہ پروردگار نے قرآن مجید مین خبر دی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام ان کلمات
سے میدان حشر مین تضرع اور دعا کرینگے اور صحیح بخاری اور سنن اربعہ مین ایک روائت
ہے جس سے ہمارا مطلب کمال صراحت سے ثابت ہوتا ہے وان اناسا یوخذ بہم ذات
الشمال فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما
توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیٔ شہید ان تعذبہم فانہم عبادك
وان تغفر لہم فانك انت العزیز الحکیم اور تحقیق کچہہ لوگون کو پکڑ کر بائین طرف لیجائینگے
یعنے قیامت کے دن پس مین کہونگا جیسا کہا خدا کے نیک بندہ رعیسی علیہ السلام) نے
مین انکا شاہد حال تہا جب تک مین انہین موجود تہا پس جب تو نے مجہے اٹہا لیا تو ہی تہا
نگہبان ان پر اور تو ہر چیز پر حاضر ناظر ہے اگر تو انکو عذاب کرے پس وہ تیرے بندہ
ہین اور اگر تو مغفرت کردے پس تو ہی غالب حکمت والا اور جناب پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا
لم یدع بہا رجل مسلم فی شیٔ الا استجاب لہ رواہ احمد والترمذی دعائے
یونس علیہ السلام جو آئت کریمہ کے نام سے مشہور ہے) نہین پکارا ساتہہ اسکے کسی مسلمان

شخص نے مگر قبول ہوا واسطے اُسکے - روایت کیا اِسکو احمد اور ترمذی نے پروردگار
نے یونس علیہ السلام کے قصہ مین حکایتاً اِس دُعا کا ذکر فرمایا ہے اور آنحضرت تمام
دعا کرنیوالے مسلمانون کو اِسکی اجازت دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ یہہ اللہ کا اسم عظم
ہے - اور جنگ خیبر مین جب آپ دشمنون کی سرزمین مین جا اُترے اُسوقت یہ کلمات
فرماے انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین تحقیق جسوقت ہم آن
اُترتے ہین کسی قوم کے میدان مین پس مصیبت کا دن نکلتا ہے ڈرائے گئے لوگون
پر - قرآن مجید مین مشرکان مکہ کو وعید ہے تم عذاب الہی پر دلیری مت کرو ہمارا عذاب
ایسا ہے اذا نزل بساحتھم فساء صباح المنذرین جسوقت اُتر پڑیگا (عذاب) اُنکے
میدان مین پس بری مصیبت کی صبح ہوگی ڈرائے گئے لوگون کی اصل آیت مین لفظ
نزل غائب کا صیغہ تہا جسکا فاعل ہے عذاب آنحضرت نے نزلنا جمع متکلم کا صیغہ
فرمایا اور ضمیر جمع کو فاعل بنایا اور ایسا ہی لفظ ہم (ضمیر جمع مذکر غائب) کو جو راجع ہے
طرف کفار مکہ کے حذف کر کے اُسکی جگہہ قوم فرمایا اور اہل خیبر کو مراد رکہا - اور خلیفہ ثالث
امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے بحالت محاصرہ دیوار پر سے سر نکالکر باغیون کو مخاطب
کر کے فرمایا یقوم لا یجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم
ھود او قوم صالح وما قوم لوط منکم ببعید رواہ ابن ابی شیبہ اے میری قوم نہ کمائیو
میری ضد سے ایسی چیز جس سے پہنچے تمکو (عذاب) جیسا پہنچا نوح علیہ السلام کی قوم اور
ہود کی قوم اور صالح کی قوم کو اور لوط علیہ السلام کی قوم تم سے کچہہ دور نہین روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی شیبہ نے - قرآن شریف مین ہے کہ شعیب علیہ السلام نے اپنی
قوم کو اِس سے مخاطب فرمایا تہا اور خلیفہ ثالث نے محمد بن ابی بکر اور اُنکے ساتہیون
کو خطاب کیا طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے بعیت
کے پیچہے یہہ بات کہی بایعتہ ایدینا ولم تبایعہ قلوبنا اُسکے ساتہہ ہمارے ہاتہون نے

بیعت کی ہے اور ہمارے دلون نے بیعت نہین کی آپ نے سُنکر فرمایا فمن نکث
فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیوتیه اجرا عظیما پس جو
شخص عہد توڑیگا پس سوائے اسکے نہین کہ بدعہدی کریگا اوپر نفس اپنے کے اور جو
کوئی پورا کرے جسپر اقرار کیا اللہ سے وہ دیگا ثواب اُسکو بڑا یہہ آیت بیعت الرضوان
والون کے حق مین نازل ہوئی تھی خلیفہ چہارم نے اپنی بیعت والون کے حق مین پڑہی
صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت ابو موسی نے کسی شخص کو ایک مسئلہ مین فتوی دیا
اور اُس شخص کو کہا جاؤ حضرت ابن مسعود کے پاس وہ بہی میرے فتوی کے موافق فتوی
دیگا جب وہ شخص ابن مسعود کے پاس آیا اور ابو موسی کی بات اُسکو سنائی ابن مسعود نے
کہا قد ضللت اذا وما انا من المهتدین اقضی فیها بما قضی النبی صلعم الحدیث
یعنے تحقیق گمراہ ہوجاؤن مین (اگر ابو موسی کے موافق فتوی دون) اور نہ ہون مین
راہ پانیوالون مین سے مین حکم کرونگا وہ جو حکم کیا رسول صلعم نے دیکہو قرآن مین قد ضللت
کے متکلّم رسول اللہ ہین اور ابن مسعود نے اپنے آپکو متکلم کردیا - قرآن وحدیث مین
ایسی مثالین بہت پائی جاتی ہین اگر سب کو لکہین تو ایک دفتر بنجائے ناظرین کو یاد
ہوگا ہمارے ملا صاحب نے پہلے یہہ قاعدہ وضع کیا تھا جو سب ذکر اور دعا توقیفی ہین
یعنے اُنہین الفاظ کے ساتہہ دعا کرنی جایز ہے جو الفاظ قرآن وحدیث مین آگئے
ہون مثلاً لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین اب فرماتے ہین کہ
دعا ماثورہ پڑہتے وقت اگر کوئی شخص اپنے آپکو مراد رکہیگا تو گنہگار ہوگا مثلاً ربنا
ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین - رب انی مسنی
الضر وانت ارحم الراحمین - رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین -
جو شخص ان دعاؤن کو پڑہے تو یہہ سمجہے کہ مین حضرت آدم اور حضرت ایوب اور حضرت
زکریا علیہم السلام کا قصہ بیان کرتا ہون اور اپنے لئے جناب الہی سے کچہہ نہین چاہتا

غرض دعائے ماثورہ وغیر ماثورہ سب سے لوگون کو روکتے ہین ہم ایسے مجتہد کے
حق مین دعا کرتے ہین جو خدا اُسکو ہدائیت کرے **مغالطہ ۱۷۳** ایسا ہی
اور بعض ادعیات حکایتاً ہی ہین جیسا کہ التحیات کیونکہ اگر حکایت نہ ہو تو التحیات مین
ندا و خطاب واقع ہے جیسا کہ السلام علیک ایہا النبی اور خطاب حاضر کو ہوتا ہے رسول
اللہ صلعم حاضر نہین بلکہ حیات ہی نہین اگر اسکو حکائیت شب معراج کا پڑہنا نہ مقرر کرین
تو اسپر دو اعتراض وارد ہوتے ہین ایک خطاب غیر موقع دوم کلام فی الصلوۃ ہیہ مفسد
صلوۃ ہے اسیواسطے علماء نے تصریح کی ہے کہ اسکا پڑہنا حکایۃ ہے اس مسئلہ کو
شیخ عبد الحق نے اپنی تصانیف مین مصرح لکہا ہے **ہدایہ** ملا صاحب آپکو اور شیخ
عبد الحق کو کیونکر معلوم ہوا کہ شب معراج مین بطور راز و نیاز کے الفاظ التحیات کے پڑہے
گئے تہے اور اب تمام امت محمدی کو بطور حکائیت پڑہنے کا حکم ہے شائد آپ اور شیخ صاحب
اردلی مین آنحضرت کے ساتہہ گئے ہونگے چشم دیدہ حال آپ بیان کرتے ہین ورنہ اِس
قصہ کی صداقت پہ کوئی سند معتبر لائی آپ تو صحاح پر عمل کرنیوالے ہین کسی صحیح سند
سے ثابت کیجئے نہ ہو سکے تو روائیت حسن یا ضعیف ہی لائیے مگر اتنا خیال رہے جو کتب
متداولہ حدیث کا حوالہ دیا جاوے ورنہ شیخ جیسے متاخرین کا قول سند نہین ہو سکتا در اصل
یہہ قصہ بالکل غلط ہے کسی محدث نے اپنی کتاب مین نقل نہین کیا ایسی بے اصل
بات کا نقل کرنا گویا اللہ اور رسول پر بہتان باندہنا ہے۔ آنحضرت فرماتے ہین کفی بالمرء
کذبا ان یحدث بکل ما سمع آدمی کی دروغگوئی کی یہہ کافی علامت ہے جو کچہہ
کسی سے سُننے سو آگے کہدے اس حدیث کا مقصد یہہ ہے کہ آدمی بازاری گپوڑون
کا اعتبار نہ کرے اور افواہی باتون کو نقل نہ کرتا پہرے۔ لوگ ناقل کے اعتبار پر
اُس بات کو سچ جانتے ہین حالانکہ دراصل وہ بات جہوٹی ہوتی ہے۔ ملا صاحب نے
کسی معراجنامہ پڑہنے والے سے یہہ قصہ سُنکر نقل کر دیا ہے اور دل مین سمجہہ لیا

(افواه خلق نقارۂ خدا) ایسی مشہور بات کی کچھہ تو اصل ہوگی صحیح بخاری مین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روائیت ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم ہم لوگون کو قرآن مجید کی طرح التحیات سکہلاتے اور ہم آنحضرت کے ایام حیات مین السلام علیک ایہا النبی کہتے تھے اور بعد وفات کے السلام علی النبی کہنے لگے۔ بہلا اگر صحابہ کرام بہ سبیل حکایت پڑہتے ہوتے تو کاف خطاب کو کیون ترک کرتے نقل مین تصرف جائز نہین ہوتا باقی جواب یہہ ہے کہ جو لوگ بعد رحلت حضرت رسالت مآب کے السلام علی النبی بغیر کاف خطاب کے پڑہتے تہے اُن پر کوئی شُبہ وارد نہین ہوتا نہ غائب کو خطاب نہ کلام فی الصلوۃ البتہ یاران نبی صلعم مین سے جو لوگ با یام قیام دُنیا اور نیز بعد از رحلت بطرف ملاء اعلی کاف خطاب سے السلام علیک کہتے رہے اُن پر آپ معترض ہوسکتے ہین۔ پس اُنکا جواب یہہ ہے کہ بے شک نماز مین کلام کرنا منع ہے مگر جہان اللہ اور رسول کا حُکم ہو وہان کچھہ مضائقہ نہین بلکہ وہ بولنا ہی عین عبادت ہے چنانچہ ابی بن کعب نماز پڑہتے تہے اور آنحضرت نے اُنکو آواز دی حضرت ابی اپنے آپکو معذور جانکر چُپکے ہو رہے نماز سے فارغ ہوکر حاضر خدمت شریف ہوئے اور عُذر بیان کیا آنحضرت نے فرمایا تو نہین جانتا اللہ جل شانہُ فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعا کم اے اہل ایمان ہان کرو تم اللہ اور رسول کے سامنے جس وقت وہ تمہین پکارین الیسا ہی التحیات مین اگر تکلم پایا جاتا ہے تو کچہہ مضائقہ نہین یہہ دُعا خود رسول اللہ صلعم نے قرآن مجید کی طرح لوگون کو سکہلائی ہے جب رسول خدا اجازت گفتگو کی دین تو پہر مانع کون ہے رہا خطاب غایب یا میت اسکا جواب یہہ ہے کہ بیشک حقیقتاً رسول خدا صلعم حاضر اور زندہ نہین ہین مگر حکما ہین ابو داؤد اور بیہقی روائیت کرتے ہین ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی ارد علیہ السلام جب کوئی شخص مجہہ کو سلام کہتا ہے اُسوقت اللہ جل شانہ میری روح مجہہ پر لوٹاتا ہے اور مین اُسکو جواب سلام دیتا ہون

پس جبکہ ہمارا سلام آپکو پہنچ جاتا ہے اور آپ سکو جواب بھی دیتے ہین تو یہہ خطاب
غیر محل نہ ٹھہرا اور دوسری روایت مین ہے ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض
یبلغونی من امتی السلام رواہ النسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ
تحقیق اللہ کے فرشتہ ہین سیر کرنیوالے زمین مین مجہہ کو پہنچاتے ہین میری اُمت
کی طرف سے سلام روایت کیا اِس حدیث کو نسائی نے اور ابن حبان نے روایت کیا
اپنی صحیح مین اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا اُن دونون حدیثون کی روسے اگر کوئی
شخص نماز مین یا خارج از نماز بوقت درود یا سلام کے رسول اللہ صلعم کو حکماً مخاطب سمجہے
توبیشک جائز ہے ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحالت خطبہ منبر پر
چڑہ کر صحابہ کبار کے ایک جماعت کے روبرو لوگون کو التحیات پڑہنا بتلایا اور اُس مین
لفظ سلام کاف خطاب کے ساتہہ یعنے السلام علیک سکہلایا کسی صحابی نے اسپر
انکار نہ فرمایا گویا تمام صحابہ کا اسپر اتفاق اور اجماع ہوا جائے حیرت ہے کہ ملا صاحب
اجماع صحابہ پر اعتراض کرتے ہین اور پہر اس سے بڑہ کر فرماتے ہین (رسول خدا صلعم)
حاضر نہین بلکہ حیات بہی نہین ناظرین انصاف پسند ملا صاحب کے اِن دونون اعتراضون کو
زیر نظر رکہہ کر اُس قصیدہ نعتیہ کو ملاحظہ فرماوین جو آپ نے اپنے رسالہ کے اخیر مین الحاق
کیا ہے اُسمین کہین آپ سلام سے آن حضرت کو مخاطب کرتے ہین کہین اور کلام سے
بہی کوئی پوچہے یہہ خطاب کس قسم کا ہے ۔ اگر شعر گوئی کے وقت حقیقتاً رسول اللہ صلعم کو
حاضر اور سمیع جانکر مخاطب کرتے ہو تو شرک صریح لازم آئیگا آخر یہی کہوگے ہم نے
شعراء کے قاعدہ کے موافق رسول اللہ کو حاضر و سمیع فرض کر لیا ہے گو حقیقتاً ایسا نہین
پس جو کام بتقلید شعرا آپ کے لیئے جائز ہو جاتا ہے کیا باتباع سنت سنیہ نبویہ اور
باقتداء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمارے اور آپکے حق مین جائز نہین ہوسکتا
ملا صاحب نے اِس قصیدہ مین شاعری کا بڑا زور دکہلایا ہے سچ پوچہو تو گویا شاعری

کی ٹانگ توڑی ہے نظم ناموزون قافیہ ندارد بہت سے عربی الفاظ غلط ہم اس موقع پر
اگر پورا تعقب کرین تو ایک ایسی ہی اور کتاب بنجاوے چونکہ ہمارے مبحث سے یہبات
خارج ہے اور ناظرین رسالہ کے اوقات بوقت مطالعہ ناحق ضایع ہونگی اس لیے ہم صرف
اُن غلطیون کا ذکر کرتے ہین جو احکام شرعیہ کے خلاف ہین مثلاً کلمات شرک تزکیہ
نفس تضلیل اہل سنت والجماعت تا کہ طالبان حق کلمات شرک زبان پر نہ لاوین
اور ایمہ دین کو منسوب بضلالت نہ کرین اور ملا صاحب جیسے اپنے مونہہ سے میان مٹھو بنیے
ہین ویسے ہی اُنہین معصوم صفت نہ سمجہہ بیٹہین بلکہ اس آئیت کریمہ کا لحاظ رکہین والشعرا
یتبعھم الغاون والی قولہ وانھم یقولون مالا یفعلون شاعرون کی پیروی کرتے ہین بہکے
ہوئے لوگ اور شاعر وہ بات کہتے ہین جو نہین کرتے۔ اول آپ بسم اللہ کرتے ہی فرماتے ہین
سبحان وہ وہ دانش فزود نشو ونما * ز نور علم و عمل کرد گوہرم یکتا * ہمکو خاندان عقل
و دانش مین ترقی بخشے علم کامل اور اعمال صالح کے نور سے میرا وجود یکتا اور تمام زمانہ
مین بے نظیر کردیا سبحان اللہ ہم ایسے اور ہم ویسے خاندان دانش کون جنکو آپ خود
ہی گرفتار شرک اور بدعت جانتے ہین اور ہمیشہ رد کرتے ہین آج وہی آپکی ذات پُر
صفات کے سبب علم و دانش کا گھرانہ اور جائے فخر ہو گیا خیر ہمین اس سے کیا غرض
نیک ہون یا بد ان آیات قرآنی اور ملا صاحب کی لن ترانی کو دیکھنا چاہئے اللہ جل شانہ
فرماتا ہے ھو اعلم بکم اذ انشاکم من الارض واذ انتم اجنة فی بطون
امھاتکم فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی وہ خوب جانتا ہے تمکو اُس وقت سے
جب سے تمہین پیدا کیا زمین مین سے اور جبکہ تم تھے بچے اپنی ماؤن کے پیٹ مین
بس مت پاک ٹھہراؤ تم اپنے آپکو وہ خوب طرح جانتا ہے اُن لوگون کو جو متقی ہین اور فرمایا
اللہ تعالی الم تر الی الذین یزکون انفسھم بل اللہ یزکی من یشاء کیا نہین دیکھا تو نے
اُن لوگون کی طرف جو پاک بتلاتے ہین اپنے آپکو بلکہ اللہ ہی پاک کرتا ہے جسکو چاہتا

ہے۔ دیکھو یہہ شعر ان آیات کے خلاف ہے یا نہین جس بات سے خداوند کریم نے روکا ہمارے بہادر شاعر نے اُسی کا دعوی کیا کالاے بد بریش خاوند دو یم آگے چلکر کہتے ہین ہا زبیۂ کفر و ضلالت زراہ فسق و فجور ۴ بہ پیری و بجوانی بری نمود و جدا ۵ کفر اور گمراہی کے جنگل اور فسق اور فجور کی راہ سے بڑہاپے اور جوانی مین بری اور جدا رہا ہون۔ صراح مین لکہا ہے فسق بیرون شدن بندہ از فرمان لنی جس نے حکم سے باہر قدم رکہا نافرمان اور گنہگار ہوا آپکو کمال علم و عمل کے سوا عصمت کا بہی دعوی ہے فرماتے ہین کبہی ہم نے گناہ نہین کیا کبہی عقائد باطلہ کے سبب گمراہ نہین ہوئے جیسے ہوش سنبہالا سنبہلے ہی رہے انبیا علیہم السلام معترف بذنوب تہے معافی مانگتے رہے اور خداوند کریم نے اُنکو مغفرت کی خوشخبری دیکر تسلّی بخشی چنانچہ فرمایا لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر تاکہ اللہ بخشے تیرے اگلے پچہلے گناہ باقی تمام اہل ایمان خائف ہین اپنے گناہون سے ڈرتے ہین توبہ کرتے ہین معافی چاہتے ہین وہ جانتے نہین بخشے یا پکڑے وہ کون ہے جو کبہی دائرہ حکم سے باہر نہین نکلا اگر ملا صاحب اپنے نفس سے ایسا ہی حسن ظن رکہتے ہین جیسا اُنہون نے یہان بیان فرمایا ہے تو غالبًا توبہ و استغفار بہی نہ کرتے ہونگے اسی اپنے رسالہ کے اول مین لکہتے ہین کہ جب مجہے رسالہ قول سدید ہاتہہ آیا تب طریقہ عمل بالحدیث نصیب ہوا اور رسالہ حمویہ دیکہہ کر وہ باطل عقائد زائل ہوئے جو مُدت العمر سے نقش خاطر تہے یہہ دونون رسالہ جناب کو اس بڑہاپے کی عمر مین دستیاب ہوئے ہین واللہ اعلم پہر کس وجہ سے ایام جوانی کی نیک بختی اور ضلالت کی نفی جتلاتے ہین کیا عقائد باطلہ جو مدت العمر کو خاطر تہے وہ ضلالت نہ تہی سویم ان شعرون مین آپ تمام اہل سنت والجماعت کو گمراہی سے منسوب کرکے فرماتے ہین بجان نفورز اہل مذاہب شتی۔ کہ غرق بحر ضلال اند حرق نار ہوا ۶ نہ شافعی و نہ حنفی نہ مالکی مذہب نہ نقشبندی و چشتی و نی کذا و کذا۔ کہتے ہین ہمین بدل

وجان نفرت ہے مختلف مذہبون سے جو گمراہی کے دریا مین غرق ہے اور
ہوائے نفسانی کی آگ سے جلے ہوئے۔ نہ مین شافعی ہون نہ حنفی نہ مالکی مذہب۔ نہ
نقشبندیہ ہون نہ چشتی نہ ایسا اور ویسا۔ حضرت کو اتباع سے بہت نفرت ہے اپنی ہی ایجاد
پر بہت خوش ہین بقول شخصے۔ نان جو با روغن گندہ ॥ اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ ॥
اس لیئے سلف صالحین کو بُرا کہتے ہین ائمہ دین اور اُنکے اتباع حافظان شریعت
و پاسبانان سنت ہین اُنہین کے ذریعہ سے ہمکو دین پہنچا اُنہون نے بیان کیا فلان
حدیث صحیح فلان ضعیف فلانی حدیث ناسخ ہے فلانی منسوخ وہی لوگ احادیث کے
راوی ہین اور وہی ناقل اُنہین کی کتابون سے آج تمام اُمت سند پکڑتی ہے اور
اُنہین کے اعتبار پر مدار کار ہے اگر وہ حنفی و شافعی ہونے کے باعث گمراہ تھے تو
اُنکی روائیت کا کیا اعتبار ہے امام بغوی۔ دارقطنی۔ نووی ذہبی۔ ابن حجر عسقلانی
ابن عبدالبر۔ طحاوی۔ زیلعی۔ ابن جوزی۔ ابن تیمیہ حرانی۔ ابن قیم جوزی۔ محمد شوکانی
وغیرہ جو محدث اور فقیہ تھے اور صدہا اور ایسے سبھی ائمہ اربعہ کے مذاہب کی طرف منسوب
ہوتے تھے اگر یہہ سب گمراہ ہین تو فرمایئے ہدایت والا کون ہے طالب حق کو چاہیئے
بزرگان دین کو اپنا پیشوا سمجھے اور اُنکا اتباع کرے جس مسئلہ مین خطا دیکھے وہان
اُنکی پیروی چھوڑکر حق کا اتباع کرے نہ خوارج کی طرف بدگوئی کرے اور نہ روافض کی
طرح اندھی تقلید مین پھنسے۔ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان
ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف الرحیم اے رب ہمارے
بخش ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو ہم سے سابق تھے ایمان مین اور نہ کر ہمارے
دلون مین مومنون کی بُرائی کا لگاؤ اے رب ہمارے بیشک تو ہے مہربان رحم والا
دیکھو اس آئیت سے بدظنی اور بدگوئی کی کیسی ممانعت پائی جاتی ہے بلکہ بحکم اس
حدیث نبوی کے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جو لوگون کا شکر گذار نہین

وہ اللہ کا شکر بہی نہین کرتا اُنکی مساعی جمیلہ کی شکر گذاری ہم پر واجب ہے اگر
ہم ملّا صاحب سے سوال کرین کہ جو کچہہ آپ جانتے ہین یہہ کہان سے سیکہا تو اور کچہہ
جواب نہ بن پڑیگا سوا اسکے کہ مقر ہون یہہ سب اُنہین کا فیض ہے - چہارم یہان آپ
شرک کا اقرار کرتے ہین - منم کہ غرہ نامم بنام صاحب تست بہ علی ولی ملقب بخاتم الخلفا
مین ہون جو میرے نام کی روشنی اے نبی اللہ تیرے یار کے نام سے ہے - جسکا نام ہے
علی خدا کا ولی اور خلفاء کا ختم کرنیوالا اِس شعر مین آپ نے رسول خدا کو مخاطب کیا اور
بصراحت تمام یہہ بات بتلائی کہ غلام علی کے نام مین لفظ علی جسکی طرف لفظ غلام کی نسبت
ہے وہ امیر المومنین علی کا نام ہے خدا کا نام نہین یضاھئون قول الذین کفروا قاتلھم
اللہ خدا اُنکو مارے مشرکون جیسی بات مونہہ سے نکالتے ہین - خداوند کریم فرماتا
ہے لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللہ ولا الملئکۃ المقربون نہین انکار
کرتا مسیح اللہ کا بندہ ہونے سے اور نہ مقرب فرشتے - تمام انبیاء اور حضرت خاتم المرسلین
کا فخر ہے کہ وہ اللہ کے بندے کہلاوین اور جہان پروردگار نے قرآن مجید مین کسی کو
مہربانی سے یاد کیا ہے اُسکو عبد کا لقب دیا ہے افسوس آپ نے اپنے نام کی ایسی
شرح کی جو سارا بہرم کہود یا اگر کوئی اور شخص آپکے نام کے ایسے معنے کرتا تو ہم بلحاظ
آپکی مولویت کے کبہی اعتبار نہ کرتے - غیر خدا کی طرف عبودیت کی نسبت کرنی شرک
ہے جسکو شک ہو وہ اِس آیت کی تفسیر دیکہہ لے فلما اتاھما صالحا جعلا لہ شرکاء
فیما اتاھما فتعالی اللہ عما یشرکون اب ہم ملّا صاحب سے استفتا کرتے ہین کہ
غلام حسین اور میران بخش اور لگا ہیا نام رکہنا بہی جائز ہے یا نہین بینوا توجروا بیعت
کو جو سنت ہے بدعت کہنا اور مشابہت مشرکین پر فخر کرنا خاص ملّا صاحب کا حصہ
ہے فالی اللہ المشتکی والیہ یرجع الامر ناظرین کو ہم ایک بات اور جتلاتے ہین
کہ ملّا صاحب نے اپنے قصیدہ مین دعوی کیا تہا کہ اسماء مبارک نبی صلعم اسماء الہی

کی طرح سب توقیفی ہین یعنے جو نام شریعت سے ثابت ہین اور قرآن حدیث مین آگئے
ہین وہی اطلاق کیجائینگے سوا اُن نامون کے اور نام اگرچہ وہی معنے رکھتا ہو اطلاق
کرنا درست نہین چنانچہ فرماتے ہین (اپنے پر لازم کرلیا کہ بجز اس لفظ کے کہ حدیث
مین وارد ہوا ہے استعمال نہ کرونگا) اور اِس قصیدہ مین برخلاف شرط اور التزام کے
ایسے نامون سے آنحضرت کو نامزد کیا ہے جنکا کتاب الله اور سنت سے کچھہ ثبوت
نہین مثلاً مکمل عیون حیا - ملیك - حفي صفي اگر دعوی ہے تو قرآن وحدیث
سے بعینہ یہی نام نکالکر دکھلاوین اور ناظرین رسالہ ہذا اپنی اطمینان اور ہماری صداقت
کے واسطے اسماء نبوی جو نود نہ نام الہی کے ساتھہ چھپے ہوئے ہوتے ہین پڑہ کر
دیکھہ لین اُن مین کہین یہہ نام نہ ہونگے بلکہ بعضے نام تو ایسے ہین کہ اُنکا خلاف
شریعت سے پایا جاتا ہے مثلاً مقتداے ملایك حضرت فرماتے ہین کہ جبرئیل
علیہ السلام میرے معلم تھے اور نماز سکہلانے کو میرے امام ہوئے اور آپ فرماتے
ہین کہ رسول الله مقتدائے ملائک ہین یہہ ہین کتاب وسنت کہین ثابت کرو جو رسول
الله مقتداے ملایک ہین اور فرشتون پر آپکی اقتدا لازم ہے ہمارے نزدیک اسماء
نبوی توقیفی نہین ہین کیونکہ اسماء نبوی کے توقیفی ہونے پر کوئی دلیل کتاب وسنت
بلکہ کوئی قول کبرائے امت سے نہین پائی جاتی ہے لہذا ہم کہتے ہین جو تعریف اور بزرگی کے نام ہین
سوائے صفات مختصہ باریتعالی کے سب آپکی ذات بابرکات پر اطلاق ہوسکتے ہین ہمین صرف یہہ
جتلانا منظور ہے کہ ملا صاحب اپنی بات کے بہی پابند نہین ہین **مغالطہ ۱۷۳**
جاننا چاہئیے کہ فقہا رحمہم الله نے استعمال آیات قرآنی اپنی کلام سے خواہ تضمین
سے ہو خواہ اقتباس سے منع فرمایا ہے اور کفر لکھا ہے تضمین اور اقتباس ہم معنی
ہین حاصل معنے اسکے یہہ ہین کہ دوسرے کی کلام کے مضمونون کو اپنی کلام کے
مضمون مین لے آنا اور اُسکو اپنی جنس کلام سے کردینا اور سیاق پہلے کلام سے

۱۷۳

نکال دینا **هدایه** ملا صاحب نے اقتباس اور تضمین کے بیان ایسے معنے بیان کئے جو بالکل غلط ہین آپ فرماتے ہین تضمین اور اقتباس کے معنے ہین کسی کی کلام کا مضمون اپنی کلام مین لانا اس غلطی سے صاف ثابت ہے کہ آپکو علم سے بالکل مس نہین شاید تلخیص ہی نہین پڑہی صاحب تلخیص لکہتا ہے اما التضمین فہو ان یضمن الشعر شیئاً من شعر الغیر یعنے تضمین یہہ ہے کہ دوسرے کے شعر کو بالفاظ اپنے شعر مین کوئی لے آوے بلکہ غیاث اللغات ہی نہین دیکہی غیاث اللغات مین ہے تضمین در آوردن شعر مشہور دیگری در شعر خود اور تلخیص مین ہے واما الاقتباس فہو ان یضمن الکلام شیئاً من القرآن او الحدیث لا انہ منہ اور غیاث مین ہے اقتباس اندکے از قرآن یا حدیث در عبارت خود آوردن بے اشارت یعنے اقتباس کیا چیز ہے اپنی کلام کے ضمن مین قرآن مجید کی کوئی آئیت یا حدیث کا کچہہ حصہ لانا بدون جتلانے اس بات کے کہ یہہ قرآن یا حدیث مین سے ہے * غرض شعر کی تضمین کو اصطلاح مین تضمین کہتے ہین اور آئیت و حدیث کی تضمین کو اقتباس آپنے دونون کو ایک کر دیا اور تضمین و اقتباس مین جو یہہ شرط تہی کہ شعر یا آئیت و حدیث کو بالفاظ اپنی کلام مین داخل کرے بدل کر نقل معانی کو تضمین و اقتباس مقرر دیا اور یہہ قید (پہلے سیاق سے نکال دینا) اپنی طرف سے بڑہا دیا - صاحب تلخیص لکہتا ہے وہو ضربان مالم ینقل فیہ عن معناہ الاصلی کما تقدم وخلافہ یعنے اقتباس دو قسم ہے ایک وہ جو معنی اصلی سے نہ پہیرا جاوے دوسرا یہہ جو معنے اصلی سے منتقل ہوجاوے غرض دونون قسم کو اقتباس کہا جاتا ہے ایک ہی مین حصر نہین - باقی رہا تحقیق مسئلہ اقتباس واضح رہے کہ کلام اللہ کا اقتباس جائز ہے چنانچہ ہدائیت نمبر (۱۷) مین بحوالہ احادیث و آثار ہم بخوبی ثابت کرچکے ہین اس مقام پر بہی چند روایات پیش کیجاتی ہین کہ حق

از باطل معلوم ہو جاوے - جب رسول اللہ صلعم خیبر کو پہنچے یہہ کلمات فرمائے انا اذا
نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین قرآن مجید مین ہے فاذا نزل بساحتہم
فساء صباح المنذرین۔ نزل غائب کا صیغہ تہا جسکا فاعل ہے عذاب آنحضرت
نے نزلنا جمع متکلم کا صیغہ فرمایا اور ضمیر جمع کو فاعل بنایا اور ایسا ہی لفظ ھم جو
راجع ہے طرف کفار مکہ کے حذف کرکے اُسکی جگہہ قوم فرمایا اور اہل خیبر کو مراد
رکہا اور قربانی ذبح کرتے وقت فرمایا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض علی ملۃ ابرھیم حنیفا وما انا من المشرکین قرآن مجید مین حکایت
ہے ابراہیم علیہ السلام سے اور رسول اللہ صلعم نے اِس موقع پر اپنے آپ کو فاعل
وجہت کا ٹہرایا اگر رسول اللہ کو فاعل وجہت نہ بناوین تو لفظ علی ملۃ ابرھیم (جو
حال ہے فاعل وجہت سے) نہین بنتا اور فرمایا بادروا الاعمال سبعا الی قولہ
الساعۃ ادھی وامر۔ جملہ والساعۃ ادھی وامر آئیت قرآنی ہے آپ نے
اپنی کلام مین ملائی اور فرماتے تہے اللھم فالق الاصباح وجاعل اللیل سکنا
والشمس والقمر حسبانا اقض عنی الدین واغننی من الفقر۔ فالق الاصباح حسبانا
تک قرآن کی آئیت ہے رسول اللہ صلعم اپنی دُعا کے ضمن مین لائے۔ حضرت ابن
مسعود نے فرمایا قد ضللت اذا وما انا من المہتدین اقضی فیہا بما قضی النبی
صلعم الحدیث یعنے تحقیق مین گمراہ ہو جاؤن (اگر ابو موسی کے موافق فتوی دون)
اور نہ ہون مین راہ پانے والون سے مین حکم کرونگا وہ جو حکم کیا رسول اللہ صلعم نے
دیکہو قرآن مین قد ضللت کے متکلم رسول اللہ ہین اور ابن مسعود نے اپنے آپکو
متکلم ٹہرایا اور آئیت قرانی کو اپنی کلام مین درج کر دیا - اور عبداللہ بن عمر نے کہا ہے
طاف رسول اللہ صلعم بین الصفا والمروۃ سبعا وقد کان لکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنۃ۔ قد کان حسنۃ تک قرآن مجید کی آئیت ہے عبداللہ بن عمر نے اپنی کلام

متفق علیہ
رواہ مسلم ۱۲
رواہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ ۱۲
رواہ البخاری ۱۲
رواہ البخاری ۱۲

کے سیاق مین لائے اور ابوبکر صدیق نے اپنے وصیت نامہ مین لکھوایا - انی
استخلفت علیکم بعدی عمر بن الخطاب فاسمعوا له واطیعوا وانی لم آل الله
ورسوله ودینه ونفسی وایاکم خیرا فان عدل فذلك ظنی به وعلمی فیه
وان ابدل فلکل امرئ ما اکتسب والخیرا ردت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون والسلام علیکم ورحمة الله وبرکاته آیت قرآنی کو اپنی
کلام کے ضمن مین داخل کر دیا - اِن روایات سے اقتباس کے دونون قسمون کا
جواز ثابت ہوا - اور اس قسم کی روایات صحیحہ بہت ہین اُنکے استیعاب کے واسطے
سفر طویل چاہئیے اِس مختصر مین سب کا استیفا ناممکن ہے بس اگر کوئی گمنام فقیہہ
برخلاف احادیث نبویہ عمد او احد فقیہہ مسلمانون کو ناحق کافر کہیگا تو کیا وہ فی الواقع کافر
ہوجائینگے معاذ الله بلکہ وہ خود فقیہہ نہین جو ایسا فتوی دے - فقہا کے نزدیک اگر
سو وجہ کفر کی ہو اور ایک اسلام کی تو بھی کافر کہنا جائز نہین چہ جائیکہ ایک بھی وجہ
کفر اور بُرائی کی نہ ہو اور لوگون کو کافر کہا جائے - خاص کر ملّا صاحب پر سخت افسوس
ہے اتباع حدیث کے مدعی ہوکر ایک فقیہہ کے کہنے سے صرف اقتباس کلام الہی کے
سبب سے جو اخبار و آثار سے ثابت ہے مسلمانون کو کافر بتلاتے ہین اور اندھی
تقلید مین پڑتے ہین - طرفہ یہہ ہے کہ جتنی مثالین ملّا صاحب تضمین و اقتباس کی لائے
ہین کسی معنے کر وہ ٹھیک نہین - صحیح معنے تو آپ جانتے ہی نہ تھے خانہ ساز تعریف
کے موافق بھی اُن مثالون مین تضمین نہین پایا جاتا - چنانچہ ہم موافق ہر دو تعریف کے
آپکے شبہات کا جواب دینگے **مغالطہ ۱۷۴** - اب چند مثالین اقتباس اور

۱۷۴

تضمین کی فارسی اور عربی سے لکھی جاتی ہین مولوی جامی فرماتے ہین بیت سنداز
سبوحیان گردون صلاوہ - کہ سبحان الذی اسری لعبدہ - مولوی صاحب نے پہلے
مصرعہ کے مضمون سے آئت سبحان الذی ملائی ہے اور قرآن کے سیاق سے

نکالدیا **ھدایہ** آپکے نزدیک تضمین اور اقتباس ایک چیز ہے اور دونون کی
تعریف یہہ ہے جو دوسرے کی کلام کا مضمون اپنی کلام مین لاوے - اِس شعر مین
بالفاظہ دوسرے کا قول نقل کیا گیا ہے پس نہ تضمین پائی گئی اور نہ اقتباس - اور
موافق اصطلاح کے اُسکو تضمین نہین کہہ سکتے - تضمین کی تعریف ہے دوسرے کا
شعر اپنے شعر مین درج کرنا اور آئیت سبحان الذی شعر نہین - رہا اقتباس اصطلاحی بظاہر
اِس شعر مین پایا جاتا ہے مگر شاعر نے سبحان الذی کو قول ملایکہ کہہ کر اپنے شعر کے
مصرعہ آخری مین درج کیا ہے - نہ ایسے طور پر کہ قول حق جل وعلی ہونیکا احتمال ہی باقی
ہو - الغرض اِس شعر مین تضمین واقتباس کسی طرح پائے نہین جاتے - ہان مولوی
جامی پر اِس نقل کی تصحیح کا سوال باقی ہے **مغالطہ ۱۷۵** - اور سعدی صاحب

۱۷۵

فرماتے ہین - زنہار از قرین بد زنہار ٭ وقنا ربنا عذاب النار - اور حافظ کہتا ہے -
چشم حافظ زیر بام قصر آن حوراسرشت ٭ شیوہ جنات تجری تحتہا الانہار داشت ٭
دیکہو دونون شاعرون نے قرآن کو سیاق سے نکال دیا ہے اور اپنی کلام مین درج
کردیا **ھدایہ** کسی تعریف کے موافق اِن دونون شعرون مین تضمین نہین
اور قرآن کو سیاق سے نکالا سعدی نے قرین بد کی تکلیفون اور بُرایون کو عذاب
جہنم نہین ٹھرایا اور موذی ہم نشین کی مجاورت کو دوزخ قرار دیکر یہہ آئیت نہین پڑہی
اِسکے صحیح معنے یہہ ہین کہ اے پروردگار بُری صحبت سے محفوظ رکہہ تاکہ ہر وقت کے
ملاپ سے میرے دل کا میلان اُس طرف نہ ہو جائے اور اُس میلان کے سبب
تیرا قہر نازل نہ ہو چنانچہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم
النار اور تم مت جھکو ظالمون کی طرف پس تمہین چہو یگی آگ - حضرت شیخ نے بُرے
یار کو موجب دخول نار جانکر اُسکی صحبت سے پناہ چاہی اور دُعاے ماثورہ پڑہی - اب
اگر اسپر بھی کافر کہتے ہین تو اسکا انصاف اللہ کے سامنے ہوگا - اور حافظ نے اپنے

شعر مین کسیکا مضمون نقل نہین کیا - الفاظ نقل کئے ہین - آپکی اصطلاح موافق تضمین اور اقتباس نہین پایا جاتا اور اصطلاح علما کے بموجب تضمین نہین کہہ سکتے کیونکہ جنات تجری کسیکا شعر نہین - ہان اقتباس ہے لیکن قرآن کو سیاق سے نہین نکالا حافظ نے لفظ شیوہ کہہ کر اس شُبہ کو دور کر دیا یعنے چشم حافظ نہر اور قصر شاہد ثابت نہین بلکہ حافظ کار و ناقصر کے نیچے کھڑا ہوکر جنات تجری تحتہا الانہار سے مشابہت رکھتا ہتا - آپ نے غضب کیا قصور فہم سے شعرون کے معانی بگاڑ کر کفر کا فتوی جاری کر دیا - اگر ایسا ہی ہے تو آپکے اس رسالہ کے اول بسم اللہ لکہی ہے اور آخر مین الحمد للہ رب العالمین اور الی اللہ المشتکی وہو علیم بذات الصدور اب خود اپنے حق مین اس اقتباس کرنے پر کیا فتوی دوگے - ایک برجستہ جواب مین آپکو بتلاتا ہون - آپ کہہ دین ہم مرفوع القلم ہین -

۱۷۶ **معالطہ** ابو القاسم رافعی کا قول ہے **شعر** دعہم وزعم الملک یوم غرورہم ٭ فسیعلمون غدا من الکذاب - آیت قرآن مین مرجع عام ہے اور اس نے مرجع اسکا بادشاہون کو ٹہرایا ہے جو اپنے دعوی پر غرور کرتے ہین اور قرآن کو سیاق سے نکالدیا -

ہدایۃ ملا صاحب کی تعریف کے موافق اس شعر مین بہی تضمین اور اقتباس نہین پایا جاتا - اور یہہ جو آپ فرماتے ہین (آئیت قرآن مین مرجع عام ہے اور قرآن کو سیاق سے نکالدیا) مرجع عام نہین بلکہ خاص ہے خاص قوم صالح کا ذکر ہے - اور اگر مرجع عام فرض کیا جاوے جیسا آپ نے بیان فرمایا ہے تو اس صورت مین کچھہ اعتراض ہی باقی نہین رہتا - کیونکہ حکم عام اپنی تمام افراد پر صادق آسکتا ہے مثلاً ان اللہ لا یہدی کید الخائنین - اللہ نہین چلاتا فریب دغابازون کا یہہ آئیت عام دغابازون کے حق مین ہے اور ایسی ہی ویل للمطففین خرابی ہے

کم تولنے والون کو اس آئیت مین تمام کم تولنے والون کو وعید ہے اگر بوقت وعظ
آپ ان آیات قرآنی سے کسی خیانت کنندہ یا کم تولنے والے کو ڈرائینگے تو بگفتہ
فقیہہ گناہ لازم آئیگا۔ ہرگز نہین۔ حکم باعتبار مورد عام ہو یا خاص عام سمجھا جائیگا
اور تمام افراد کو شامل ہوگا۔ صحابہ سے لیکر آجتک علماء کا یہی طریقہ ہے۔ صورت
خاص مین دلیل عام سے سند پکڑتے ہین ایسا ہی شاعر نے سلطنت پر غرور کرنے
والون کو ڈرایا ہے الغرض چارون شعرون مین ملا صاحب کی تعریف کے موافق تضمین
اور اقتباس نہین پایا جاتا اور تعریف صحیح کے موافق ہی کسی مین تضمین نہین اور
نہ قرآن کو سیاق سے نکالا **مغالطہ ۱۷۱** تتمہ الفتاوی مین ہے جو شخص
بدلے کلام اپنی کے استعمال کلام اللہ کو کرے کافر ہوتا ہے جیسا کہ اژدہام آدمیون
کو دیکھہ کر کہے فجمعناهم جمعا **ہدایہ** ملا صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ہر ایک
مسئلہ کو آیات و احادیث صحیحہ سے ثابت کرینگے اور اس مقام مین بجائے کتاب و
سنت کے ایسی کتابون سے سند پکڑتے ہین جو ٹھیک ٹھیک اس آئیت کریمہ کا
مصداق ہین ان هي الا اسماء سميتموها انتم وآباؤكم ما انزل الله بها من
سلطان یہہ صرف نام ہین جو رکھے ہین تمنے اور تمہارے آبا و اجداد نے نہین نازل
کی اللہ نے انکی (صحت) کی کچھہ دلیل۔ فرمایا اللہ جل شانہ نے ان الحکم الا لله
حکومت نہین کسی کے سوائے اللہ کے۔ کوئی کسی کے کہنے سے کافر نہین ہوتا صاحب
تتمہ جیسے فقیہہ اور آپ جیسے لا ہزار فتوی چھاپین۔ زیادہ تر افسوس اس بات کا
ہے جو آپ فقہا کی غرض نہین سمجھے۔ انکا مطلب یہہ ہے کہ بجائے کلام اپنی کے
بطریق استہزا و توہین کلام الہی کو لانا کفر ہے مطلقاً اقتباس منع نہین۔ چنانچہ
فتاوی ظہیریہ مین صاف لکھا ہے اگر کسی شخص کے پاس پیالہ بھر کر لاوین اور وہ
دیکھہ کر کہے وكاسا دهاقا بطریق مزاح کے وہ کافر ہوجائیگا۔ پس اگر آپ صاحب

م ۱۷۱

فتاوی کی تقلید کرنی چاہتے تہے تو یون فرماتے جو شخص آیت وحدیث سے
ٹہٹہا کریگا وہ کافر ہوجائیگا آپ نے مطلق تضمین واقتباس کو کفر ٹہرا دیا۔ اور جتنے
اہل مذاہب کو غرق بحر ضلالت کہتے تہے اُنہین کی تقلید سے خود گرداب ہلاکت میں
غوطہ کہانے لگے۔ **مغالطہ ۱۷۸** اور محیط مین ہے جو شخص لوگون کو

۱۷۸

جمع کرکے کہے فحشرناهم فلم نغادر منهم احدا یا کہے فجمعناهم جمعا یا کہے
فجمعناهم عندنا کافر ہوتا ہے **ہدایہ** مصنف محیط کا حال معلوم نہین
مگر ہمارے ملا صاحب کو قرآن مجید مین کمال مہارت کا دعوی ہے شاید تیسرے
فقرہ کو نقل کرتے ہوئے غور سے نہین دیکھا۔ ورنہ فجمعناهم عندنا کو آیات قرآنی
مین شمار نہ کرتے۔ اور اگر سوچ سمجھ کر آپ یہہ فتوی دیتے ہین تو یہہ سمجھا جائیگا
کہ آپکے نزدیک عربی بولی مین کلام کرنا کفر ہے **مغالطہ ۱۷۹** اور بدر الرشید

۱۷۹

یا صاحب تتمہ فتاوی نے لکہا ہے کہ سُنا مین نے بعض اکابر سے کہتے تہے کہ
جو شخص امر کے مقام مین کہے بسم اللہ جیسا کہ کوئی پوچہے کہ داخل ہون مین یا چڑہ
جاؤن یا کہے آگے آؤن مین یا چلا جاؤن مین وہ شخص جواب دے بسم اللہ یعنے
مین نے تجہہ کو اذن دیا کافر ہوتا ہے اور روٹی آگے رکہہ کر کہنا بسم اللہ کافر ہوتا ہے
ہدایہ اِس مفتی نے بہت ٹہوکر کہائی اور ایسی بات کہی جو خالی نہ جائیگی جسکے
حق مین یہہ فتوی تکفیر جاری کیا گیا ہے اگر وہ مستحق اِسکا نہ ہوا تو کہنے والے کو ہرگز
نہین چہوڑتا اتنی سمجھہ بہی نہین کہ بسم اللہ کا متعلق اکثر مقدر ہوتا ہے یعنے متکلم کی
مراد ایسے موقع پر بسم اللہ کہنے سے یہہ ہوتی ہے ادخل باسم اللہ اور کل باسم اللہ
جیسے کتابون اور رسایل کے شروع مین بسم اللہ کے ساتہہ ابتدا واصنف مقدر کہتے ہین
پس اِس بیجا دلیل اور ذلیل فتوے سے لازم آتا ہے کہ تمام جہان کافر ہوجائے
خاص کر اہل علم اور صاحب تصنیف جو اپنی کتب اور رسایل کے عنوان مین قدیم سے

بسم اللہ لکھتے رہے ہین وہ سب کافر ہوجاوین العیاذ باللہ جس نے گہر مین آنے والے رہا کوٹھے پر چڑہنے والے یا دستر خوان آگے جنکر کہانے والے کو کہا بسم اللہ تو اُسکا مطلب یہہ ہے کہ اللہ کا نام لیکر اندر آجا یا کوٹھے پر چڑہ جا یا کہانا شروع کردے اُس نے تبرکاً و تعظیماً اللہ کا نام لیا آپ فرماتے ہین کافر ہوگیا۔ اِس فتوی مین فقہا سے ہی دس قدم آگے بڑہ گئے اُنہون نے کتاب اللہ کی بے ادبی سے منع کیا تہا آپ نے تعظیماً نام لینے سے ہی منع کردیا **مغالطہ ۱۸۰** ایز

۱۸۰

کہتا ہون کہ فقہا نے لکہا ہے ملا علی قاری خواہ غصے ہون یا راضی کیا بھلا کلمہ کفر کا جہان مین مستعمل ہوجائے تو جائز ہوجاتا ہے نعوذ باللہ من ذلک **ھدایہ** ملا صاحب گہبرائیے نہین ملا علی کی خطا اور تقصیر بتلائیے کیا اُنہون نے کسی آیت سے انکار کیا یا حدیث سے سر پہرا ہے جو آپ اِسقدر ناخوش ہین اور کمال کراہت طبع سے اُنکو زمرہ فقہا سے (جنکے سرگروہ آپ ہین) دہکے دیکر باہر نکالتے ہین۔ اگر صرف مسئلہ تکفیر کی مخالفت کے سبب آپ ناراض ہین تو اِس مین ملا علی کا کچہہ قصور نہین۔ اِس مسئلہ پر کوئی دلیل شرعی نہ تہی ملا علی نے بے دلیل بات جانکر رد کردیا۔ آپکے پاس کوئی سند ہو تو لائیے۔ ہم بہی آپکے ساتہہ متفق ہوکر علی قاری کو ملامت کرینگے۔ اور اگر کتاب وسنت سے سند نہین ملتی اور صرف صاحب تتمہ الفتاوی اور امثال ذلک کا قول ہے تو ملا علی نے کچہہ گناہ نہین کیا۔ تمام اہل تحقیق بے سند مسئلون سے انکار کرتے چلے آئے ہین اُنہون نے بہی انکار کردیا بلکہ ملا علی کا قول اُن سے ہزار درجہ بڑہکر معتبر ہے۔ تعجب ہے ابہی آپ فقہا کو گرداب ضلالت کے حوالے کرتے تہے اور ابہی اُنکے خلاف پر ملا علی کو ڈانٹنے لگے۔ گویا فقہا انبیا ہین اُنکی مخالفت جائز نہین **مغالطہ ۱۸۱** نزل کا مرجع خود پیغمبر خدا ہی ہین صلعم اور بہم کا مرجع قوم ہے **ھدایہ** یہہ آیت

۱۸۱

گئی ہے کفار مکہ عذاب الٰہی پر دلیری کرتے تھے اللہ نے یہ آیت اُنکے حق میں
نازل فرمائی ماقبل اس آیت شریفہ کا اس طرح ہے افبعذابنا یستعجلون
فاذا نزل بساحتہم فساء صباح المنذرین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس ہمارا عذاب
یہہ جلدی چاہتے ہیں - پس جس وقت وہ (عذاب) آن اتریگا اُنکے میدان میں پس
بری ہوگی صبح ڈرائے گئے لوگوں کی - نزل کا فاعل عذاب ہے اور ہم
کی ضمیر اہل مکہ کی طرف پھرتی ہے - سیاق قصہ کے مخالف اور
تمام مفسرین کے خلاف آپنے یہہ معنے بنائے ہیں - اب
ہم کچھ دیکھیں یا آپکی اس تفسیر کو - اللہ اکبر
خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم
فساء صباح المخالفین
والحمد للہ رب العالمین

یا رب غفرانٍ طغت اقلامنا ۔۔۔ یا رب معذرۃ من الطغیان

بجوار وجہک خیر مسئول بہ ۔۔۔ وبنور وجہک یا عظیم الشان

وبک المعاذ ولا ملاذ سواک ان ۔۔۔ ت غیاث کل ملدد لہفان

ولک المحامد کلہا حمد الکما ۔۔۔ ل رضیک لا یفنی علی الازمان

وعلی رسولک افضل الصلوات و ۔۔۔ التسلیم منک واکمل الرضوان

وعلی صحابتہ جمیعا والاولی ۔۔۔ تبعوہم من بعد با لایمان

جناب سیدنا مولینا السید محمد نذیر حسین صاحب ابراز وزارت امام الہدی مولینا عبد اللہ غزنوی رضی اللہ عنہ بفرزندان امام سامی نامہ نوشتہ بود حاصل آن اینست کہ آن کہ عبد اللہ غفر اللہ شنید از زبان ثقات مسموع گردید کہ مصنف تحقیق الکلام در بعض جا سخت می نماید و این کلمہ کفر میگوید لا جرم از سید مرحوم الصدر استفسار مقصود این کلام نمودیم در جواب نوشتند - فنا بالفتح والمد سپری شدن صراح سپری بکسر اول و فتح ثانی یعنے گذشتہ و آخر شدہ و بسر رسیدہ و ناچیز مصطلحات و جہانگیری و برہان و مدار الافاضل وموید الفضلا و در سراج اللغات نوشتہ سپری بروزن جگری طے کردہ شدہ و مجاز از تمام و آخر مستعمل شیخ نوشتہ سپری انتہی پس یعنے فنا فی اللہ موافق لغت عمر طی کردہ و بسر برد و بگذشت در رضائے اللہ و طاعت اللہ و عمر او در طاعت خدا آخر شد یعنی بسر برد در طاعت و عبادت خدا تعالیٰ و معنی خلاف لغت نفہمیدن فہم اہل تصوف است انتہی بعبارتہ - عبد الجبار عفی اللہ عنہ

وجوب الزکوۃ فی اموال التجارۃ

ورد علیّ سوال من بعض الاجنۃ ہل فی اموال التجارۃ زکوۃ ام لا فکتبت فی جوابہ الاحادیث الآتیۃ و اکتفیت بہا و ما زدت علیہا من تلقاء نفسی ولا من اقوال العلماء حرفا واحدا۔
عن ابی ذر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الابل صدقتہا وفی البقر صدقتہا و فی الغنم صدقتہا و فی البز صدقتہ رواہ الدارقطنی والحاکم وصححہ وقال الحافظ ابن حجر اسنادہ لا باس بہ وعن سمرۃ بن جندب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا ان نخرج الزکوۃ مما نعد للبیع رواہ الدارقطنی وابو داؤد والبزار وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الزکوۃ من الرقیق الذی نُعَدُّ للبیع رواہ الدارقطنی والبزار وعن زیاد بن حدیر قال بعثنی عمر مصدقا فامرنی ان آخذ من المسلمین من اموالہم اذا اختلفوا بہا للتجارۃ ربع العشر ومن اموال اہل الذمۃ نصف العشر ومن اموال اہل الحرب العشر اخرجہ ابو عبید وعبد الرزاق ورواہ الطبرانی فی الاوسط مرفوعا وسکت علیہ الحافظ ابن حجر فی التلخیص مع شدۃ فحصہ فی تصحیح الاحادیث وتضعیفہ من ذلک الکتاب وعن حماس قال مررت علی عمر بن الخطاب وعلی عنقی اُدُم احملہا فقال الا تؤدی زکاتک یا حماس فقلت مالی غیر ہذا واہب فی القرظ قال ذاک مال فضع فوضعتہا بین یدیہ فحسبہا فوجدتہ قد وجب فیہا الزکوۃ فاخذ منہا الزکوۃ رواہ الشافعی واحمد وابن ابی شیبۃ وعبد الرزاق وسعید بن منصور والدارقطنی وعن رزیق بن حکیم ان عمر بن عبد العزیز کتب الیہ ان انظر من مر بک من المسلمین فخذ مما ظہر من اموالہم من التجارات من کل اربعین دینارا دینارا رواہ مالک فی الموطا والشافعی۔

وروی البیہقی من طریق احمد بن حنبل ثنا حفص بن غیاث ثنا عبید اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال لیس فی العروض زکوۃ الا ما کان للتجارۃ وعن ابن عمر فی کل

مال یدار فی عبید او تجارۃ او دواب او بز للتجارۃ تدار فیہ الزکوۃ رواہ عبد الرزاق۔
فلما بلغ السائل ہذا الجواب اراہ لبعض افاضل عصرنا فکتب علیہ۔ حدیث اول قال ابن
الہمام فی الفتح حدیث ابی ذر اعلہ الترمذی عن البخاری بان ابن جریج لم یسمع من عمران
بن ابی انس انتہی وقد ضعف ابن حجر جمیع طرقہ فی الفتح وقال فی واحد منہا ہذا اسناد
لا باس بہ ولا یخفاک ان مثل ہذا لا تقوم بہ الحجۃ علی انہ قد قال ابن دقیق العید ان الذی
رواہ فی المستدرک فی ہذا الحدیث البر ورواہ الدارقطنی بالزاء لکن من طرق ضعیفۃ وہذا
مما یوجب الاحتمال فلا یتم الاستدلال بہ انتہی ما قال الشوکانی۔ حدیث ثانی وثالث
قال ابن حجر فی اسنادہ جہالۃ لان خبیب بن سلیمان مجہول وجعفر بن سعد لیس
بالقوی وقال فی بلوغ المرام اسنادہ لین وقال الشوکانی فی وبل الغمام رواہ ابو داؤد
والطبرانی والدارقطنی والبزار لکنہا لا تقوم بمثلہ الحجۃ لما فی اسنادہ من المجاہیل قال السید
عبد الغنی الزبیدی فی حاشیۃ الدارقطنی ہذا من صحیفۃ سمرۃ التی یرویہا عنہم ولیس لہا
مخرج الا من جہتہم انتہی والاحادیث الباقیۃ لیست بحجۃ لانہا موقوفۃ کما لا یخفی علی ماہر
اصول الحدیث وقال الشوکانی واما قول عمر فمما لا نقول بحجیتہ۔
فحثیر السائل وجاء بہ عندی فالح علیّ ان ارفع ہذہ الاعتراضات وادفع تلک التعقبات
حتی اضطرنی الی الکتابۃ والجأنی الی الاجابۃ فاقول مستعینا باللہ الحدیث الاول اخرجہ
الحاکم من طریقین ثم قال کلا الاسنادین صحیح علی شرطہما واعترض ابن دقیق العید
کونہ علی شرط البخاری ودفعہ ابن الملقن فی البدر بان مراد الحاکم ان الشیخین قد
احتجا بمثل رجال الاسنادین لا انہم من رجالہما معا وتعلیل البخاری لہ بان ابن جریج لم
یسمع من عمران فی طریق واحد منہما لا فی الطریق الثانی الذی یرویہ سعید بن سلمۃ عن
عمران وقال فیہ الحافظ ابن حجر ہذا اسناد لا باس بہ ولہ طرق غیرہما وان ضعفہا العلماء
لکن تقرر فی اصول الحدیث ان مثل ہذا الحدیث اذا کثرت طرقہ صار حسنا بل صحیحا

قال السيوطي والمقرر في علوم الحديث ان من يكون بهذه الصفة اذا وجد له شاهد او متابع
حكم لحديثه بالصحة وقال الشيخ محمد اكرم في امعان النظر قد يكون كل من التابع والمتابع
لا شاهد عليه فباجتماعهما تحصل القوة انتهى وقد تمسك الشوكاني في النيل والدراري وغيره
في غير ما في موضع كثيرة بالاحاديث الضعيفة مستدلين بهذه القاعدة وفي العلم الشامخ
ودونه الضعيف وهو مراتب كثيرة وتحسنه الشواهد وتصحح عند بعضهم ما لم يكثر ضعفه في المحلين
انتهى على ان الرواية من لا باس به حجة عند ابن معين وعبد الرحمن بن ابراهيم قال ابو زرعة الدمشقي قلت
لعبد الرحمن ما تقول في علي بن حوشب قال لا باس به قال قلت ولم لا تقول ثقة قال
قد قلت لك انه ثقة كذا في الامعان وكفى بهما امامين ماهرين واما لفظ الحبر موضع الخبر في
رواية المستدرك فتصحيف من بعض الرواة كما صرح به النووي في تهذيب الاسماء واللغات والحديث الثاني وان ضعفه ابن
حجر بان قال في اسناده جهالة لكن حسنه غيره كما قال الشوكاني وصرح ابن عبد البر بان اسناده حسن ولا يخفاك ان
محسنه عنده علم برواته وجرح الجهالة عدم علمه بحال الرواة ومن له علم مقدم على من ليس
له علم وقول المعترض في اسناده جعفر بن سعد وهو ليس بالقوي فجرح مبهم لا يقبل حتى
يبين سببه كما قال الحافظ الجرح مقدم على التعديل ان صدر مبينا من عارف باسبابه
لانه ان كان غير مفسر لم يقدح فيمن ثبتت عدالته انتهى وقد علمت من قول الشوكاني ان هذا
الحديث حسن عند العلماء سوى الحافظ والجرح المبهم للحافظ في مقابلة تحسين العلماء غير مقبول
قال ابو داود كلما سكت عليه في كتابي هذا فهو صالح للاحتجاج وهذا من الاحاديث التي
سكت عليها ابو داود وبعده ابن المنذر وسكوتهما دليل على حسنه عندهما وهذا هو الجواب
من الحديث الثالث على ان الحديث الضعيف اذا كان معمولا به في القرون المشهود لها
بالخير مقبول عند الامة كحديث العينان وكاء السه وحديث الماء طهور لا ينجسه شيء الا ما
غلب على ريحه او طعمه او لونه وحديث لا وصية لوارث وامثالها كثيرة وقد اتفقت الامة على
ان النوم ناقض ولو سلم الاحاديث الضعيفة هي مردودة من حيث الاسناد ومقبولة

من حيث المعاني قال الحافظ في التلخيص تعقب ابن عبد البر على تصحيح من صحح حديث البحر
هو الطهور ماءه ثم حكم مع ذلك بصحته لتلقي العلماء له بالقبول فرده من حيث الاسناد وقبله
من حيث المعنى انتهى ملخصا قال النووي اتفق العلماء على تضعيف حديث الا ما غلب على ريحه
او طعمه قلت ومع ذلك اجمع العلماء على ان الماء القليل والكثير اذا وقعت فيه نجاسة
فغيرت لونا او ريحا او طعما فهو نجس كما قاله ابن المنذر وقال الشافعي وهو قول العامة لا اعلم
بينهم خلافا فيه قال الشوكاني وقد اتفق اهل الحديث على ضعف هذه الزيادة لكنه قد وقع
الاجماع على مضمونها كما نقله ابن المنذر وابن الملقن فمن كان يقول بحجية الاجماع كان
الدليل عنده على ما افادته تلك الزيادة هو الاجماع ومن كان لا يقول بحجية الاجماع كان
سند الاجماع مفيدا لصحة تلك الزيادة لكونها قد صارت مما اجمع على معناها وتلقي بالقبول
فالاستدلال بها لا بالاجماع انتهى۔ قال السخاوي في شرح الالفية اذا تلقت الامة الضعيف
بالقبول يعمل به على الصحيح حتى انه ينزل منزلة المتواتر في انه ينسخ المقطوع به ولهذا قال الشافعي
رحمه الله في حديث لا وصية لوارث انه لا يثبته اهل الحديث لكن العامة تلقته بالقبول وعملوا به
حتى جعلوه ناسخا لآية الوصية وقال العلامة المقبلي في ارواح النوافح شرح العلم الشامخ فان الصحيح
المعمول به هو يشتمل انواعا من الضعيف وقد ذكره ابن حجر في مواضع كتلخيص البدر المنير وكذلك غيره فليحفظ فانه مهم لكثرة
غلط الناس اليوم فيما قد يقول فيه المحدثون ليس بصحيح او هو ضعيف فيتوهم انه غير معمول به مطلقا ولم يشترط في المعمول به كونه صحيحا
باصطلاح متاخري المحدثين الا البخاري وهو قول لعبيدين الادلة بل لو قيل خلاف ما عليه الاولون والآخرون لساغ انتهى وقد
اجمعت سلف الامة على العمل بحديث زكاة اموال التجارة قال الحافظ ابن حجر في الفتح
زكاة التجارة ثابتة بالاجماع كما نقله ابن المنذر وغيره فيخص به عموم هذا الحديث انتهى۔
وكذا نقل الاجماع على ذلك الشوكاني في النيل وغيره في غيره وقد اخذها الخليفة الثاني وامر
عماله باخذها فما انكره عليه احد من الصحابة قال الطحاوي لا نعلم احدا من الصحابة خالف عمر
رضي الله عنه في هذه المسئلة ولا عبرة بمخالفة من خالف اجماع سلف هذه الامة من الظاهرية

وغيرها ولو كانوا اعداء الشعر والبعر ولو لم يكن في هذه المسئلة الا قول الله عز وجل انفقوا
من طيبات ما كسبتم وقوله جل ذكره خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها لتم الاستدلال
لان لفظ الاموال وما كسبتم عام شامل لجميع اصناف المال فلا يخص منها شيئ الا بنص
من الشارع اذ الاجماع لا يثبت فكيف مع هذه الاحاديث المذكورة وقوله صلى الله عليه
وسلم ان الله قد فرض عليهم صدقة تؤخذ من اغنيائهم فترد على فقرائهم متفق عليه
فكل من كان عنده مال نقدا كان او غيره فهو الغني وحد الغني في هذا الحديث النصاب
المقرر من الشارع وهو ماتا درهم او قيمتها فتخصيص بعض الاغنياء من بعض تحكم
وقوله صلى الله عليه وسلم واما خالد فانكم تظلمون خالدا فانه قد احتبس ادراعه واعتده
في سبيل الله متفق عليه فان الصحابة رضي الله عنهم طلبوا منه زكوة ادراعه واعتده
ظنا منهم انها للتجارة فمنع فشكوا اليه صلى الله عليه وسلم فقال انه قد اوقف امواله في
سبيل الله فليس عليه فيها زكوة فطلبكم منه ظلم وهذا المعنى هو المتبادر من الحديث و
خلافه لا تشهد له العبارة ولا تحكم له الدلالة فلو لم تكن في اموال التجارة زكوة لما طلب
الصحابة من خالد زكوة اجناسه ولمنعهم صلى الله عليه وسلم عن اخذ زكوة اموال التجارة
واما الاحاديث الباقية فاعلم رحمك الله انا برآء من اصل اصل على خلاف الحديث
النبوي واعداء القاعدة اسست على شقاق الاثر المصطفوي قال رسول ربنا صلى الله
عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ و
قال اقتدوا بالذين من بعدي ابو بكر وعمر وقال اوصيكم باصحابي ثم الذين يلونهم ثم الذين
يلونهم ثم يفشوا الكذب فما ثبت من الخلفاء الراشدين وسلف عليه خير القرون فتمسك
به وعض عليه بالنواجذ واياك والاصول التي اصلت على شفا جرف هار التي لا تسمن
ولا تغني من جوع اللهم كيف لا يكون قولهم حجة مع ان رسول ربنا امرنا باتباعهم ووعد
خالفنا رضناه باقتفائهم فواعجبا لعلم هذا الاصل ثمرته عقل هذه القاعدة قطعه والذي

ينسب اليه هذه القاعدة وسوى هي منها هو الذي احتج لقول الخلفا نقل السيوطي في الاكليل
ان الشافعي رحمه الله قال مرة بمكة سلوني عما شئتم اخبركم عنه من كتاب الله فقيل له ما تقول
في المحرم يقتل الزنبور فقال بسم الله الرحمن الرحيم قال الله تعالى وما آتاكم الرسول فخذوه
وما نهاكم عنه فانتهوا وحدثنا سفيان بن عيينة عن عبد الملك بن عمير عن ربعي بن حراش عن
حذيفة بن اليمان عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اقتدوا بالذين من بعدي ابوبكر وعمر
وحدثنا سفيان عن مسعر بن كدام عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن عمر
بن الخطاب انه امر بقتل المحرم الزنبور انتهى قال الحافظ ابن القيم وان لم يخالف الصحابة
صحابي آخر فاما ان يشتهر قوله في الصحابة او لا يشتهر فان اشتهر فالذي عليه جماهير الطوائف
من الفقهاء انه اجماع وحجة وقالت طائفة منهم هو حجة وليس باجماع وقال شرذمة من المتكلمين
وبعض الفقهاء المتاخرين لا يكون اجماعا ولا حجة وان لم يشتهر قوله او لم يعلم هل اشتهر
ام لا فاختلف الناس هل يكون حجة ام لا فالذي عليه جماهير الامة انه حجة هذا قول جمهور
الحنفية صرح به محمد بن الحسن وذكره عن ابي حنيفة نصا وهذا مذهب مالك واصحابه وتصرفه
في موطائه دليل عليه وهو قول اسحق بن راهويه وابي عبيد وهو منصوص الامام احمد في غير
موضع واختيار جمهور اصحابه وهو منصوص الشافعي في القديم والجديد فاما القديم فاصحابه
مقرون به واما الجديد فكثير منهم حكى عنه انه ليس بحجة وفي هذه الحكاية عنه نظر ظاهر جدا فانه
لا يحفظ له في الجديد حرف واحد ان قول الصحابة ليس بحجة وغايته ما تعلق به من نقل ذلك
انه يحكي اقوالا للصحابة في الجديد ثم يخالفها وهذا تعلق ضعيف جدا فان مخالفة المجتهد
الدليل المعين لما هو اقوى في نظره لا يدل على انه لا يراه دليلا من حيث الجملة بل خالف دليلا
لدليل ارجح عنده منه انتهى هذا اقوال العلماء في قول مطلق الصحابي فما ظنك بالخلفاء الراشدين
الذين امرنا رسول ربنا صلوات الله وسلامه عليه باتباعهم وحضنا باقتفائهم وحكم علينا
بعض بالنواجذ على سنتهم ولو بسطنا الكلام على هذه المسئلة لبلغ كراريس لكن اقتصرنا

علی ذلک القدر لما فیه کفایة لمن ابتغی الحق واراد الانصاف وترک التعصب والاعتساف
وقد نشاءت فی عصرنا فرقة تدعی اتباع الحدیث وهم بمعزل منه یردون الاحادیث المعمولة
عند سلف الامة وخلفها بادنی قدح خفیف وجرح ضعیف ویطرحون اقوال الصحابة وافعالهم
باصل نحیف وقول سخیف ویقدمون علیها آراءهم الرکیکة وافکارهم العلیلة ویسمون انفسهم
المحققین کلا والله هم الذین یهدمون منار الشریعة النبویة ویدرسون قواعد الملة الحنیفیة
ویعفون آثار السنة المصطفویة ترکوا الاحادیث المرفوعة ونبذوا الآثار المسندة وتحیلوا لدفعها
حیلا لا ینشرح لها صدر موقن ولا یرفع لها راس مؤمن ولست عقدة الانامل علی ان اقوال
الصحابة وعملهم والاحادیث التی فیها وهن تقابل الاحادیث الصحیحة بل اقول اذا لم یوجد
فی الباب حدیث یبلغ اعلی مرتبة الصحیح ووجد خلافه والکان فیه نوع وهن وعمل به سلف
الامة وخلفهم او جمهورهم فهو صالح للاحتجاج واجب الاتباع وهذا هو الذی علیه الاولون و
الآخرون کما نقلته عن العلامة البقاعی ولو تاملت کتب المحدثین من الصحاح الستة وغیرها
وتفکرت فی تراجم الابواب والاستدلالات لها بهذا الصنف من الاحادیث ونظرت
الی تعامل سلف الامة وخلفها علیها لعرفت ان هذا هو الحق الصراح والصدق البواح
ولو رددنا هذا الصنف من الادلة لتعطلت ثلث الشریعة بل نصفه ولا یغرنک قول
بعض المتاخرین ان هذا النوع من الادلة لیس بحجة لکونه مخالفا عن منهج السلف فکم
من احادیث ضعاف وآثار موقوفة جری علیها تعامل سلف الامة وخلفها کما نقلت
ذلک من قبل فانه یاخذ بیدی وبیدک ورحم علی وعلیک وهو یتولی هدای وهداک والحمد لربی ومولای ومولاک

قطعه تاریخ از نتائج فکر سعید حافظ عبد الرشید حسین پوری

زہے ای مولوی عبد جبار ٭ به اهل دین نمودی بهر احسان ٭ رساله چون نوشتی ره نمودی
ره حق را به اهل کذب و بطلان ٭ چنان الهام و بحث کرد اثبات ٭ مسلم شد به نزد اهل ایمان
چنان برکرده مصباح تحقیق ٭ که حاسد را از و دل گشته سوزان ٭ جزای خیر یابی از در حق
بماند بر تو دائم فضل یزدان ٭ رشیدی را چو فکر سال اشد ٭ تصور این بیامد در دل آن

تبیان واجب الاعلان

آنچه راقم الحروف درین رساله برائت زمرهٔ صوفیه و اتباع ایمه اربعه از طعن طاعنین و تشنیع مشنعین نموده مقصود از زمرهٔ صوفیه آن فرقه است که اشغال و اذکار و وظائف ایشان موافق کتاب الٰہی و سنت نبوی باشند و وعظ و نصائح ایشان ترویج توحید و سنت و رد شرک و بدعت و تعلیم ایشان اسماء الٰہیه و ادعیه قرآنیه و وظائف ماثوره و بیعت ایشان بر توبه از شرک و معاصی و ثبات بر کتاب و سنت مصطفوی است و ما احسن ما قال الحافظ ابن القیم صوفیة سنیة نبویة لیسوا اولی شطح ولا ہذیان الخ تزکیه و برائت آن طائفه که خود را باسم صوفیه مسمی نموده و مذہب ایشان حلول و اتحاد است و قائل وجود مطلق و اتصال و انفصال و طریقهٔ ایشان اباحت محرمات و ترک فرائض و اوراد و وظائف ایشان الفاظ شرکیه و کلمات مهمله و اسماء مشائخ و بیعت ایشان بر امور بدعیه و طرق غیر مشروعه و مواعظ و نصائح ایشان ترغیب به عبادت و تعظیم قبور و تصور شیخ و عرس پیران و اعمال ایشان اختلاط با زنان نامحرم مثل اختلاط با مردان و رفع حجاب از نسوان و مساوات محرمات با غیر محرمات و محبت اطفال خوبرویان و غیر ذلک من الفواحش و اذواق و حالات ایشان از غنا و مزامیر و معازف و رقص که این همه از محرمات شرعیه است اگرچه مصنف تحقیق الکلام قائل اباحت است مگر ما را ازین صوفیه بیزاری و برائت است و البغض و عداوت۔ و درین زمان ہمین فرقهٔ ملاحده و طائفهٔ طاغیه خود را بنام صوفیه مسمی نموده عالمی را از صراط مستقیم به راه ضلالت کشیده اند و جہانے را در بادیهٔ ہلاکت انداخته مومن صاف و مسلمان پاک را لازم است که تلاش صوفیه سنیه نبویه که در عصر ما عنقا صفت گشته اند بکند و از مجالست و صحبت فرقهٔ آخره که جہانگیر شده اجتناب نماید و لنعم ما قیل ے اے بسا ابلیس آدم روی ہست الخ پس بہر دست نباید داد دست و مراد از اتباع ایمه آنانند که در قواعد اصولیه و مسائل قیاسیه مذہب امامی که لفکر ایشان

راجح آمده اختیار نموده و در مسائل منصوصه اتباع امام الائمه رسول البریه محمد صلعم بر خود
لازم گرفته و همین است طریقه اکثری از فقها و محدثین و روش جمهوری از متقدمین و متاخرین
نه تزکیه و منقبت مقلدین متعصبین که قول امام را مثل وحی سماوی و فرمان نبوی میدانند
و نصوص شرعیه را در مقابله قول امام پس پشت می اندازند و این است طریقه بعض جهله
از اتباع ایمه و روش بعض تلامذه با مشایخ و اساتذه اعاذنا الله منهم که دین و مذهب بر
ایشان ملتبس شده فرق در دین و مذهب نمی توانند - اتباع نصوص دین است و ترک
نصوص در مقابله قول امام اعراض است از دین و تقلید امامی در قواعد اصولیه و
مسائل قیاسیه مذهب است یقال فلان علی دین محمد و مذهب فلان پس دین و مذهب
را واحد دانستن و در میانش تمیز نمودن عین حمق و جهالت است و محض نادانی و سفاهت
چنانچه باین مضامین درین رساله جابجا اشاره رفته -

فهرست بعض اغلاط فاحشه مولوی غلام علی صاحب
در تحقیق الکلام واجوبه آن

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	لونڈے	اپنے لونڈے	۹	۵	خرقہ	خرقہ کو
				″	۱۲	کے سے	کے
۶	۱	نماز	نماز کو	۱۲	۱۷	ہوا	ہوئی
″	۳	نماز	نماز کو	″	۱۸	دیکھو جو	دیکھو
″	۶	کا	کے	۱۳	۳	وہ	وہی
				۱۴	۱۴	جانتا ہے	جانتے ہیں
۸	۱۳	لیتا	لینے کو	″	۹	بندی	بندی کے
″	۱۵	کئی ہیں	کیا ہے	۱۵	۱۵	تی	تا